[illegible]

[illegible]

[illegible]

سیرت محمدی

[illegible]

مقدمہ سیرت

تحفۂ احمدی

[illegible]

[illegible]

العنوان

[illegible] رسالہ [illegible] حضرت [illegible] شاہ [illegible]
[illegible] سلسلہ [illegible] ہے [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] شاہ فخر الدین [illegible] المعروف [illegible] شاہ [illegible]
قدس سرہ العزیز [illegible] صاحب [illegible] حضرت [illegible] شاہ
[illegible] کے [illegible] سے [illegible] کرتا ہوں
[illegible] سے [illegible] اور [illegible]

[illegible] الرحیم

[illegible] سکندر [illegible]
[illegible]

سیر محمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مر خداوندی را کہ درجہ شمس صلوات ولایت
در تتبع انوار افلاک معرفت را از قبہ جوزا و ہامہ ثریا
گذرانید و خواطر عواطر و ضمائر ظواہر ایشان را بدوام
اذکار و لزوم مراقبات جالبین انس خود گردانید و
صلوات نامیات و تحیات زاکیات بر روح مطہر و
قالب معطر قدوہ اہل صفا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم و بر آل و اصحاب او کہ جواسیس قلوب و مشرفان
غیوب اند۔ بندہ ضعیف امیدوار رحمت ربانی
محمد علی سامانی کہ از کہترین مریدان و کمترین مسترشدان
حضرت قطب الاقطاب عالم مقصود خلقت عالم وجود
آدم الملقب بالولی الاکبر الصادق مرشد عشق دار و
عشق باز صدر الملۃ والدین سید محمد حسینی
گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز است، بنا بر داعیہ
بعضے عزیزان این رسالہ را کہ مشتمل بر بیان احوال
و افعال و اقوال آن سلطان اصحاب حقیقت

تحفۂ احمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مخصوص ہے اوس خدا کیلئے جس نے جوزا و
ثریا سے بھی ولایت کے آسمانوں کے آفتابوں کو اور
معرفت کے فلکوں کے چاندوں کو وپر بلند بڑھا دیا
ہے اور ان حضرات کی خاطروں کو جو مظہر تسکین بخش ہیں
اپنے ذکر و مراقبہ دوام کے ساتھ اپنا تشفی و غمخوار
بنا لیا ہے درود پڑھنے والا و تحیہ مطہر پاک روح و
قالب معطر پیشوائے اہل صفا محمد مصطفی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم اور آپ کی اولاد و اصحاب پر جو دلوں
کے جاسوس غیب کی باتوں کے دیکھنے والے ہیں۔
بندہ ضعیف امیدوار رحمت ربانی محمد علی سامانی جو
مریدوں میں کمترین طلبگار رشاد حضرت قطب الاقطاب
عالم مقصود خلقت عالم و آدم الملقب بالولی الاکبر
الصادق مرشد عشق دار و عشق باز صدر الملۃ والدین
سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز
کا ہے۔ بعض اعزہ کے اصرار سے اس رسالہ کو جو احوال

مقتدای ارباب طریقت و شریعت از مبتدا تا منتہا
در سلک او بوده و نیز این فقیر را صحبت با حضرت ایشان
بوده و هم با خلفا و دیگر اصحاب ایشان کہ ادای کیفیات
کلی و جزوی ایشان بوده اند و نام این رساله
سیر محمدی داشته اند در محرم سنہ ۸۳۱ احد وثلاثین
وثمانمائة تالیف کرده شده و مشتمل بر (۹) نه باب بر عدد
افلاک وسیارات واتمم مه اسد۔ باب اول در
بیان نسب حضرت مخدوم رضی الله عنه و احوال
ایشان از ابتدا حال تا انتہاء ایشان باب دوم
در بیان فضائل حضرت مخدوم رضی الله عنه
باب سوم در بیان روش حضرت مخدوم
رضی الله عنه باب چہارم در ذکر تلقینات حضرت
مخدوم رضی الله عنه۔ باب پنجم در تصانیف
حضرت مخدوم رضی الله عنه باب ششم در ذکر
فرزندان حضرت مخدوم و فضائل ایشان رضی الله
عنهم باب هفتم در ذکر خلفاء حضرت مخدوم
رضی الله عنه و از فرزندان و غیر آن رضی الله تعالی
عنهم باب هشتم در ذکر یاران حضرت مخدوم
که بعضے خلفاء و بعضے اصحاب شغل بوده اند رضی الله عنهم
باب نہم در بعضے مکتوبات که حضرت مخدوم به
مخدوم زادگان بجانب بعضی خدام و یاران رضی
الله عنهم نوشته اند

اقوال سلطان اصحاب حقیقت و مقتدائے ارباب
طریقت و شریعت پر مشتمل ہے ابتدا سے لیکر انتہا تک
تحریر ہیں اور یا حضرت کیساتھ نیز حضرت کے خلفا اور
دیگر اصحاب کے ساتھ جو آنحضرت کے کلی اور جزوی کیفیتوں کی
ہادی تھے صحبت اور یکجائی رہتی تھی ان بزرگوں نے
اس رسالہ کا نام سیر محمدی رکھا محرم
سنہ ۸۳۱ ہجری کو یہ تصنیف کیا گیا افلاک اور سیاروں
کی تعداد کے اعتبار سے رسالہ میں بھی نو باب رکھے گئے
ختم کرادینے والا اللہ ہے باب اول حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے نسب اور حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ کے ابتدا سے لیکر انتہا تک کے حالات کے بیان میں
باب دوم حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی فضیلتوں
کے بیان میں باب سوم حضرت مخدوم رضی اللہ کی
روش کے بیان میں باب چہارم حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ کے تلقینوں کے ذکر میں۔ باب پنجم حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کی تصنیفوں کے ذکر میں باب ششم حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے فرزندوں اور انکی فضیلتوں کے
بیان میں رضی اللہ عنہم باب ہفتم حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے خلفا کے بیان میں عام ازیں
کہ صاحبزادگان ہوں یا غیر صاحبزادگان رضی اللہ تعالے
عنہم باب ہشتم حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے
یاروں کے بیان میں خاصکر بعض انکا ذکر جو صاحب
شغل تھے رضی اللہ عنہم باب نہم حضرت

باب اوّل

در بیان نسب حضرت مخدوم و احوال پدر و عم و خاندان بزرگوار حضرت مخدوم قطب الاقطاب سید محمد حسینی گیسو دراز رضی اللہ عنہ

[illegible]

[illegible] الدین [illegible] مولانا [illegible]

[illegible] سیف الدین [illegible]

[illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

[illegible]

[illegible] مولانا [illegible] الدین [illegible]

مولانا [illegible] الدین [illegible]

[illegible]

مخدوم [illegible] ملفوظات [illegible]

آپ نے [illegible]

فصل اوّل

[illegible]

[illegible] قاضی [illegible]

[illegible] قاضی سیف [illegible]

[illegible] حضرت مخدوم [illegible]

[illegible]

[illegible] مولانا [illegible]

[illegible] مولانا [illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت مخدوم [illegible] رضی الله عنه کاتب پرسید
که چند ساله شده فرمودند که نود و هفت ساله شده
چون او دوست [illegible] کاتب [illegible]
[illegible] گفتند [illegible]
حضرت مخدوم [illegible]
[illegible] نقش [illegible] حضرت مخدوم
بی بی فاطمه [illegible]
[illegible] حضرت مخدوم [illegible]
[illegible] کاتب [illegible]
[illegible] مخدوم [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
عرضداشت [illegible]
کاتب عرضداشت [illegible]
هرچه صدقه بودی علاحده [illegible]
و هرچه مبارکبادی بودے علاحده [illegible]
میکردند بعده فرمودند مولانا یاران خوش میشوند [illegible]
سال شد الحمد لله [illegible]
نیکو بودی حق تعالی پیغمبر را صلی الله علیه و آله وسلم [illegible]
حق تعالی پیغمبر را [illegible] بالقصر [illegible]
[illegible] کنایت [illegible] وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ
وَمَا يَنْبَغِي لَهٗ [illegible] کنایت گفت وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ
نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ یعنی [illegible]
خوار [illegible] در خلقت

مبارکباد حضرت مخدوم رضی الله عنہ کی سالگرہ ہے
[illegible] کاتب سیر محمدی نے پوچھا کہ عمر شریف آپ کی کے
برس کی ہوئی [illegible] فرمایا کہ ستانوے برس کے
[illegible] جب انھوں [illegible] کاتب [illegible]
نے پوچھا [illegible] سالگرہ کی دعوت [illegible] نے
فرمایا کہ [illegible] حضرت مخدوم
رضی الله عنہ [illegible]
[illegible] جب آپ کا وصال [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] بی بی فاطمہ [illegible]
[illegible] جب آپ [illegible]
[illegible] مخدوم [illegible]
[illegible] کاتب [illegible]
[illegible] حاضر ہوئے آپ نے [illegible]
[illegible] کیا ہے [illegible]
[illegible]
[illegible] مبارکبادی [illegible] کاتب
نے عرض کیا مبارکبادی سے آپ [illegible]
[illegible] ہوتا اسکو حضرت علیحدہ رکھتے تھے [illegible]
کو عنایت فرماتے [illegible] مبارکبادی ہوتی اسکو علیحدہ
رکھتے [illegible] حضرت فرماتے اسکے
بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا احباب خوش ہوتے ہیں
[illegible] برس کا ہو [illegible] مجھ سے پوچھو کہ [illegible] عمر میں
کیا بات ہے اگر بڑی عمر ہونا اچھی بات ہوتی تو حق تعالے

[illegible] خواهد دوست [illegible] مردان
[illegible] نقصان [illegible]
بعض [illegible] فرموده [illegible]
[illegible] هیچ [illegible]
[illegible]
[illegible] الاسلام [illegible]
[illegible]

[illegible]

رضی اللہ عنہ در ماہ صفر سنہ [illegible] عشر وثمانمائة
می نوشتم [illegible] مدت کہ من نود سالہ
شوم از ین ہم معلوم میشود کہ تولد ایشاں در سنہ
احد و عشرین وسبعمائة بود و [illegible] حضرت مخدوم سید
یوسف نام داشتند رضی اللہ عنہما [illegible] شہور بسید
راجا [illegible] اصل ایشاں در دولت آباد بود [illegible]
[illegible]
[illegible] دولت آباد [illegible] والد ما
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت محمد [illegible]
[illegible] حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] الاولی [illegible]
[illegible] محمد بن یوسف بن علی [illegible] بن یوسف بن
حسن بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید
بن ابو الحسن [illegible] بن حسین بن ابی [illegible]
[illegible]
علی [illegible] العابدین [illegible] حسین سبط [illegible]
فاطمہ بنت محمد رسول اللہ [illegible]
[illegible] امیر المومنین حسین [illegible] علی ابن ابی طالب کرم اللہ

مشائخ رضی اللہ عنہم کا سلسلہ جاری ہوگا تو اسوقت البتہ
[illegible] یہ بات آئی کہ اگر میری عمر زیادہ ہوئی تو ابھی
بات [illegible] میری خلافت کی سچائی ظاہر ہوجائیگی اگرچہ ان
لوگوں کی گفتگو کچھ بیہودہ تھی اس کے بعد آپنے ارشاد
فرمایا میری عمر اسوقت حضرت فرماتے ہیں [illegible] رضی اللہ
عنہ [illegible] حضرت [illegible]
تھے اس قصہ سے معلوم ہوا کہ حضرت [illegible] سنہ
میں پیدا ہوئے اور آپکی عمر [illegible] حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کے ملفوظات میں [illegible]
جمع کیا ہے [illegible] حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے سنہ
ہجری میں ارشاد فرمایا [illegible] باقی [illegible]
میں [illegible] نگارش [illegible]
حضرت کی ولادت سنہ [illegible] ہجری میں [illegible] آپ [illegible]
کا نام [illegible] حضرت مخدوم سید یوسف تھا رضی اللہ عنہ
لیکن مشہور نام سید راجا تھا آپکا وصال دولت آباد میں
[illegible] آپ مدفون ہیں
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جب زمانہ میں

---

۵ دولت آباد دکن کے ضلع اورنگ آباد کے متصل واقع ہے اس
مقام کو [illegible] خلد آباد [illegible] اب خلد آباد کہتے ہیں اور
دولت آباد خاص اس سے [illegible]

۶ [illegible] حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی کی قبر ہے۔
تانا شاہ قطب شاہی بھی یہیں دفن ہے۔

وجہہ رضی اللہ عنہ و شجرۂ مشیخت حضرت مخدوم قطب
الاقطاب سید محمد حسینی گیسو دراز رضی اللہ عنہ را خلافت
از شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی وایشان را
از شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بدایونی وایشان
را از شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی وایشان را
از شیخ الاسلام شیخ قطب الدین بختیار اوشی وایشان را از
شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری وایشان
را از شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی و
ایشان را از شیخ الاسلام حاجی شریف زندنی
وایشان را از شیخ الاسلام شیخ قطب الدین
مودود چشتی وایشان را از شیخ الاسلام خواجہ
ناصر الدین ابو یوسف چشتی وایشان را از شیخ الاسلام
خواجہ رکن الدین ابو محمد چشتی وایشان را از شیخ الاسلام
خواجہ احمد چشتی وایشان را از شیخ الاسلام
خواجہ ابو اسحاق چشتی وایشان را از شیخ الاسلام
خواجہ ممشاد دینوری وایشان را از شیخ الاسلام
خواجہ ابو ہبیرۃ بصری وایشان را از شیخ الاسلام
خواجہ حذیفۃ المرعشی وایشان را از شیخ الاسلام سلطان
ابراہیم ادہم بلخی ایشان را از شیخ الاسلام خواجہ
فضیل ابن عیاض وایشان را از شیخ الاسلام
خواجہ عبد الواحد بن زید وایشان را از شیخ الاسلام
خواجہ حسن بصری وایشان را از شیخ الشیوخ
امیر المومنین علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ

دولت آباد سے میں جس کی کیفیت روانہ ہوا تو میرے والد ماجد
کو وصال ہوئے چار برس ہو چلے تھے کہ سب شجرہ
نسب جو تھا ہم سب والد ماجد کو مین دفن کر دیا اسکے
چار سال بعد بدن سے پہلے حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ بڑا سکے واسطے باشیدین پشت بیدار
دار حضور اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آئین
کی طریقہ شجرہ مشیخت کے اندر سے بھی باہمدیگر
کرنا حضور اقدس رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
شجرہ نسب کی زیارت دیتا۔

سلسلۂ نسب شجرہ عالی

سید السادات منبع البرکات صدر الملۃ والدین الولی الاکبر
الصادق ابو الفتح سید محمد بن یوسف بن علی بن محمد بن یوسف
بن حسن بن محمد بن علی بن حمزہ بن داؤد بن زید بن
ابو الحسن الجندی بن حسین بن ابی عبداللہ بن محمد بن عمر
بن یحیی بن حسین بن زید المظلوم بن علی اصغر زین العابدین
بن الحسین السبط الشہید بن فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم حضرت امام حسین کے پدر بزرگوار امیر المومنین یعسوب الدین
علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ

راہ طریقت شجرہ مشیخت

قطب الاقطاب حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز
کو خلافت حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودھی

و ایشان را از حضرت سید المرسلین تاج المحققین
سلطان صوفیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم و چون حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ چہار
سالہ شدند سلطان محمد تغلق خلق دہلی را جانب
دولتاباد روانہ کرد ایشان نیز برابر پدر خود در دولتاباد
آمدند والد حضرت مخدوم برای [illegible] شیخ بابو
در دیگر رفتند حضرت مخدوم [illegible] اخوند
شیخ بابو قدس سرہ [illegible] مردی [illegible] وصاحب
نعمت بود خانہ نزدیک [illegible]
چون در سماع شدی از خود بے خبر [illegible]
دہان بیرون آمدی و ہر چہ گفتی ہمان شدی در
حق حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ گفتہا بسیار
پاک و خوب گفت بفرمان خدا تعالی ہمچنان شد
چون حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہشت سالہ شدند
در وضو و نماز و دیگر کارہای دینی تمام سعی کردند
و خوردگان بسیار گرد ایشان جمع میشدند و
با داب تمام پیش ایشان می نشستند و می ایستادند
و سبب آن حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ میداشتند
و ہر یکے را از ان طریق تبرک بردند مشائخ می دادند
بعد ازان در تعلم مشغول شدند و بیشتر در صحبت نیار
خود می بودند و نیاز ایشان مرید حضرت شیخ الاسلام
شیخ نظام الدین محمد بداونی رضی اللہ عنہ بودند و پدر
حضرت مخدوم نیز ارادت بحضرت شیخ الاسلام شیخ

آپکو حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین اولیا بدوانی سے
آپکو حضرت شیخ الاسلام شیخ فرید الدین مسعود اجودہنی سے
آپکو حضرت شیخ الاسلام قطب الدین بختیار اوشی سے
آپکو حضرت شیخ الاسلام شیخ معین الدین حسن سنجری اجمیری سے
آپکو حضرت شیخ الاسلام شیخ عثمان ہارونی سے آپکو حضرت
حاجی شریف زندانی سے آپ کو حضرت شیخ الاسلام شیخ
قطب الدین مودود چشتی سے آپکو حضرت شیخ الاسلام خواجہ
ناصر الدین ابو یوسف چشتی سے آپکو شیخ الاسلام خواجہ
رکن الدین ابو محمد چشتی سے آپکو شیخ الاسلام خواجہ احمد چشتی سے
سے آپ کو شیخ الاسلام خواجہ ابو اسحاق چشتی سے آپکو
حضرت شیخ الاسلام خواجہ ممشاد علوی دینوری سے آپکو شیخ
الاسلام خواجہ ہبیرۃ البصری سے آپکو شیخ الاسلام خواجہ
حذیفۃ المرعشی سے آپکو شیخ الاسلام سلطان ابراہیم ادہم
بلخی سے آپکو شیخ الاسلام خواجہ فضیل بن عیاض سے آپکو
شیخ الاسلام خواجہ عبد الواحد بن زید سے آپکو شیخ الاسلام
خواجہ حسن بصری سے آپکو شیخ الشیوخ امیر المومنین علی بن
ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے آپکو حضرت سید المرسلین
تاج المحققین سلطان صوفیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے خلافت حاصل تھی جب حضرت سید محمد گیسو دراز
کی عمر شریف چار برس کی تھی تو اسوقت سلطان تغلق نے
دہلی کی مخلوق کو دولت آباد کیطرف روانہ کرنا شروع کیا
تھا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بھی اپنے والد ماجد کے
ہمراہ دولت آباد تشریف لائے ۔

نظام الدین داشتند و از پدر و نیاز بیشتر فضائل
حضرت شیخ نظام الدین شنیده بودند و بیشتر
حضرت مخدوم رضی الله عنه توجه بر شیخ نظام الدین
داشتند و در طلب علم مشغول می بودند و چون حضرت
مخدوم رضی الله عنه پیش استاد مصباح و قدوری
میخواندند چون شخصی آمد از حضرت مخدوم سوال کرد
که در نماز چون از رکوع در سجود روند اول دست بر
زمین نهند یا زانو و چون از سجده برخیزند اول دست
بردارند یا زانو حضرت مخدوم رضی الله عنه این مسئله
نخوانده بودند فرمودند بعد زمانی بیائی جواب خواهم
گفت تا چون او بازگشت خود در گوشه مسجد
نشستند و در اندیشه ماندند که او را چه جواب
دهم ناگاه دیدند که مردی تمام قد گندم گون و
چشمهای سرخ دستاری بزرگ بسته و
آستینهای فراخ در مسجد در آمد و دوگانه شروع
کرد حضرت مخدوم رضی الله عنه با خود گفتند که مرد
بزرگ می نماید شاید که از شیخ الاسلام شیخ نظام الدین
خواهد بود باعتبار آنکه حلیه خدمت شیخ رضی الله عنه
از نیاز خود بسیار صفت شنیده بودند نظر و بنماز
او کردند و گفتند چه نگه این بزرگوار در نماز در برداشتن
دست و زانو خواهد کرد من سائل را همان جواب
خواهم گفت آن بزرگوار از نماز دوگانه تمام کرد و
غائب شد حضرت مخدوم رضی الله عنه جواب مسئله

آپ کے والد ماجد شیخ بابو کی ملاقات کے لیے
(دولت آباد) جسکو دیوگیر کہتے تھے تشریف لے گئے
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو بھی آپ کے والد ماجد
نے ساتھ لے لیا شیخ بابو رحمۃ اللہ علیہ ایک مرد
بزرگ و صاحب نعمت تھے۔ گھر ایک منار کے
دروازے کے قریب تھا جب سماع کی مجلس میں بیٹھے
تھے تو انکو اپنی خبر نہ ہوتی تھی منہ سے جھاگ نکلنے لگتی
تھی جو کچھ منہ سے فرماتے وہی ہوتا تھا حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت اچھے اور پاکیزہ
کلمات فرمائے۔ خداوند پاک کے حکم سے ایسا ہی ظہور
میں آیا جب حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آٹھ برس
کے ہوئے نماز وضو اور دوسرے دینی کاموں میں
اہتمام کرنے لگے چھوٹے چھوٹے سب بچے آپ کی خدمت
میں آ کر جمع ہوتے تھے اور بہت ہی آداب تہذیب
سے آپکی خدمت میں حاضر ہوتے بیٹھتے تھے اور جب اٹھتے تو آپکی
اور جوتا اٹھا لیتا تھا اور بیٹھتے تھے اور حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
کے وضو کے لیے پانی کا گھڑا بھر کر رکھتے تھے اور آپ بزرگ
مشائخ اور انکو اسیطرح تبرک عنایات فرماتے تھے ایکے بعد
آپنے پڑھنا شروع فرمایا پہلے آپکو اپنے نانا جان کی صحبت
نصیب ہوئی آپکے نانا حضرت شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد
بدوانی جو کہ مرید تھے آپکے والد ماجد کو بھی حضرت نظام الدین
اولیا بدوانی سے ارادت تھی۔ اپنے والد ماجد سے
اور نانا سے حضرت نظام الدین بدوانی رضی اللہ عنہ

از دیگر گفتند [illegible] آمدند و گفتند
[illegible] شیخ نظام الدین را امروز دیدم [illegible]
[illegible] صورت [illegible] حضرت مخدوم گفت [illegible]
حضرت مخدوم [illegible] خلق [illegible]
و این واقعہ [illegible] نقل حضرت شیخ [illegible]
حضرت [illegible] حضرت
شیخ نصیر الدین [illegible] دل ایشان
متعلق بشیخ [illegible]
چون [illegible] ایشان [illegible]
[illegible]
شدند۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت مخدوم [illegible]
[illegible] ایشان است [illegible] عاشق [illegible]
شدند [illegible] شیخ نصیر الدین

کے حالات وفضائل آپ سنا کرتے تھے اور آپ
کی توجہ بہت زیادہ حضرت نظام الدین اولیا رضی اللہ
عنہ کیطرف تھی پس ہمہ طلب علم میں مشغولیت جاری
تھی جس زمانہ میں آپ [illegible]
پڑھتے تھے ایک شخص آیا اور اس نے حضرت مخدوم
[illegible] سے سوال کیا [illegible]
[illegible] سجدہ [illegible] زمین [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] جب وہ شخص چلا گیا
تو آپ [illegible]
میں اسکو [illegible]
ایک [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت مخدوم
[illegible] نے اپنے [illegible] ارشاد فرمایا [illegible]
[illegible] شیخ [illegible]
[illegible] حضرت
شیخ الاسلام [illegible] ایسا ہی [illegible]
تھا آپ نے [illegible]
لگے [illegible] اور [illegible]
[illegible] وہی میں شخص سائل کو جواب دیدونگا۔

[illegible] ایک کتاب ہے [illegible] ایک کتاب ہے

باشد چہ خوب باشد [illegible] ایشان را [illegible] سید

کہ این بزرگوار کیست [illegible] شیخ [illegible]

محمود اور [illegible] پایۂ [illegible]

بجا [illegible] ثابت [illegible] کرد [illegible] اکثر

[illegible] قبول کرد [illegible] افزاید [illegible]

بادشاہ [illegible] حضرت شیخ [illegible]

[illegible] حب [illegible]

[illegible] مشغول [illegible] حضرت [illegible]

[illegible] حضرت شیخ الاسلام [illegible]

[illegible] ارادت [illegible]

[illegible] شعور [illegible]

حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] شیخ

[illegible] ذکر [illegible]

سلہ [illegible] فرمود

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مطلوب [illegible]

سلہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہم [illegible]

[illegible]

ادس [illegible] اور [illegible]

حضرت [illegible]

[illegible] حاصل کرنا اور [illegible]

[illegible] عرض کیا

[illegible] شیخ [illegible]

[illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

[illegible] حضرت شمس الاسلام [illegible]

اولیا رضی اللہ [illegible]

[illegible] ارادت [illegible]

[illegible] اور حضرت [illegible] بہت

[illegible] دلی تعلق شیخ مذکور الصدر سے

تھا مگر ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شیخ کی بارگاہ

عرفان تک پہونچوں کیسے۔ آپ تو دلی میں جلوہ فرما

ہیں اور میں دولت آباد میں ہوں۔ دونوں میں

[illegible] سو کوس کا فاصلہ ہے۔ اسی اثنا میں آپ کا

سن شریف پندرہ برس کا ہوا۔ اتفاقاً والدہ ماجدہ

[illegible] بھائی ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی سے

استفادہ [illegible] دولت آباد سے دلی کی طرف

روانہ ہوئیں۔ آپ کے ہمراہ جناب حضرت [illegible]

رضی اللہ عنہ اور آپ [illegible]

[illegible] آپ کے [illegible]

[illegible] سال ہو چکا تھا [illegible]

[illegible] تلقین [illegible] حضرت شیخ [illegible]

بجا آوردند [illegible] علوم [illegible] حضرت

[illegible] حضرت [illegible] مولانا

[illegible] ہمارا [illegible] علاء الدین

[illegible] ملک [illegible]

[illegible] شیخ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت شیخ [illegible]

علاء الدین رضی اللہ عنہ [illegible] سید [illegible]

وارد الشان [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible]

بمی دانستند گیسوا سے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

بغایت دراز بود تا [illegible] سید [illegible] سماع [illegible]

آمدند بہ زمین رسیدی حضرت شیخ [illegible] سید محمد

[illegible] سلطان

[illegible] آپ

[illegible] مسجد میں

شیخ [illegible] شیخ نصیر الدین

[illegible] حضرت مخدوم

رضی [illegible]

[illegible] فرمانے لگے [illegible]

[illegible] شیخ نصیر الدین [illegible] کیا اچھا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] آپ [illegible]

[illegible] آپ نے [illegible]

[illegible] قبول [illegible]

[illegible] حالی [illegible]

ہم اور آپ [illegible] حضرت شیخ [illegible]

[illegible] حضرت

مخدوم [illegible] کے بڑے بھائی سید حسین رضی اللہ

عنہما دونوں نے شیخ الاسلام حضرت نصیر الدین

محمود [illegible] رضی اللہ عنہ سے بیعت کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] رحمۃ اللہ علیہ کے حال [illegible] شیخ [illegible]

محمود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو شفقت تھی اسکا حال آپ کے بڑے

[illegible] آپ [illegible] فرماتے ہیں

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور [illegible] ذات [illegible] تشریف [illegible]
تشریف [illegible] شدند [illegible] تعلیمات خود [illegible] حضرت
شیخ [illegible] را [illegible] حضرت شیخ [illegible] رضی اللہ عنہ
[illegible] سیر [illegible]
[illegible] فرمایا [illegible]
[illegible] شیخ [illegible] بیعت [illegible] تجدید [illegible]
[illegible] اہل اللہ [illegible]
[illegible] تمام معمول
[illegible]
اور [illegible] خرقہ [illegible] حضرت
مخدوم [illegible] اللہ [illegible]
[illegible]
[illegible] حضرت مخدوم [illegible]
[illegible]
[illegible] بیعت [illegible]
[illegible] مقاصد [illegible]
[illegible] شدند و چون حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
[illegible] چند سال [illegible]
[illegible] میکرد
[illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] مجاہدہ بکمال [illegible] سال
حضرت شیخ نصیر الدین [illegible] آبادی [illegible]

مولانا [illegible] والد [illegible] اللہ [illegible]
جاتی تھی [illegible] حضرت شیخ الاسلام [illegible]
[illegible] شیخ الاسلام سے مرید ہو گئے تو ارشاد فرمایا
[illegible] آپ کی [illegible] نہیں
ہے [illegible] آپ سے [illegible] کہنے [illegible] وقت
[illegible] بات [illegible]
پس [illegible] سے احباب طریقت [illegible]
[illegible] بیعت [illegible] کرلو [illegible] مولانا علاء والد [illegible]
[illegible] دوسری مرتبہ شیخ الاسلام [illegible] فرمایا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حضرت مخدوم [illegible]
[illegible] آپ [illegible]
[illegible] پہنچے [illegible] حضرت شیخ الاسلام نے فرمایا

[illegible] روزے رکھا کرتے [illegible] ارشاد فرمایا
[illegible] شعبان [illegible] رمضان [illegible]
[illegible] ارشاد [illegible]
[illegible] روزے [illegible]
[illegible] ایام بیض [illegible]
[illegible] ارشاد فرمایا [illegible] خواجگان [illegible] صوم داؤدی
[illegible] صوم [illegible]
[illegible]

بغایت قبض شد مولانا زین الدین آمدند بحضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند کہ بندگی شیخ فرمودہ اند تا
مولانا علاؤالدین در خطیرہ شیخ قطب الدین رضی اللہ
عنہ بروید و زیارت کنید و قصۂ حال بگذرانید
حضرت مخدوم و مولانا علاؤالدین رضی اللہ عنہما
رفتند و زیارت حضرت شیخ الاسلام شیخ
قطب الدین رضی اللہ عنہ کردند و باز گشتند چون
خدمت حضرت مخدوم و مولانا علاؤالدین برابر بودند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نتوانستند کہ توجہ بخواجہ
قطب الدین کنند و متعلق شدند کہ اگر بندگی خواجہ
پرسند چہ دیدی چہ گویم مولانا علاؤالدین را باز
گردانیدند و خود در خانہ رفتند درون حجرہ آمدند
مشغول شدند در واقعہ دیدند پیری است کہنہ
و خواجہ خضر علیہ السلام بالای آن پیر استادہ
است و بحضرت مخدوم اشارت میکنند کہ بندگی
شیخ الاسلام من برسان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
در خانقاہ آمدند بندگی شیخ نصیر الدین پرسیدند
چہ دیدی عرضداشتند حضرت بندگی خواجہ دیدم
کہ خواجہ خضر علیہ السلام مرا اشارت می کنند کہ
سلام من بندگی شیخ نصیر الدین را برسان بندگی
خواجہ نصیر الدین خوش شدند بزبانی حق تعالیٰ
کرم کرد بندگی خواجہ را بسط شد بعد از آن یکسال
شد کہ بیگم در حیات بودند زیرا چہ استادہ شدن

سید محمد گیسو دراز اور نانک زادہ کو اپنی صحبت میں
رکھو جو کچھ میں نے تمکو تلقین کیا ہے اور ان میں سے
انکو بھی حصہ دو اس وقت سے حضرت مخدوم و مولانا
علاؤالدین یکجا رہنے لگے۔ آپ کی والدہ ماجدہ مولانا
علاؤالدین کو اپنا بیٹا فرماتی تھیں۔ مولانا علاؤالدین
آپ کی والدہ ماجدہ کے سامنے آیا کرتے تھے جب
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ پر مشغولیت کی لذت
زیادہ ہوئی اور گھر میں تنہائی و فراغت حاصل نہیں
ہوتی تھی تو آپ نے خطیرہ شیر خان جہاں پناہ میں
ایک جگہ اپنے لئے مقرر کرلی۔ وہاں ایک حجرہ تھا۔
دس برس تک وہاں حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
مشغول رہے مولانا علاؤالدین بھی وہاں حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔
حضرت وہیں سے مولانا قاضی عبدالمقتدر کی
خدمت میں جایا کرتے تھے غالباً حضرت شیخ
الاسلام کے حکم سے تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اور
وہاں سے ہر روز پابوسی کے لئے حاضر ہوا کرتے
اور ارشاد و تربیت کی تعلیم حاصل کیا کرتے تھے کبھی
کبھی عرض کرتے کہ اگر حکم ہو تو علم ظاہری کی تعلیم حاصل کرنا
اب چھوڑ دوں اتنی مقدار حاصل ہو چکی کہ کافی ہے
اور تمام وقت علم باطن کی تعلیم حاصل کرنے میں مشغول
ہو جاؤں حضرت شیخ الاسلام ارشاد فرماتے تھے
کہ ہدایہ، بزدوی، رسالہ شمسیہ، کشاف، مفتاح

خواجہ جعفر … بشارت داده بود که عمر شیخ بآخر
رسیده است و سلام نقش اشارت برین بود که دین
رحمت نعمت و سلامتی حضرت شیخ است و چون ایشان
بیست و ہفتم ماه … در آن سال … رحلت نموده بودند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از انقطاع … و خون می
گرفتند و نیز … اعانت … یاران و
اصحاب خانقاه … مشغول شده …
وسیلہ … در معرض ہلاکت افتاده اند بندگی
شیخ نصیر الدین … مولانا صدر الدین طبیب
و مولانا علاء الدین … بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
فرستاد … مولانا صدر الدین … ترتیب داده که
انقلاب … تقاضی … گذشته اند
… پاک کردند … بندگی شیخ
روغن … فرستادند … در … لیسند
تخفیف شد چون مولانا … بندگی شیخ
پیش … سید … مولانا … گفت
… بسیار فائده شد بندگی شیخ
فرمودند … زین الدین روغن … قدرے دیگر
فرست … بگو … این روغن کشیدن
جز بادشاه دہلی کسی … کشد …
من می فرستم مولانا صدر الدین گفت بنده
زادگان نیز کشیدن می دانند بندگی شیخ
فرمودند انکه چرا … کشیده مولانا صدر الدین

ان کتابوں کو ڈھکانے سے پڑھلو تم سے ایک کام لینا
ہے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے ان کتابوں کو
بالترتیب پڑھ کر حضرت شیخ الاسلام کی خدمت میں
گذرانا۔ شیخ الاسلام بہت خوش ہوئے … کے
بعد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے بالکل یکسو ہو کر
علم باطن کی تعلیم حاصل کرنی شروع کی …
لگے …
اور مکاشفات و تجلیات پے در پے ظاہر ہو گئے اور
اپنے واقعات و واردات حضرت شیخ الاسلام
کی خدمت میں پیش فرمایا کرتے تھے حضرت شیخ الاسلام
ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ … برس کے بعد ایک
لڑکے نے پھر مجھ میں شوق کی پیدا کر دی اور پہلے
زمانے کے واقعات مجھے یاد دلا دیے ہیں۔ حضرت
شیخ الاسلام بڑی مہربانی سے یہ فرمایا کرتے تھے
… شیخ الاسلام کے معتقدوں میں سے ایک
بزرگ کی وفات ہوئی جب حضرت شیخ انکی زیارت
سیوم کے لئے گھر سے باہر تشریف لے گئے تو زیارت
سیوم کے بعد فرمایا کہ سید … اللہ تعالے کہاں
مشغول رہا کرتے ہیں آؤ ہمیں چلکر دیکھیں۔ چنانچہ
وہاں سے قصد فرمایا اور حظیرہ شیر خان میں حضرت
مخدوم کے دیکھنے کے لئے تشریف لائے۔ نیز
تھوڑے سے روپئے ساتھ لائے تھے اور اپنی زبان
مبارک سے ارشاد فرمایا کہ یہ میری نذر ہے۔

عرضه داشت برای آن می کشم تا ایشان نمی برند
بندگی شیخ فرمودند علاء الدین سید محمد بود
ایشان [illegible] بندگی شیخ
برای [illegible] سید [illegible]
تا آنکه [illegible] حضرت [illegible]
بندگی شیخ [illegible]
ملک [illegible]
خانقاه [illegible]
رضی الله عنه وقت [illegible]
شیخ حسین سبحانه [illegible] بندگی شیخ
رضی الله عنه [illegible] حاضر بودند
بندگی شیخ را خبر کردند شیخ بغایت خوش شدند
و در حال طلب کردند چون نظر بندگی خواجه
بر حضرت مخدوم رضی الله عنه افتاد باواز بلند فرمودند
الحمد لله حضرت مخدوم سر بر زمین نهادند و نزدیک
رفتند بندگی شیخ فرمودند سید تراچه زحمت بود
حضرت مخدوم رضی الله عنه عرضه داشتند زحمت خلل
بود و خون می سرفیدم[1] و حلک بود تعجب کردند گفتند
زحمتی سخت بود خدای تعالی رحم کرد که ترا صحت شد حضرت مخدوم
چیزی در واقعه دیده بودند خواستند از او عرضه دارند بایشان
بندگی شیخ رضی الله عنه فرمود آفتاب برآمده است مرا
اشراق باید گزاردن تو نیز برو و بگزار بعد ازان بیا و بگوی

سید محمد [illegible] حضرت
مخدوم رضی الله عنه کا نام بہت [illegible]
مشائخ [illegible] ہوئی کہ [illegible]
حضرت [illegible] زبان ہو کر فرمایا [illegible]
شیخ کو [illegible]
[illegible] حاصل ہے جب حضرت مخدوم رضی
الله عنہ کی عمر [illegible] تئیس سال کی ہوئی تو آپ کو حضرت
[illegible] میں زیادہ وقت نہ رہنے ملے اور مخلوق سے
بالکل ہی منقطع ہو گئے [illegible] سلوک کی سیر تمام
کمال فرمانے لگے اور انتہائی مقامات پر پہنچ گئے
کہ اس سے زیادہ سیر کی جگہ نہیں ہے [illegible]
کی صحبت سے تجلی آپ کو میسر تھا [illegible]
[illegible] بہت ہی [illegible] فرماتے تھے
اسی سال حضرت شیخ الاسلام نصیر الدین محمود
اودھی رضی الله عنه کو [illegible] کا [illegible] ہوا
قبض بے انتہا ہو گیا مولانا زین الدین سے
آکر قصہ بیان کیا حضرت مخدوم رضی الله عنه
سے فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام نے ارشاد فرمایا
ہے کہ آپ اور مولانا علاء الدین حظیرہ شیخ
قطب الدین رضی الله عنه میں تشریف لیجائیں
اور زیارت کریں اور میری حالت کا قصہ عرض
کریں۔ حضرت مخدوم رضی الله عنه اور مولانا
علاء الدین گئے۔ زیارت کی اور واپس چلے آئے

[1] کھانسی کے ساتھ تھوکنا۔

حضرت مخدوم رضی الله عنه بیرون آمدند شیخ باشراق
مشغول گشتند بعد ازان میان قاضی عبد المقتدر
و شیخ محمود بخشش قدس سرهما و اصحاب دیگر
جمع شدند [illegible] سید محمود بشیر رفت خبر کرد
[illegible] الطلب [illegible]
بودن [illegible] باشد چون یاران [illegible]
[illegible] حضرت قاضی عبد المقتدر و شیخ
محمود نشسته اند بندگی شیخ با ایشان فرموده سید
محمد [illegible] شد کرم [illegible] سید محمد
طال عمره نیکو شده باز ساعتی مانند همین فرموده در
بعد ازان گفتند شما [illegible] و درا برمن بفرستید
ایشان بیرون آمدند خدمت قاضی عبد المقتدر
گفتند سید شما را درون می طلبند ما را بیرون کردند
تا بعد خدمت حضرت مخدوم بالای ام رفتند و عرضه داشتند
درین نشست دیدم که جامه درزن پوشانیدند و گفتند بپوش
که جامه ولایت است پس گفتند کشش کشیدم جامه دیگر آوردند
و گفتند بپوش که جامه نبوت است باز گفتند کشش کشیدم
جامه دیگر آوردند و گفتند بپوش که این جامه رسالت است
باز گفتند کشش کشیدم پس جامه دیگر آوردند و گفتند بپوش
که این جامه اتحاد است باز گفتند کشش کشیدم
پس جامه دیگر آوردند گفتند بپوش که این
جامه های ربوبیت و الوهیت و هویت است
[illegible] را پوشیدم حضرت مخدوم رضی الله عنه

تھے حضرت مخدوم رضی الله عنه مولانا علاء الدین
ساتھ [illegible] تھے حضرت مخدوم کو اتفاق [illegible] کہ
آپ [illegible] حضرت شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین رضی الله
عنه [illegible] توجہ فرماتے [illegible] آپ سے عالم [illegible] میں
[illegible] آپ [illegible] دیا کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا
حضرت [illegible] الدین [illegible]
[illegible] دیکھ [illegible] کو [illegible]
مولانا علاء الدین کو واپس لوٹا دیا اور آپ ذوق
میں چلے گئے حجرہ سے باہر [illegible] اور مشغول توجہ
ہو گئے اور [illegible] عالم [illegible] ایک بڑا اچھا پیر
ہے اور [illegible] حضرت مخدوم
رضی الله عنه سے [illegible] بندگی
شیخ الاسلام کو میرا سلام پہونچا دو اس کے بعد
حضرت مخدوم رضی الله عنه خانقاہ شریف میں تشریف
لائے حضرت بندگی شیخ نصیر الدین نے ارشاد
فرمایا کہ تم نے کیا دیکھا آپ نے عرض کیا کہ حضور نے
حضرت بندگی خواجہ [illegible] میں نے خضر علیہ السلام کو دیکھا
[illegible] اشارہ کرتے [illegible] بندگی شیخ الاسلام نصیر الدین کو
کو میرا سلام پہنچا دو حضرت خواجہ شیخ الاسلام خوش ہوئے تھوڑے
[illegible] بعد الله تعالی کے کرم سے حضرت خواجہ شیخ الاسلام
کی طبیعت اچھی ہو گئی اس کے بعد ایک سال کا زمانہ
گذر گیا حضرت شیخ الاسلام حالت حیات میں رہے

علاء الدین [illegible] کے [illegible] کا نام ہے۔

فرمودند درین میان میدیدم کہ روے مبارک
بندگی شیخ از شادی می درخشید و بر بار میگفتند
کہ ہاں دیگر ہان دیگر پس عرضہ داشتم کہ ہمہ اشیا
مختلف را باصور متفاوت بیک حقیقت باز گشتہ
دیدم بندگی شیخ بغایت خوش شدند و دست
مبارک بر روی خود فرود آوردند و گفتند الحمد للہ
رب العالمین و چند لفظ برین نمط فرمودند کہ بندگی
شیخ را عمر آخر شدہ می نماید پس آں سے گلیمے
از پیش خود ستدند و برہر دو دست حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ دادند و دست حضرت مخدوم را محکم
گرفتند و فرمودند کسی کہ دنبال کسی مشقت می بیند
براے چیزی می بیند بعدہ فرمودند سید محمد
این کار از من قبول کن یعنی دست بہ بیعت بدہ
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سر فرود نمودہ ساکت
شدند باز فرمودند قبول کردی حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند قبول کردم باز فرمودند
قبول کردی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ عرضہ داشتند
قبول کردم بعدہ دو وصیت کردند یکی آنکہ اوراد
ظاہر خود را ترک ندہی و دوم آنکہ متعلقان
ما را رعایت کنی پس آں مولٰنا زین الدین
آمدند بندگی شیخ فرمودند زین الدین برو فرمایش
حلوا براے کندوری ثبت کن چون مولٰنا
زین الدین رفتند بناچہ بجانب حضرت سید مخدوم

اس لئے کہ خضر علیہ السلام کا پرانے چھپر پر کھڑا ہونا
اس امر کیطرف اشارہ کر رہا تھا کہ حضرت شیخ الاسلام
کی عمر شریف آخر سن کو پہونچ گئی ہے اور سلام کہنا
یہ بتا رہا تھا کہ اس بیماری سے شیخ الاسلام کی صحت
ہوجائیگی جب حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی عمر شریف
۳۰ برس کو پہنچی تو اس سال دہلی مین وبا پھیلی۔
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو خلا کی بیماری ہوگئی۔
خون تھوکنے لگے کھانسی ہونے لگی اور ساتھ اسکے
ہچکی بھی شروع ہوگئی۔ یاران طریقت و اصحاب
خانقاہ و شہر کار رورس مین شور برپا ہوگیا کہ سید
محمد سلمہ اللہ تعالے زیادہ خطرناک طور پر بیمار ہین
بندگی شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ نے مولٰنا
صدر الدین طبیب مولانا علاء الدین کو حضرت
مخدوم کے دیکھنے کے لئے بھیجا مولانا صدر الدین نے
نبض پکڑی دیکھا کہ آپ اضطراب مین ہین۔ ایک
حالت سے دوسری حالت مین پہونچ گئے ہین
وہین ٹھہر گئے افطار بھی وہین کیا حضرت بندگی
شیخ الاسلام نے روغن خشت بھیجا اوسکو خلا کیجگہ
پر ملا گیا اوس سے تخفیف مرض ہوگئی مولٰنا
صدر الدین سے جب حضرت بندگی شیخ نے
استفسار فرمایا کہ سید محمد طال عمرہ کیسے ہین تو مولانا
نے عرض کیا اچھے ہین۔ روغن خشت سے بہت
فائدہ ہوا حضرت بندگی شیخ نے ارشاد فرمایا

رضی اللہ عنہ پرتاب کردند و فرمودند سید علاؤ این
بہا لیجہ بکش و بستان ودر آستین کمن و بازگشت
شب یازدہم شب سہ شنبہ ماہ رمضان بندگی
شیخ را زحمت آغاز شد در ایام زحمت بعضی یاران
بر بندگی شیخ رضی اللہ عنہ گذرانیدند و ہر بزرگے
بوقت مراجعت خود چند تن راجائے نصب
کردہ است واز جہت خود یکے را ممتاز گردانیدہ
بعضی از مسترشدان شیخ باعلی مقامات رسیدہ اند
وصاحب کشوفات وتجلیات گشتہ اگر بعضی را
مجاز گردانند ویکے را ممتاز موافقت طریقہ
خواجگان را چندین از راہ دور نشود بندگی شیخ
فرمودند آسامی ایشان بنولیسید وبایدتذکرہ
کردند مولنا زین الدین آن تذکرہ را پیش
بردند ودر ان تذکرہ نام حضرت مخدوم رضی اللہ
نبود چون بندگی شیخ ازا تمام بدیدند فرمودند کہ چہ
سنگے وکلوخے بستہ آوردید ایشان را بگوئید
غم ایمان خود بخورید وآں تذکرہ را پرتاب کردند باز
مولنا زین الدین مختصر کردہ آوردند نام چندین دو
کردہ بر بندگی شیخ بردند فرمودند بخوانید بخواندند بندگی شیخ
رضی اللہ عنہ فرمودند نام سید محمد نہ نبشتید
ایشاں ترساں ولرزاں گشتند فی الحال نام
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نبشتند وبخواندند
بندگی شیخ باستماع نام حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

زین الدین تھوڑا سا روغن خشت اور بھیجدو اور سید
محمد سے کہدو کہ اس تیل کو سواے بادشاہ کے دوسرا
کھینچنا نہین جانتا ہے۔ وہی اسکی کشید کرتا ہے
میرے لئے بھی بھیج دیتا ہے۔ مولانا صدرالدین
نے عرض کیا۔ بندہ زادگان بھی اسکا کھینچنا جانتے
ہین۔ حضرت بندگی شیخ نے فرمایا پھر کیون نہین
کھینچتے ہو اور دیتے ہو۔ عرض کیا اس لئے نہین کھینچتا
ہون کہ یہ لوگ لیجاتے ہین حضرت بندگی شیخ نے
ارشاد فرمایا علاءالدین سید محمد سے کہنا کہ دیکھو ایسے
تمہارے دوست ہین غرضکہ ہر دن ایک آدمی
بندگی شیخ کا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی حالت
پوچھنے کے لئے آیا کرتا تھا حتی کہ حضرت مخدوم کو
اللہ تعالے کے کرم سے صحت کلی ہوگئی اور حضرت
بندگی شیخ کی قدمبوسی کے لئے تشریف لے گئے۔
وہ روز ملک ابراہیم رئیس کے انتقال کا تیسرا دن تھا
مولانا زین الدین خانقاہ کے ملازمین بھی چلے گئے
تھے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اشراق کے وقت
چہارشنبہ کے دن ۸۵۰ھ ہجری کو قدمبوسی
بندگی شیخ رضی اللہ عنہ کی غرض سے خانقاہ مین گئے
خواجہ بشیر موجود تھے حضرت بندگی شیخ سے اطلاع
کی۔ حضرت بندگی شیخ بہت خوش ہوئے اسیوقت
بلوالیا جیسے ہی حضرت بندگی شیخ کی نظر با اثر حضرت
مخدوم پر پڑی باآواز بلند ارشاد فرمایا۔ الحمد للہ

تذکرہ ہستند و بقلم مبارک خود صاد کردند در شب
جمعہ ہژدہم ماہ رمضان سنہ ۷۵۷ سبع و خمسین
سبعمائۃ بندگی شیخ حضرت شیخ نصیر الدین
رضی اللہ عنہ از دار فنا بدار بقا رحلت کردند و
بدار بقا مسکن ساختند عمر بندگی شیخ ہشتاد و
دو سالہ بود و آں نعمتی کہ بندگی شیخ داشتند بچہار
کس رسید یکی از انہا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
بودند و چون سہ نفر دیگر نقل کردند آں نعمت ہمہ
بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بازگشت و بعد زیارت
سیوم بندگی شیخ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بر سجادۂ
ولایت جلوس فرمودند و دست بہ بیعت
دادند و طالبانِ حق را تلقین و ارشاد کردند چنانکہ
بندگی شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ کردے چون سن
ایشان بالا چہل شد خدمت بی بی رانی والدۂ
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از جہت کار خیر مصر
شدند بضرورت کار خیر کردند دختر سید احمد پسر مولانا
جمال الدین مغربی رضی اللہ عنہم را کہ تا این مدت
صحبت عورت نداشتند و در ایام کشیدہ خدمت بیشتر
علما و صلحا و ملوک و خواتین و اصناف خلق بر ایشان
پیوستند چون عمر ایشان ہشتاد سال رسید در ہشتم ماہ ربیع الآخر
سنہ احد ثمانمایہ بسبب حادثۂ مغل باجیلخانہ از دہلی از دروازۂ
بجیلہ بیرون آمدند کاتب این سیر محمدی نیز
برابر بود چون در بہادر رسیدند ملک محمد علی افغان و

حضرت مخدوم نے سر کو زمین پر رکھدیا اور قریب چلے گئے
حضرت بندگی شیخ نے ارشاد فرمایا سید تمکو کیا بیماری تھی؟
حضرت مخدوم نے عرض کیا خلہ میں مبتلا تھا خون تھوکتا تھا
ہچکی آتی تھی فرمایا بڑی سخت بیماری تھی اللہ تعالے نے
کرم فرمایا تمکو صحت ہوگئی۔ حضرت مخدوم نے جو کچھ عالم واقعہ
میں ملاحظہ فرمایا تھا اسکو گذارش کرنے کی غرض سے کھڑے
ہوگئے تاکہ عرض کردیں حضرت بندگی شیخ نے ارشاد فرمایا
آفتاب نکل آیا ہمکو اشراق پڑھنی ہے تم بھی جاؤ اشراق پڑھ
لو اسکے بعد آنا اور کہنا حضرت مخدوم باہر چلے آئے حضرت بندگی
شیخ اشراق کی نماز میں مشغول ہوگئے اسی نماز میں قاضی عبد المقتدر شیخ محمود درویش
قدس سرہما اور دوسرے حضرات قدمبوسی کے لئے
حاضر ہوگئے۔ خواجہ بشیر نے جاکر اطلاع عرض کی۔
ارشاد فرمایا ان حضرات کو آنے دو اور سید محمد سے
کہدو کہ جہاں ہیں وہیں بیٹھے رہیں۔ یہ حضرات حاضر
ہوئے آپ نے سب کو جلد رخصت فرمایا۔ قاضی
عبد المقتدر و شیخ محمود درویش حاضر خدمت بیٹھے
رہے۔ حضرت بندگی شیخ نے ان سب حضرات سے
ارشاد فرمایا کہ سید محمد خون تھوکتے تھے خاصی بیماری
تھی اللہ تعالے نے کرم فرمایا کہ سید محمد طال عمرہ کو
صحت ہوئی۔ تھوڑی دیر تک یہ حضرات حاضر رہے
پھر ارشاد فرمایا کہ آپلوگ تشریف لیجائیں اور سید
محمد کو میرے پاس بھیجدیں۔ یہ حضرات باہر تشریف
لائے اور قاضی عبد المقتدر نے فرمایا کہ سید تمکو

مولٰنا بہاؤالدین ہر دو مریدان حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ بودند استقبال کردند درون قصبہ خانہا
خالی کردند فرود آوردند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
مولانا بہاؤالدین را از جہت خود وکیل کردند تا
کسیکہ بخواہد بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مرید شود
او از جہت مخدوم کلاہ بدہد از انجا تاریخ ہر دہم
ماہ ربیع الآخر سنہ المذکور فرمان بجانب مولانا
علاءالدین گوالیری کہ مرید صادق و مشغول و تارک دنیا
و عالم باعمل بودند و موازنہ دہ سال پیش از حادثہ
مغل در دہلی بخدمت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
پیوستہ بودند و ارشاد و تلقین یافتہ در گوالیر
فرستادند برین مضمون فرزند دینی مولٰنا
علاؤالدین گوالیری دعا از محمد حسینی الحسینی مطالعہ کند
اتفاق تقدیر چنین افتاد ماکہ از شہر بحادثہ بیرون شدیم
کہ از تحریر و تقریر مستجا وزست بمشاہدہ توان
دانست مقصد ما طرف گوالیر ست آں فرزند
چناں کند کہ فرید خان را برابر خود کردہ باستقبال
تا سرحد فلاں زمین فلاں مقام بیاید و شرف افلح
را نیز بگوید چنانچہ او را دست دہد اقدام نماید
سبحان اللہ العظیم عجب روزگارے کہ من بر مردمان
منت کنم کہ من پیش شما می آیم معاونت کنید بفعل
اللہ ما یشاء ظہر انقلب لبطن باز اہتمام
کردہ میشود جاے درنگی و تامل نیست علیک بالعجل

اندر طلب فرماتے ہین۔ ہملوگون کو باہر جانے کا حکم
فرمادیا ہے۔ تم جاؤ۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کوٹھے
پر حاضر ہوئے اور اپنی کیفیت عرض کرنے لگے کہ مین
نے اس بیماری مین یہ دیکھا کہ لوگون نے مجھکو ایک
جامہ پہنایا اور کہا کہ اسے پہنو یہ جامۂ ولایت ہے
پھر کہا کہ اتار ڈالو مین نے اتار ڈالا پھر وہ دوسرا
لباس لائے اور کہنے لگے کہ یہ جامۂ نبوت ہے پھر
کہا کہ اتار ڈالو مین نے اتار ڈالا۔ اس کے بعد پھر
تیسرا جامہ لائے اور اسکو بھی یہی کہا کہ پہنو یہ جامۂ
رسالت ہے اس کے بعد کہا کہ اتار ڈالو مین نے اتار
ڈالا پھر چوتھا کپڑا لائے اور کہنے لگے کہ اسکو پہنو یہ
جامۂ اتحاد ہے اور پھر کہا کہ اتار ڈالو مین نے اتار
ڈالا پھر دوسرے کپڑے لائے اور کہنے لگے انکو پہنو
یہ کپڑے جامۂ ربوبیت الوہیت ہوئیت کے ہین
مین نے ہر ایک کو پہن لیا۔ حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ فرماتے ہین کہ اس درمیان مین مین یہ دیکھتا
جاتا تھا کہ حضرت بندگی شیخ کا چہرۂ انور خوشی کے
مارے چمکتا جاتا تھا اور فرماتے جاتے تھے کہ ہان۔ پھر
ہان۔ پھر۔ مین نے عرض کیا پھر تمام اشیاء مختلف
کو جو صورۃً متفاوت ہین سب کو ایک حقیقت پر
لوٹی ہوئی مین نے دیکھا۔ حضرت بندگی شیخ بیحد خوش
ہوئے۔ دست مبارک اپنے چہرۂ شریف پر پھیر اور کھا
اور ارشاد فرمانے لگے۔ الحمد للہ رب العالمین

والعمل سہ

دریاب گر تو عاقلی بشتاب اگر صاحب دلی
باشد کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

انتہی کلامہ رضی اللہ عنہ و بستم ماہ ربیع الآخر از بہادر
جانب گوالیر روان شدند چون گوالیر موازنہ بیست
کروہ ماند در بیابانی رسیدند آنجا ہنود بسیار جمع
شدند نزدیک بود کہ دست بغارت برند مسلمانان
صحبت دست و پا گم کردند در تسبیح و تہلیل و تکبیر
و تحمید شدند ناگاہ فوجے از طرف گوالیر نمودار شد
خلق صحبت سخت تر متعلق شدند گمان بردند کہ
ایشان بمعاونت ہنود آمدند بمجرد یکہ نظر فوج آیندہ
بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ افتاد ہر ہمہ از اسپان
فرود آمدند و بر سمت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سر بر
زمین نہادند حضرت مخدوم و مخدوم زادگان رضی اللہ
عنہم و ہمہ یاران کہ برابر بودند سید ابو المعالی و
مولانا محمد و دیگر مولانا محمد معلم و مولانا
شیخو و سید تاج الدین و مولانا محمد سید تراش مرجان
و غیرہم شناختند کہ مولانا علاء الدین گوالیری
باستقبال آمدہ است ہمہ خوش شدند و ہنود
مقہور و مردود گشتند بست و دوم ماہ مذکور در گوالیر
آمدند خدمت مولانا علاء الدین خانۂ خود خالی کردہ
بودند۔ آنجا نزول کردند خدمت مولانا علاء الدین
کندوری جمعیت کردند روز دیگر تذکرہ بردند دران

اور اسی قسم کے چند لفظ اور ارشاد فرمائے۔ کہ بندگی
شیخ کی عمر اب آخر ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے اسکے
بعد اپنا کمبل اپنے سامنے سے دونوں ہاتھوں سے
اٹھا کر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا
اور حضرت مخدوم کے ہاتھ مضبوط پکڑ کر ارشاد فرمایا
کہ اگر کوئی کسیکے پیچھے محنت و مشقت کرتا ہے تو کسی
چیز کے واسطے کرتا ہے۔ اسکے بعد آپ نے ارشاد
فرمایا کہ سید محمدؒ اس کام کو میری طرف سے قبول کر و یعنی
لوگونسے بیعت لیا کرو حضرت مخدوم نے سر نیچا کر لیا اور خاموش
رہے آپنے ارشاد فرمایا کہ تمنے قبول کر لیا؟ حضرت مخدومؓ
نے عرض کیا مین نے قبول کیا پھر ارشاد فرمایا قبول کیا حضرت
مخدومؓ نے عرض کیا قبول کیا اسکے بعد آپنے دو وصیتین
ارشاد فرمائین۔ ایک تو یہ کہ اپنے ظاہری اوراد
ترک نہ کرنا دوسرے یہ کہ میرے متعلقین کیساتھ
رعایت و مراعات کرنا اسکے بعد ہی مولانا
زین الدین آگئے آپ نے اسنے ارشاد فرمایا کہ
زین الدین جاؤ حلوے کی فرمایش کندوری کے
لئے کرو۔ جب مولانا زین الدین چلے گئے تو آپ نے
اپنا ہنالچہ کھینچا اور حضرت مخدوم کیطرف پھینکدیا
اور ارشاد فرمایا کہ سید اس ہنالچہ کے غلاف کو
کھینچو اور لیلو اور آستین مین رکھلو اور چلے جاؤ
پندرھوین شب سہ شنبہ رمضان کو حضرت
بندگی شیخ کو بیماری شروع ہوئی۔ اسی علالت

تام خود و نام فرزندان و اہل بیت نبشتہ مراد آلیان
بفروشید خرج کنید و دیگر جملہ بردگان و اسپان
وستوران و آن مقدار غلہ کہ در خانہ بودہ مبلغ
نقد و کتاب ہا ہمہ پیش کشیدند از ان جملہ نقد و غلہ
و مراکب و چند نسخہ قبول کردند و بر مولانا مذکور رحمت
بسیار کردند و بکنار گرفتند و سینۂ خود با سینۂ
ایشان مالیدند و فرمودند فرزندان تو فرزندان
منند و پسر خدمت مولٰنا علاء الدین مولٰنا
ابو الفتح دو سال پیش از حادثۂ مغل ارادت آوردہ
بودند کہ در گوالیر بحضور تجدید بیعت کردند حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ در ہفدہم ماہ جمادی الآخر سنہ
مذکور طرف بھاندیر روان شدند و ہمان روز خدمت
مولانا علاء الدین را جامۂ خلافت دادند از مولانا
حمید الدین مفتی دہلی کہ پیوستگان حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ بود برابر بود شال خلافت
نوسیانیدند و مولانا حمید مذکور عرضہ نمودند بحضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ کہ تا غایت ہیچ کس را خلافت
ندادہ اید و مخدوم زادگان را ہم اجازت نکردہ اید اول
مولٰنا علاء الدین را خلافت چہ می دہید حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند کہ ای مولانا حمید من چہ
از خود مید ہم مرا گفتہ اند کہ مولٰنا علاء الدین
را خلافت بدہ انگاہ میدہم اگر من بہوای خود کار کنم
اول پسران خود را خلافت بدہم بعدہ مولانا حمید

گے زمانہ مین بعض یارون نے حضرت بندگی شیخ سے
عرض کیا کہ ہر بزرگ نے اپنی مراجعت کے وقت
چند آدمی مقرر کئے ہین اور اپنی جگہ کے لئے ان مین
سے ایک کو ممتاز کیا ہے بعض مسترشد بندگی شیخ
کے اعلی مقامات پر پہنچے ہوے ہین صاحب کشف
وصاحب تجلی ہین اگر بعض کو مجاز فرمائین اور ایک
کو ممتاز فرماوین تو یہ بات طریقہ خواجگان سے کسیقدر
بعینہ ہوگی حضرت بندگی شیخ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا
ان لوگون کے نام لکھکر لاؤ۔ اسمین ذکر مذکور کے
بعد مولانا زین الدین نے فہرست پیش کی اوس
فہرست مین حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا نام تھا
جب کہ بندگی شیخ نے تمام و کمال اوس فہرست
کو ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ کتنے کلوخ کے ڈھیلے
پتھر باندھ کر لائے ہو ان سب لوگون سے کہدو کہ
اپنے اپنے ایمان کی فکر کرین اوس فہرست کو آپ
نے پھینکدیا۔ پھر مولانا زین الدین نے اوسی فہرست
کو مختصر کر کے پیش کیا چند آدمیون کے نام خارج
کردیے۔ جب لیکر حاضر ہوے ارشاد فرمایا کہ پڑھو۔
پڑھو۔ جب نام حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا اس
مین نہ آیا تو ارشاد فرمایا کہ سید محمد کا نام تم نے نہین
لکھا۔ سب خوف کے مارے کانپنے لگے اور اسی
وقت نام لکھکر پڑھ دیا۔ حضرت بندگی شیخ نے
نام سنتے ہی فہرست کو اپنے ہاتھ مین لے لیا اور

مثال نبشت و حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
املا میکردند بعدہٗ از گوالیر در بہانڈیر آمدند و از
بہانڈیر در ایرچہ آمدند چوں در بہانڈیر بودند مولٰنا
ذوالقرنین نام دانشمندے بزرگ بود مرید شیخ
الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی رضی اللہ عنہ
پسران ایشان و بیشتر افغانان و پسران
آں مقام و خیل داراں ارادت آوردند و
ضابطہ آں مقام را مظفر خاں میگویند استقبال
کرد و چوں در ایرچہ آمدند خلق بسیار از خواتین و
ملوک و علما و مشائخ استقبال کردند بملاقات
آمدند چنانکہ سید اکرام و سید مہان و مولانا
امیر الدین و قاضی برہان الدین و سید احسن
و شیخ خوند میر و سلیمان خاں ضابطہ آنمقام
و غیر ایشان و بیشتر خلق ارادت آوردند و شیخ
خوند میر پسر شیخ الاسلام ایرچہ با برادران ارادت
آوردند و از انجا در جہترہ رفتند انجا نیز بسیار
خلق ارادت آوردند از انجا قاضی اسحاق محمد
رکن مفتی جہترہ و برادران ایشاں قاضی
سلیمان و دیگر برادران و خدمت قاضی القضاۃ
قاضی منہاج مدرس و پسران حاکم انجای
نیز ارادت آوردند خیلے قصباتیان انجا
خیلی بزرگ بود ہمہ ارادت آوردند از انجا در چندیری
رفتند بندگی شیخ نصیر الدین پسر مخدوم خواجہ

اور حضرت مخدوم کے نام پر صاد بقلم خود تحریر فرمایا
اور شب جمعہ اٹھارہ رمضان ۷۵۷ھ سنہ ہجری کو حضرت
بندگی شیخ نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ نے دار فنا
سے دار بقا کو رحلت فرمائی دار بقا میں اپنا مسکن
بنالیا۔ حضرت کی عمر شریف بیاسی برس کی تھی اور
جو نعمت آپ کے پاس تھی وہ چار[1] شخصوں کو ملی
اونمیں سے ایک ہمارے حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ تھے بقیہ تین شخص کا جب انتقال ہوا تو وہ نعمت
بھی آپ ہی کے پاس لوٹ کر آئی۔ بعد زیارت
سیوم بندگی شیخ رضی اللہ عنہ حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ سجادہ ولایت پر جلوہ افروز ہوئے اور اپنا
ہاتھ بیعت کے لئے بڑہادیا طالبان حق کو تلقین
وارشاد فرمانے لگے جیسے کہ حضرت بندگی شیخ
نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ تلقین وارشاد
فرمایا کرتے تھے۔

جب آپ کی عمر شریف چالیس سے متجاوز
ہوچکی تو آپ کی والدہ ماجدہ بی بی رانی نے شادی
کے لئے ارشاد فرمایا۔ بضرورت آپ نے شادی کرلی
آپ کے نکاح میں سید احمد پسر مولانا جمال الدین
مغربی کی صاحبزادی آئیں رضی اللہ عنہم اجمعین۔
حضرت مخدوم نے اس وقت تک عورتوں کی صحبت

[1] جوامع الکلم میں ہے کہ ان چاروں میں ایک صندوق ساز
دوسری ایک عورت تیسرے ایک صوفی تھے۔

یعقوب چندیری استقبال کردند۔ درخانۂ خود فرود آوردند آنجا پسر مفتی چندیری کہ دانشمندے بزرگ بود خدمت قاضی خواجگی می گفتند و دیگر مردمان ارادت آوردند و خدمت شیخ نصیرالدین چندیری از جہت تلقین ذکر اعلام کردند۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند ما از تلقین ذکر روشی ست کہ ہیزم می آرند آنگاہ تلقین می کنم۔ شما شیخ و شیخ زادہ اید و صاحب صدر این مقام اید ہیزم آوردن نتوانید شغلی کہ درآید ہمدران باشید از آنجا روان شدند از میاندہار شدہ دربرودہ رفتند شب عید فطر سنہ ۹۰۱ھ احمدی و شما نمایہ دربرودہ رسیدند بالائے حوض فرود آمدند آدم خان و پسر او و دیگر خلق مراعات بسیار کردند بعدہٗ چندگاہ ظفر خان و نثار خان خرچہ و عرضہ داشت فرستادند در ذوالقعدہ در کہنبایت رفتند ظفر خان موازنہ پنج شش کروہ استقبال کرد خیلے فتوح و کندوری آورد بر ظفر خان فرمان شد امروز بر تو کسی ماند کہ عیب تو بر تو گوید و ترا از آن خبر نماید۔ قاضی سلیمان یکے از مقربان او بود گفت خوند خان راچہ توان گفت گرد بیرا ہوں ہیچ ما شرعی نمی گردند۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند نمی گفتم ایشاں ہمہ رضا جوی تواند ظفر خاں

اختیار نہین فرمائی تھی زمانۂ شیوخیت مین بہت علما، صلحار، سلاطین، خاتونین اور قسم قسم کی مخلوق آپ کی خدمت مین حاضر ہوا کرتی تھی جب آپ کی عمر شریف اسی سال کی ہوئی تو ربیع الاول کی ساتوین سنہ ۸۰۱ھ کو مغلوں کا ہنگامہ دہلی مین شروع ہوا تمام گھر والوں کو ساتھ لئے ہوئے دہلی مین جو بھیلسہ دروازہ ہے اسی کی راہ سے آپ شہر پناہ سے باہر تشریف لائے۔ اس سیر محمدی کا لکھنے والا ہمہ وقت ہمرکاب تھا۔ جب حضرت مخدوم بہادر پور پہنچے تو ملک محمد علی افغان مولنا بہاؤ الدین دونوں مرید حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے استقبال کے لئے نکلے۔ آپ کے لئے قصبہ کے اندر مکانات خالی کرا دیے اور آپ کو انمین قیام پذیر کیا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے مولانا بہاؤالدین کو اپنا وکیل مقرر فرمایا تاکہ جو کوئی حضرت مخدوم کا مرید ہو مولانا بہاؤالدین حضرت کیطرف سے ٹوپی دیدیا کرین۔ وہاں سے اٹھارہوین ربیع الثانی سنہ مذکور کو آپنے مولانا علاء الدین گوالیری کے نام جو آپ کے مرید صادق مشغول تارک الدنیا عالم باعمل تھے۔ تقریباً دس برس تک مغلون کے ہنگامہ سے پہلے دہلی مین حضرت مخدوم رضی اللہ کی خدمت مین حاضر رہکر ارشاد و تلقین حاصل کی تھی گوالیر فرمان بھیجا اور یہ تحریر فرمایا۔ فرزندی

وہمہ یاران حاضر سر فرو کردند چندگاہ در زمین گجرات ماندند در کنہایت وجز آن مولنا نظام الدین سرخی کہ ارادت سابق داشت ودیگر انجا ملازمت کردند وشیخ عمر پسر شیخ سعید کنہایت مرید خدمت شیخ علاء الدین الکندی رضی اللہ عنہ با حضرت مخدوم ملازم حضرت می بودی وپسر داشت برابر آوردی از انجا باز در بروده آمدند مستعد شدند میان سلطان پور شدہ جانب دولت آباد عزیمت فرمودند ودر دولت آباد زیارت والد خود خدمت سید یوسف کردند چون در فتحاباد عرف دوگر رسیدند عضد الملک کہ مقطع المقام بود پای بوس آمد از جہت سلطان فیروز بادشاہ گلبرگہ فتوح آورد۔ سلطان فیروز شنیدہ بود کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ این طرف می آیند بنشستہ بود از جہت ما فتوح بسیری واز انجا قصد دار الملک احسنا باد عرف گلبرگہ کردند

مولنا علاء الدین گوالیری محمد حسینی الحسینی کی دعا مطالعہ کرو۔ تقدیر سے اتفاق ایسا پیش آیا کہ ہم شہر دہلی سے حادثہ کی وجہ سے باہر نکلے ہین وہ حادثہ تقریر وتحریر سے باہر ہے۔ صرف دیکھ ہی کے جان سکتے ہو ہمارا قصد گوالیر آنے کا ہے میرے فرزند تم ایسا کرو کہ فرید خان کو اپنے ساتھ لیکر فلان مقام کی حد تک فلان جگہ ہمارے لینے کو آجاؤ شرف الملک سے بھی میرے آنے کا حال کہدینا اگر انکو بھی موقع ملے تو وہ بھی ارادہ آنے کا کرین سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم عجب زمانہ ہے کہ مین لوگون سے احسان چاہتا ہون کہ مین تمہارے پاس آتا ہون میری امداد کرو وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَاءُ پیٹھ کو پیٹ کیطرف اور پیٹ کو پیٹھ کی طرف الٹا پلٹا رہتا ہے۔ اس کے بعد پھر اہتمام کیا جائے گا۔ اب موقع دیر کرنے اور سوچنے کا نہین ہے عَلَیْکَ بِالْعَجَلِ اَلْعَجَل تم پر عجلت لازم ہے ۵

دریاب گر تو عاقلی اشتاب اگر صاحبدلی
باشد کہ نتوان یافتن دیگر چنین ایام را

انتہی کلام اللطیف رضی اللہ عنہ

بہادر پور سے بیسوین ماہ مذکور کو گوالیر کیطرف روانگی فرمائی۔ تقریباً بس ہی کوس باقی رہ گیا ہوگا گوالیر کہ ایک میدان جنگل مین پہونچے۔ وہان ہندو

ف ۵ لطائف اشرفی مین جو حضرت جہانگیر سمنانی رح کے حالات وتعلیمات مین ہے گلبرگہ کا یہ ذکر درج ہے اہل اندیا رعایت صاحب حسن بودند فرزند عبد اللہ یکے از خوبرویان او گرفتار شد در یکمرتبہ چہل روز نان دے اکل وشرب رفتہ بود درسفر دوم کہ گذر بان دیار افتاد ایشان را از آن دام خلاص کردیم حضرت سید جہانگیر سمنانی رح گلبرگہ شریف حضرت بندہ نواز رح کے پاس کئی بار آئے ہین اور آپ کے وفات کے بعد

سلطان فیروز در لشکرگاہی بیرون آمدہ بود
دراثنا راہ آمد و پای بوس کرد حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ را مزاحم شد کہ سکونت گلبرگہ اختیار
کنید حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ زمانی سر در مراقبہ
کردند پس فرمودند میخواستیم کہ سخن تو قبول
کنیم اما عمر تو اندکی ماندہ است پس اگر من در
گلبرگہ باشم و تو نباشی چہ راحت بود۔ سلطان
فیروز بر بداہتہ عرضہ داشت اگر عمر من اندک
ماندہ ست حضرت مخدوم می توانند کہ از خدا تعالی
بخواہند تا عمر من زیادت شود فرمودند آری
این می توانم امشب مشغول شوم فردا بیا جواب
خواہم گفت سلطان بازگشت دوم روز کہ بہتر
آمد پای بوس کرد پیش حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ بنشست بعد زمانے برخواست التماس کیفیت
مذکور کرد فرمودند امشب برائے مزید عمر تو دعا کردم
فرمان شد عمر او زیادت کردیم تا آنکہ تو بزی او ہم
بزید و در واقع ہمچنان شد بفرق چند روز حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ و سلطان نقل کردند و دیل اندر عسر

بقیہ حاشیہ صفحہ (۲۷) بھی آئے ہین اور یہ سب اون کے
چشم دید حالات ہین اسکے بعد فرماتے ہین در امدیار نبا تین تعزیہ
وخیالین عجیبہ در ہر قریہ و امصار بسیار بودند۔ یہ فیروز شاہ اور
احمد شاہ بہمنی کے زمانہ کا گلبرگہ تھا آجکل چودہوین صدی ہجری
کے وسط مین بالکل اس کا برعکس ہے۔

بہت سے جمع ہوگئے اور قریب تھا کہ لوٹ مار شروع
کردین ساتھیوں کے ہاتھ پیر پھول گئے تھے اور
تسبیح و تہلیل تکبیر تحمید مین سب مصروف ہوگئے
ناگاہ ایک فوج گوالیر کیطرف سے آتی ہوئی دکھائی
دی۔ ساتھیون مین عجب ہلچل و اضطراب پیدا
ہوا اور خیال ہوا کہ یہ فوج ہندون کی کمک کے
لئے آرہی ہے۔ جیسے ہی آنے والی فوج کی نظر
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ پر پڑی سب کے سب
گھوڑون سے اتر پڑے اور حضرت مخدوم کی طرف
سب نے سر زمین پر رکھ دیا۔ مخدوم زادون نے
اور ساتھیوں نے مولانا ابوالمعالی۔ مولانا محمد اور
دوسرے مولانا محمد معلم۔ مولانا شیخو۔ سید تاج الدین
مولانا محمد بسد تراش[۵] وغیرہ نے پہچانا کہ مولانا علاءالدین
گوالیری استقبال کے لئے آئے ہین۔ سب کے
سب باغ باغ ہوگئے اور ہندو جو لوٹنے کیلئے
جمع ہوے تھے وہ سب مقہور و مردود ہوکر بھاگ
گئے۔ بائیسوین ماہ مذکور کو آپ گوالیر پہونچے۔
مولانا علاء الدین نے اپنے مکان کو خالی کر رکھا
تھا وہان آپ جلوہ افروز ہوئے۔ مولٰینا
علاءالدین نے فاتحہ کندوری ملازمت و قدمبوسی
حاصل ہونے کی خوشی مین کی۔ دوسرے دن

۵ بسد مرجان سے سرخی مین کم ہوتا ہے۔ ایک قسم کی
معدنی چیز ہے اطبا کے یہان مستعمل ہے۔ سید نذیر احمد

سلطان این بود کہ اول چند روز سلطان نقل کرد
بعدہ بندگی مخدوم رضی اللہ عنہ بعد ازان حضرت
مخدوم در گلبرگہ آمدند سکونت گرفتند چون عمر ایشان
بصد و پنج سال و چہار ماہ و دوازدہ روز رسیدہ
روز دوشنبہ میان اشراق و چاشت شانزدہم
ماہ ذوالقعدہ ۸۲۵ھ خمس و عشرین و ثمانمایہ ازین
سرائے فانی بدان جہان باقی رحلت فرمودند و با
حضرت محبوب خود بے مزاحمت قالب پیوستند
رضی اللہ عنہ اللھم احشرنا فی زمرتہ وذریۃ
جدہ بکرمک یا اکرم الاکرمین و وصیت
کردہ بودند کہ مرا مولٰنا بہاء الدین امام غسل دہد و
مولٰنا سراج الدین آب بریزد ہمچنان کردند
تاریخ وفات حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مخدوم
دین و دنیا شد۔

فہرست بنائی جس مین اپنا نام اپنے فرزندون کا
نام اپنے اہل خانہ کا نام لکھکر پیش کش کیا کہ ہم سب
غلام ہین آپ فروخت فرمائین اور اسکے علاوہ تمام
لونڈی غلام۔ گھوڑے۔ گائے۔ بیل جسقدر گھر مین
غلہ تھا وہ سب اور نقد روپیہ اور کتابین سب
پیش کردین منجملہ ان اشیاء پیش شدہ کے نقد و غلہ
و گھوڑے اور کچھ کتابین آپ نے قبول فرمائین
اور مولانا علاء الدین پر بہت توجہ فرمائی بغلگیر ہوے
سینہ سے لگایا اور اپنا سینہ اونکے سینہ سے ملا
اور ارشاد فرمایا تمہاری اولاد میری اولاد ہے
مولانا علاء الدین کے صاحبزادہ مولانا ابوالفتح مغلون
کے ہنگامہ سے پہلے مرید ہو چکے تھے اونھون نے
پھر دوبارہ گوالیر مین تجدید بیعت کی۔

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ جمادی الاخرٰی
کی سترہوین سنہ مذکور کو بھانڈیر کی طرف روانہ
ہوئے۔ اوسی دن مولانا علاء الدین کو جامۂ خلافت
عطا فرمایا اور مولانا حمید الدین مفتی دہلی سے
جو حضرت مخدوم کے مریدون مین سے تھے اور
ساتھ ہمرکاب رہے۔ خلافت نامہ لکھوایا۔ مولانا
حمید نے گذارش کی کہ اسوقت تک آپ نے
کسی کو خلافت عطا نہین فرمائی ہے حتی کہ مخدوم
زادون کو بھی خلافت عطا نہین فرمائی ہے سب سے
پہلے مولانا علاء الدین کو کیون خلافت عطا ہو رہی ہے

ارشاد فرمایا کہ مولٰنا حمید کیا مین خود خلافت
دیتا ہوں مجھسے کہا گیا ہے کہ مولانا علاء الدین کو
خلافت دو اسوقت مین خلافت دیرہا ہون اگر
مین دل کی خواہش سے خلافت دیتا تو پہلے اپنے
لڑکون کو دیتا۔ اس کے بعد مولٰنا حمید نے
خلافت نامہ لکھا۔ حضرت مخدوم بولتے جاتے تھے۔
اس کے بعد آپ گوالیر سے بہاندیر جلوہ افروز ہوئے
بہاندیر سے ایرچہ تشریف ارزانی فرمائی۔
جب آپ بہاندیر مین جلوہ افروز تھے مولٰنا
ذوالقرنین نامی ایک دانشمند بزرگ جو شیخ الاسلام
شیخ نصیر الدین محمود اودھی رضی اللہ عنہ کے مرید
تھے ان کے لڑکون۔ بہت سے افغانون
اس مقام کے لوگون اور وہاں کے
خیل دارون نے آپ سے بیعت کی اور اس مقام
کے حاکم جسکو ضابطہ کہتے تھے مظفر خان نام حاضر خدمت
ہوا اور جب حضرت ایرچہ مین جلوہ گر ہوے تو بہت
مخلوق۔ خواتین۔ شاہزادے علما ء مشائخ نے آپ
کا استقبال کیا اور سب زیارت کے لئے حاضر ہوئے
مثلاً سید اکرام۔ سید مہان مولانا امیر الدین۔ قاضی
برہان الدین۔ سید احسن۔ شیخ خوندمیر سلیمان خان
ضابطہ اوس قصبہ کے اور دیگر حضرات اور بہت
خلق خدا مرید ہوئی۔ شیخ خوندمیر ایرچہ کے شیخ الاسلام
کے صاحبزادہ اپنے سب بھائیوں کے ساتھ مرید ہوے

وہاں سے پھر حضرت نے چہترہ کو شرف اندوز فرمایا
وہاں بھی بہت سی خلق خدا مرید ہوئی۔ مثلاً قاضی
اسحاق۔ محمد رکن مفتی چہترہ ان کے سب بھائی
قاضی سلیمان اور دوسرے بھائیوں نے بیعت
کی۔ قاضی القضاۃ قاضی منہاج مدرس وہاں
کے حاکم کے لڑکوں نے بھی بیعت کی اور بہت
سے قصبائیوں نے جو وہاں تھے اور بڑے
بزرگ تھے سب نے بیعت کی۔

پھر وہاں سے حضرت چندیری تشریف لیگئے
حضرت بندگی شیخ نصیر الدین نے جو کہ خواجہ یعقوب
چندیری کے صاحبزادے تھے انھوں نے استقبال
کیا اور اپنے گھر لاکر ٹھہرایا۔

وہاں پر مفتی چندیری کے صاحبزادے جو دانشمند
ذی علم بزرگ تھے جنکو لوگ قاضی خواجگی کہتے تھے
اور دوسرے لوگون نے بیعت کی۔ شیخ نصیر الدین
چندیری نے ذکر کے تلقین کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر کے تلقین
مین میری ایک خاص روش ہے اور وہ یہ ہے کہ
طالب ذکر اپنے سر پر جنگل سے لکڑی لائے اسوقت
مین ذکر کی تلقین کرتا ہون۔ تم خود شیخ اور شیخزادہ
ہو۔ یہاں کے صدر ہو۔ لکڑی جنگل سے نہ لا سکو گے
جس شغل مین مشغول ہو اسی مین مشغول رہو

پھر آپ نے وہاں سے روانگی اختیار فرمائی

اور میاں دہار ہوتے ہوئے بڑودہ آئے ۔ بڑودہ آپ عید فطر کی رات ۹۰۱ھ ہجری کو پہونچے ۔ بالائے حوض قیام فرمایا ۔ آدم خان اور انکے لڑکے اور دوسرے لوگوں نے بہت زیادہ خاطر تواضع کی ۔ چند روز کے بعد ظفر خان نثار خان نے صرفہ زادراہ پیش کیا ذالقعدہ مین آپ نے کنبھایت کو مشرف فرمایا ۔ ظفر خان نے تقریباً چھ کوس آگے آکر استقبال کیا ۔ بہت زائد فتوح و سامان کندوری دعوت لایا تھا ۔ ظفر خان کو فرمان ہوا کہ اسوقت کوئی ایسا ہے جو تمہارے منہ پر تمہارا حال بیان کر سکے ۔ تمکو اس سے اطلاع دے ۔ قاضی سلیمان اسکے مقربون مین ایک شخص تھا اس نے کہا کہ خوندکار کا کیا کہنا ہے وہ کسی خلاف شرع بات کے پاس بھی نہین پھٹکتے ہین ۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا مین نہین کہتا تھا کہ یہ سب تیری خاطر و رضا جوئی کرنے والے ہین ۔ ظفر خان اور اس کے سب ساتھیوں نے سر نیچا کر لیا ۔

تھوڑے دنوں تک آپ نے گجرات مین قیام فرمایا کنبھایت اور دوسری جگہوں مین مولٰینا نظام الدین سرفی نے جو پہلے سے بیعت کی تھی اور وہان دوسرے لوگ حاضر خدمت ہوئے ۔ شیخ عمر شیخ سعید کنبھایتی کے صاحبزادے جو شیخ علاء الدین الندیؒ کے مرید تھے وہ برابر خدمت اقدس مین

اوران کے ایک لڑکا تھا اسکو بھی برابر ساتھ لایا کرتے تھے۔

وہان سے پھر آپ نے دوبارہ بڑودہ تشریف لیجانے کے لئے مستعدی ظاہر فرمائی سلطان پور سے گذرتے ہوے دولت آباد کیطرف ارادہ فرمایا

دولت آباد مین اپنے والد ماجد حضرت سید یوسف کی زیارت فرمائی جب آپ فتح آباد عرف دیوگر پہونچے عضد الملک جو اس جگہ کا حاکم تھا فیروز بادشاہ گلبرگہ کی طرف سے نذر لیکر حاضر ہوا۔ سلطان فیروز نے سنا تھا کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اس طرف تشریف لارہے ہین اوس نے حاکم کو پہلے سے لکھدیا تھا کہ میریطرف سے نذر لیکر حاضر ہونا۔

وہین سے آپ نے دار السلطنت احسن آباد گلبرگہ شریف کا قصد فرمادیا۔ سلطان فیروز شکر کے ساتھ

سلہ لطایف اشرفی مین جو نوین صدی ہجری کی تصنیف ہے حضرت میر جہانگیر سمنانی کے حالات اور سفروں کے سلسلہ مین گلبرگہ کا یہ ذکر درج ہے۔ گلبرگہ کے لوگ بنایت حسین ہوتے ہین۔ فرزند عبد اللہ حسینوں مین سے ایک خوبرو کی محبت مین گرفتار ہوگئے تھے۔ چالیس دن تک دانا پانی چھوٹ گیا تھا۔ دوسرے سفر مین جب اوس ملک کیطرف گذر ہوا تو انھین مین نے اس جال سے نکالکر انکی گلوخلاصی کردی۔ جناب سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف کئی مرتبہ تشریف لائے ہین اور یہ حالات سب اونکے چشم دید ہین۔

استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا۔ راستہ مین
قدمبوس ہوا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے اوس
نے اصرار کیا کہ گلبرگہ ہی مین آپ قیام فرمائین۔
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے تھوڑی دیر مراقبہ
فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ تمہاری
بات قبول کرلون۔ لیکن تمہاری عمر بہت کم باقی
رہ گئی ہے۔ اگر مین گلبرگہ مین رہونگا اور تم نہ ہوگے
تو پھر کیا راحت ملے گی؟

سلطان فیروز شاہ نے اسی وقت عرض کیا
کہ اگر میری عمر کم رہگئی ہے تو حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ اسپر قادر ہین کہ اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائین
میری عمر بڑھ جاے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہان
دعا کر سکتا ہون۔ آج رات کو دعا مین مشغول
ہونگا۔ کل آؤ جواب دونگا۔ سلطان فیروز واپس گیا
دوسرے دن حاضر ہوا قدمبوسی کی۔ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کے سامنے بیٹھا۔ آپ نے ارشاد
فرمایا۔ رات مین نے تیری عمر زیادہ ہونے کی دعا
کی۔ فرمان صادر ہوا کہ ہم نے زیادہ کردی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳
ایک اور دوسری جگہ فرماتے ہین۔ اوس ملک (گلبرگہ)
کے ہر گانون اور شہر مین نہایت عمدہ باغ اور عجیب وغریب
خیابان ہین۔ یہ فیروز شاہ بہمنی اور احمد شاہ بہمنی کے زمانہ کا گلبرگہ
تھا آجکل چودہوین صدی کے وسط مین بالکل اسکے برعکس ہے ۱۲

جبتک تم زندہ رہو گے وہ بادشاہ بھی زندہ رہے گا
واقعی ایسا ہی ظہور مین آیا۔ چند روز کے فرق سے
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا سلطان کی
موت واقع ہوئی بادشاہ کی عمر کے بارے مین یہ دلیل
ہے کہ چند روز پہلے سلطان نے انتقال کیا اوس کے
بعد بندگی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔
اس گفتگو کے بعد آپ گلبرگہ مین جلوہ افروز ہوئے
اور یہین سکونت اختیار فرمائی جب عمر شریف حضرت
کی ایکسو پانچ سال چار مہینہ بارہ دن کی ہوئی
دوشنبہ کے دن نماز اشراق و چاشت کے درمیان
مین سولھوین ذیقعدہ ۸۲۵ھ ہجری کو اس جہان
فانی سے جہان باقی کیطرف آپ نے سفر فرمایا اور
اپنے محبوب سے قالب کی رکاوٹ سے علحدگی اختیار
کرکے واصل ہوئے رضی اللہ تعالے عنہ

اللہ تعالیٰ آپ کے زمرہ مین اور آپکے اجداد کے زمرہ مین
اپنے کرم اور اکرم الاکرمین کے کرم سے ہم سبکو قیامت مین اٹھائے
مولانا بھاء الدین امام غسل دین اور مولانا سراج الدین
بانی ڈالین یہ آپنے وصیت فرمائی تھی ایسا ہی دونوں
حضرات نے کیا۔ تاریخ وصال حضرت مخدوم اس فقرہ
سے نکلتی ہے۔

مخدوم دین و دنیا
۸۲۵ھ

باب دوم

دربیان فضائل حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

بدان اسعدک اللہ تعالیٰ فی الدارین کہ مقام و مرتبہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از حد تحریر و معرض تقریر متجاوز است آنچہ از احوال سلطان العارفین شیخ ابو یزید بسطامی و خواجہ جنید بغدادی و بزرگان دیگر نبشتہ و بسمع رسیدہ از ایشان آں ہمہ ظاہر بود و طور ایشان ہمچو طور متقدمین بودہ از یاران معتبر و مریدان معتمد شنیدہ شدہ است کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را در بدایت حال چنان استغراق بود با حق تعالیٰ کہ خبر از طعام و آب نداشتند و بیا از نہ دہ گان و دوازدہ گان و پانزدہ گان روزے طے میکردند و درین ایام برائے پابوس حضرت شیخ می رفتند و سبق خواندن نیز رفتند و اگر سماع بودی برائے شنیدن نیز می رفتند کہ اصلا ضعف و گرسنگی و تشنگی در ایشان احساس نشدی و بیشتر صوم دوام بودی میفرمودند در آنکہ حضرت شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ اول بار مرا طی فرمودند چون آخر شب شد دل من بیقرار شد جان بیرون آمدن گرفت آخر بداں صبر کردم بعدہ دل من شوریدہ و قے کردم چیزے غلولہ شکل از حلق من بیرون افتاد چون بر زمین رسید آواز برآمد چنانکہ بر زمین افتد ہر چند کہ

باب دوسرا

فضائل کے بیان میں حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے

بدان اَسعَدَکَ اللہُ تعالےٰ فِی الدَّارَین خدا تجھکو اے ناظر کتاب دونوں جہان میں سعید کرے مقام و مرتبہ حضرت مخدوم کا تحریر و تقریر کے احاطے سے بلند ہے جسقدر حالات مقامات حضرت ابو یزید بسطامی خواجہ جنید بغدادی اور دیگر بزرگون کے کان تک پہونچے ہیں اور جو کچھ لوگوں نے لکھا ہے سب حالتیں آپ کے قول و فعل سے ظاہر ہوتی تھیں آپ کی روش سلوک بالکل پہلے والوں کی سی تھی احباب معتبر و مریدان معتمد سے یہ بات سننے مین آئی ہے کہ حضرت مخدوم رضؓ کو ابتدائی حالت مین خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسا استغراق اور محویت تھی کہ کھانا پینا سب چھوٹ گیا تھا تقریباً دہ گانہ دوازدہ گانہ پانزدہ گانہ طے کے روزے رکھا کرتے تھے اوسی زمانہ مین حضرت شیخ الاسلام مرشد برحق کی قدمبوسی کے لیے بھی حاضر ہوتے تھے سبق علم ظاہری کے لئے بھی جاتے تھے اگر جلسہ سماع ہوتا تھا تو اس مین بھی شرکت کرتے کسی قسم کا ضعف بھوک پیاس آپکو محسوس نہ ہوتی۔ اور بسا اوقات تو دوامی صوم ہی ہوتا تھا۔

ارشاد فرماتے تھے کہ حضرت شیخ نصیر الدین

انز خواستم بشکنم شکستہ نمی شد دور کردم طرفی
انداختم بعد ازان ہمہ گرسنگی از من کلی برفت در ایام
تابستان طے میکردم اصلاً ضعفے پیدا نشدی۔
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را خطاب من جانب
اللہ ولی الاکبر بود قطب ابدال شیخ نورالدین بایزاد
ایشان را سید محمد صادق خواندی والدہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ و اقارب می گفتند کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ حکایت ہاے کہ در ایام شیر خوارگی
شنیدہ بودند و احوالے کہ دران ایام معاینہ کردہ
اند۔ ازان بر ما خبر میکردند و از ایام طفولیت
تا آنکہ بحضرت شیخ پیوستند و ارادت آوردند
شخصے از عالم غیب ملازم ایشان بودی اگر نوعی قصد
نامشروعے کہ لازمہ بشریت است در خاطر ایشان
افتادے آن شخص مانع شدی بیشتر در کوہہا و خرابہا
مشغول می بودند و اگر در شہر می آمدند نظر بجانب کسے
نمی کردند تا آنکہ بعضے خلق سید دیوانہ می گفتند بیشتر ملاقات
با ابدالان و مردان غیب بود ذکر ابدالان ہمہ از ایشان
گرفتہ بودند کہ بعضے یار از تلقین می کردند و بعضے
ابدالان بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ارادت داشتند
چنانکہ فخرالدین دچھو و اسفندیار و دیگران ہمہ
باذن شیخ نورالدین بایزاد کہ قطب ایشان بود مرید شدہ
بودند و قصۂ آن این بود گاہے حلقہ ابدالان در خلوت
بودند و چون فارغ شدند و دیدند اسفندیار از میان

محمود رضی اللہ عنہ (چراغ دہلی) نے جب پہلے پہل
روزہ کے لئے فرمایا تو جب آخر شب ہوئی تو دل بہت
بیقرار ہوا جان نکلنے لگی۔ آخر الامر صبر ہی کرنا پڑا
اسکے بعد دل میں شورش پیدا ہوئی میں نے
قے کر ڈالی ایک چیز گولی کے شکل کی حلق سے باہر گر
پڑی جب وہ زمین پر گری تو اسکے گرنے کی آواز
سنائی دی جیسے پتھروں کے گرنے میں آواز آیا کرتی
ہے۔ ہر چند میں نے چاہا کہ اوس کو توڑ پھوڑ کچل
دوں مگر وہ نہ ٹوٹی پھوٹی ایک کنارہ میں نے اسکو
دور پھینکدیا اس کے بعد ہی بھوک لگنی موقوف ہو
گئی۔ گرمی کے زمانہ میں میں طے کے روزے رکھتا
کسی قسم کا قطعی ضعف پیدا نہیں ہوتا تھا حضرت
مخدوم کا خطاب من جانب اللہ الولی الاکبر تھا۔
قطب ابدال شیخ نورالدین بایزاد آپکو سید محمد صادق
کہا کرتے تھے۔ آپکی والدہ ماجدہ رضی اللہ عنہا
اور دیگر اعزہ و اقارب بیان کرتے ہیں کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ وہ باتیں جو زمانہ شیر خوارگی کی
زمانہ میں آپ نے سنی اور وہ حالات جو آپنے اس
زمانہ میں معائنہ کئے تھے ہم لوگوں سے بیان کیا کر
تے تھے بچپن کے زمانہ سے لیکر بیعت شیخ کے
زمانہ تک ایک شخص عالم غیب کا آپ کی خدمت
میں ہمیشہ رہا کرتا تھا۔ اگر کبھی آپ کا ارادہ بمقتضائے
بشریت کسی نامشروع شئی کے ارتکاب کا دل میں

ایشان گم شد در طلب او شدند دیدند مقابل
دریچہ خانۂ دو چشم بر آں داشتہ نشستہ است پرسیدند
تراچہ افتاد گفت از این دریچہ یکماہ دو ہفتہ باغ
زارے چون گل نو شگفتہ و ابروے چوں ہلال
نہفتہ نظارہ کردم دلم در ہواے او پرواز کرد تن
بیچارہ درپاے درآمد در اینجا نشستہ ام گفتند
ہلہ از اینجا برخیز گفت پاے را قوت آن نیست
ازاین جا برود قطب ابدال شیخ نورالدین بایزاد
وسعدالدین قفل شکن و منصور مناجات بہ
حضرت بے نیاز کردند در باب او چہ فرمان میشود فرمان
شد اسفندیار سوختہ طلب ماست شیفتہ جمال ہست
از وانکشاف کنید مطلوب تو چیست اسفندیار
گفت کہ کنار فرمان شد دست تنہا یکشاد وکنار
راساختہ شو ناگاہ ہماں صورت از غیب پیدا شد
وکنارش گرفت کنار گرفتن ہماں غایب شدن
ہماں اسفندیار را درد عظیم پیدا شد و جاستے
روے بنود قرارش رفت بعضے از ایشاں گفتند
سید محمد را طبیب حاذق گویند باشد کہ این درد را
دوا بر وباشد شیخ نورالدین اتفاق کردند گفتند
ما میخواہیم متشبث بخرقہ سید محمد گیسو دراز رضی
اللہ عنہ شویم ویکے از مریدان او گردیم۔ شیخ
نورالدین بایزاد گفت میان ایشاں نشانہاست
اگرآن پیدا شود بشما گویم تا مرید او شوید بذکر ہے مراقبہ

خطرہ گذرتا تو وہ عالم غیب کا شخص مانع ہوتا روکتا
آپ اکثر اوقات پہاڑون ویرانوں مین مشغول بحق
رہا کرتے تھے اور اگر کبھی شہر مین تشریف لاتے توکسی
طرف نظر اوٹھا کر بھی ملاحظہ نہ فرماتے تھے حتیٰ کہ
بعض لوگوں نے آپکا نام سید دیوانہ رکھدیا تھا۔ زیادہ
تر ملاقاتیں ابدالوں غیب کے مردوں سے رہا کرتی
تھین ذکر ابدال آپ نے انھین حضرات سے حاصل
فرمایا تھا۔ جن ذکروں کو بعض مریدونکو تعلیم فرمائی تھی
بعض ابدال نے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے
بعیت کی تھی جیسے کہ فخر الدین پیچھو۔ اسفندیار ہین
اور دوسرے بھی سب ابدال شیخ نورالدین بایزاد کے
حکم سے جوان ابدالوں کے قطب تھے حضرت مخدوم سے
ملاجلا کرتے تھے انکا قصہ یہ ہے کہ ایکمرتبہ ابدالونکی جماعت
طواف مین مشغول تھی جب طواف سے فارغ ہوئی تو دیکھا میان
اسفندیار جماعت مین سے گم ہین۔ اُن کا پتہ معلوم
نہین کہ کہان ہین انکی تلاش مین سارے ابدال
متوجہ ہوئے یہ دیکھا کہ ایک مکان کی کھڑکی کے سامنے
اپنی آنکھین جمائے ہوئے بیٹھے ہین سب نے اُنسے پوچھا
کہ کیا افتاد ہے کیون یہاں بیٹھے ہو۔ اسفندیار نے
کہا کہ اس کھڑکی سے مین نے ایک چودہوین رات کے چاند
کو دیکھا ہے جسکے رخسارے ایسے تھے جیسے پھول
ابھی کھلا ہو۔ دو بھوین جیسے پہلی تاریخ کا چاند۔ اسکی
محبت مین میرا دل سینہ سے پرواز کر گیا جسم

که مخصوص این طائفه است مشغول شدند. ناگاه
بدیدند که ہودج از بالاے سموات با نورے که آفتاب
ازان ذرۂ باشد نزول کرد و پروانۂ از لاہوت
و شمعے از جبروت افروختہ و صورتے از فضاے
صبوحی و قدوسی بران ہودج نشستہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نیز بآن صورت بران ہودج
نشستہ و چار نفر آن ہودج برابر گرفتہ. سلطان
دائم که ملک ارواحست چادرے آورد بر ایشان
برسر دو انداخت شیخ نورالدین بایزید گفت اے
یک نشان ہمین است یافتم نشانے دوم ببینم ناگاه
بدیدند حضرت سید محمد حسینی الحسینی رضی اللہ عنہ بر مرکب
میش سوار و ارواح اولیا باہم ہجومے که دارند
گرد بر گرد وے یکے در پیش ندائے کرد و تمت کلمۃ
ربک صدقا و عدلا شیخ نورالدین بایزید گفت
دوم نشانے نیز یافتم اکنون بروید سر بر آستانه او
بنهید و مرید او شوید بعدہ ہمہ مرید شدند می فرمودند
یک[۵] روز آب عظیم دیدم طول و عرض آن ما شاء اللہ
تا چه قدر باشد اما عمق او تا کمر بود جمعے دران
میروند یکے دران میان منم و یک دختر سواے نه یا ده
ساله ہمدران میروم و باہم تا کمر برہنه بودیم
آن دختر را جماعے است که اگر حوران آن جمال

۵ سنه ۹ ہم کتاب اسمار الاسرار اسکی عبارت مین اور اس نقل
کتاب اسمار الاسرار کی عبارت مین فرق ہے۔

بیچارہ ناتوان ہوگیا۔ اس جگہ مین بیٹھ گیا۔ سب
نے اوس سے کہا تم یہاں سے اٹھو اس نے جواب دیا
کہ پاؤں مین اتنی قوت نہین ہے کہ چل سکین۔
قطب ابدال شیخ نورالدین بایزاد سعدالدین قفل
شکن اور منصور نے اسکے بارے مین حضرت بے
نیاز خداوند کریم سے عرض کی کہ کیا فرمان
ہوتا ہے۔ فرمان ہوا کہ اسفندیار میری جستجو
مین جلا ہوا ہے یہ میرے جمال کا شیفتہ ہے خود ہی
سے پوچھو کہ تیرا مطلب کیا ہے۔ اسفندیار نے
کہا کہ میرا مطلب گلے ملنا ہے فرمایا دونوں ہاتھ بڑھا
کے کھولدے۔ اور گود لینے کی طرح سے بنالے۔
اسی وقت وہی صورت (جسکو اسفندیار نے دیکھا
تھا) غیب سے پیدا ہوئی اور اسفندیار کو گود
مین پکڑ لیا جب اسفندیار نے اپنی گود مین پکڑنا
چاہا تو وہ صورت غائب ہوگئی اسی وقت اسفندیار
کے ایک درد عظیم پیدا ہوا اور ایسی حالت ہوگئی
کہ صبر و سکون جاتا رہا۔ اسی جماعت مین سے
ایک شخص نے کہا کہ سید محمد کو لوگ طبیب حاذق
کہتے ہین ممکن ہے اسکی دوا انکے پاس ہو۔ شیخ
نورالدین بایزاد و قطب ابدال نے اتفاق کیا۔
انھون نے کہا کہ ہم لوگ یہ چاہتے ہین کہ سید محمد
گیسو دراز رضی اللہ عنہ سے خرقہ حاصل کرین
اور انکے مریدون کی جماعت مین شامل ہوجائین

بینند از جمالش شرمندہ گردند و اگر از عکس او
خلعت حوران باشد حوران دعوی خدائی کنند
و رنگ و رخسارہ و قد و بالا او از امرو شاب قطط[۵۱]
رمزے می فرمایند میان من و او مقدارے زنگی
باشد آن دختر نگ مرا بخود دعوت کرد چنانکہ
شہے بر عروسے باحترام برند دران آب قیاس
یک فرسنگ مرا تا اول عقل داوند شخصے از غیب
الغیب شاہد شد جامہ برما انداخت چنانکہ کسے مر
کسے را پوشد دران حالت خود را ہم بدان حسن
جمال عین آن دختر دیدم او عاشق من شد من
عاشق او شدم ہمدرین میان از من و از آن
دختر شخصے سر بر کرد سیان طہر دو دعوے افتاد
میگفتم۔ این پسر من است او می گوید این پسر من
است او فریاد میگوید و می جہد و از ماہر دو تبرا می
نماید و می گوید نہ از آن تو ام نہ از آں او من از آن
خود ام خود بخود و آں دختر بعد از آں میگوید این
پسر از آن منست من خود را عین او می یابم و آن
آب کہ با تو گفتہ بودم سر بسر ہم منم می فرمود وقتی[۵۲]
گاہ بہارے در بازار می گذشتم عورتے ظہیعیے
شوخ غمزہ بازے عشوہ سازے کہ لبانش از

شیخ نور الدین پایزاد نے کہا کہ چند نشانیان ہین
اگر وہ نظر آئین تو مین تملوگوں سے کہونگا کہ اُن کے
مرید ہو جاؤ۔ یہ کہکر اوس ذکر و مراقبہ مین مشغول
ہو گئے جو اس جماعت کے لئے مخصوص ہے ناگاہ
یہ دیکھا کہ ایک ہودج آسمان سے ایسا نورانی اترا جسکے
مقابلہ مین آفتاب کی روشنی ذرہ کے برابر معلوم ہونے
لگی۔ پروانہ لاہوتی شمع جبروتی روشن تمکین صورت
فضائے صوحی وقدوسی کی اس ہودج مین بیٹھی ہے
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بھی اسی ہودج پر اس
صورت کے ساتھ جلوہ افروز ہین۔ چار شخص اوس
ہودج کو پکڑے ہوے ہین۔ ملک دایم جہد و جوبکا بادشاہ
ہے وہ چادر لایا اور ان دونوں حضرات پر ہودج
مین ڈالدی۔ شیخ نور الدین پایزاد نے کہا کہ ایک
نشانی تو یہی ہے۔ جسکو مین نے پا لیا۔ اب دوسرا
نشان دیکھتا ہون۔ دفعتاً انھوں نے دیکھا کہ حضرت
مخدوم سید محمد حسینی الحسینی رضی اللہ عنہ ایک سواری
پر جو میش کی ہے سوار ہین۔ اولیاء اللہ کی روحین
ہجوم کئے ہوئے ہین۔ ایک روح آگے آگے ندا کرتی
ہے تمت کلمۃ ربک صدقاً وعدلاً (تیرے رب کا کلمہ
صدق و عدل کے لحاظ سے پورا پورا ہے) شیخ
نور الدین پایزاد نے فرمایا کہ دوسری نشانی بھی
مین نے پالی۔ اب تم لوگ جاؤ اور آپ کے آستانہ
فیض کاشانہ پر سر رکھدو۔ اس کے بعد سبکے سب مرید ہوگئے

۵۱ گھونگھر والے بال

۵۲ سم ۲ ہم کتاب اسمار الاسرار اسکی عبارت مین اور اصل
کتاب اسمار الاسرار کی عبارت مین کسیقدر فرق ہے

قاب قوسین حکایت میکنند چشمهاش ازو
هویدر کالابصار اشارتے مینمایند خنده او موات
رازنده میکنند وآواز او انزابنده می سازد رخانش
از سحاب قدوسی دبیوحی تابشی می نمودند پستانش
از ربوبیت برآمد نشانی میدادند جبینش از بدرتابان
نشانی می نمود دست در رسته بازار شسته
برگ میفروخت دنظارگی چند گرد د برگرداو وآن
برگ فروشه باهر یکے رنگ آمیزی می کرد و
ایشانرا بجان سپاری سپرده مرا بسوے خود
دعوت کرد من چون روم که مرشد و داعے
الی الله امام مقداری تامل کردم باواز لطیف
ونغمهٔ ظریف این بیت بخواند ع

آنم که همه جهان بفرمان من ست
سلطان منم وعشق تو سلطان منست
تو جان منی همه جهان جان من ست
تو آن منی همه جهان آن من ست

زمام تمالک از دست شد عنان وجاهت فرود
افتاد خواستم مسارعتی سوی او نمایم وبدولت
قربت مستعد سعادت مند شوم ناگهان آن جان
وآن جان جهان وتحفهٔ رحمان باالسن گفت بایست
ای سست قدم که ترا بازوے و دوش
مردان حق نیست دراثنا این شوق بمن غالب
آمد خواستم قدم پیش نهم بیه منیم نه آن دکان دران

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ایک
دن مین نے بہت بڑا (الماجوزا) دریا دیکھا لمبائی
چوڑائی اس کی اتنی تھی جتنی کہ اللہ تعالے نے
چاہی غرضکہ وہ زیادہ ہوگی لیکن اوس کی
گہرائی کمر تک تھی۔ ایک جماعت اسکے اندر جاتی
تھی۔ اون جانیوالوں کے درمیان مین ایک
مین بھی ہوں ایک لڑکی بھی جسکی عمر پندرہ برس
کی ہوگی انھین لوگوں مین جارہی تھی۔
مین کمر تک برہنہ تھا اور وہ لڑکی ایسی خوبصورت
تھی۔ اگر حورین اسکی صورت دیکھتین تو اسکی
خوبصورتی سے شرمندہ ہوتین اور اگر اس کی صورت
کا عکس حوروں کی صورت پر پڑجاتا تو حورین خدائی
کا دعوے کرتین اسکا رنگ اور رخسارہ اور اسکا
قد بالا نوجوان بے ڈاڑہی موچھ والے گھونگھر والے
بال والے سے رمز وکنایہ کررہے تھے۔ میرے
اور اس لڑکی کے درمیان مین ایک کوس کا
فاصلہ تھا اس لڑکی نے مجکو خود ہی بلایا جیسے کہ نوشہ
کو شادی مین باحترام لیجاتے ہین مجھے بھی لیچلے
اوس دریا مین مجکو لیچلے اوس مقام پر جو میرے
خیال مین اوس لڑکی سے ایک کوس کے فاصلہ
پر ہوگا غسل دیا پھر غیب الغیب کا ایک شخص حاضر
ہوا اور اس نے مجھپر ایک کپڑا ڈالدیا جیسے
کوئی شخص کسی شخص کو چھپا دیتا ہے اسی حالت مین

بازار زنان نظاره و [illegible] آن [illegible] متحیر است۔
ماندم وقتی حضرت مخدوم رضی الله عنه را با روح
سلطان العارفین شیخ بایزید بسطامی قدس الله
سره العزیز ملاقات شد گفتند ایها السلطان تو گفتهٔ
که هر که سر چیزی فرود آورده باشم که هیچ
چیزی سر فرود نیاورده ام سلطان گفت
آری حضرت مخدوم رضی الله عنه گفتند بگوئید
شما سر بهم مدین [illegible] فرود آورده دیدید وقتی با شیخ
جنید ملاقات شد فرمودند یا سید الطائفه شما فرموده
اید که هزار در هزار مرد [illegible] دیدم [illegible] هم
که سر بر آورده [illegible] گفتند [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] بگوئید [illegible] آیت [illegible]
چنانکه سر بر نیاورده دیدید وقتی [illegible] غزالی
رحمة الله علیه ملاقات شد فرمودند گاهی شما برای
خود امام محمد غزالی رفته بودید ایشان در تلاوت
بودند شما سلام گفتید امام محمد این آیت تمام کردند
و مصحف را گرد [illegible] سلام کرد و گفت [illegible]
ترا گفتم رعایت شرع می باید کرد در وقت تلاوت
چه جای سلام است که شما گفتید آری مخدوم
در تلاوت خیر بودند در بازار کفش برای خریدن
کفش رفته بودند یا آنکه امام محمد خادم را در بازار
کفش برای خریدن کفش فرستاده بودند در
حالت این خطره مزاحم وقت ایشان بود گفتند

[illegible] نے [illegible] حسن وجمال کے ساتھ اپنے آپ کو
اوس لڑکی کا حسن دیکھ کر وہ لڑکی مجھ پر عاشق ہو گئی
اور میں اسیر عشق ہو گیا۔ اس درمیان [illegible]
اور اسی لڑکی [illegible] میں سے ایک شخص نے سر
باہر نکالا [illegible] وہ لڑکی [illegible] دونوں [illegible]
کرنے لگے۔ میں کہتا تھا [illegible] وہ لڑکی بھی
تھی یہ لڑکا میرا ہے [illegible] اور انھیں
کو دیا تھا [illegible]
[illegible] ہوں [illegible] سے [illegible] اپنے [illegible]
ہوں [illegible] جب وہ لڑکی کہنے لگی کہ یہ [illegible] میرا
[illegible] میں [illegible] پایا تھا اور دیکھتا
تھا کہ وہ [illegible] ہوتا ہے وہ بھی سر
[illegible] رضی الله عنہ
فرماتے ہیں [illegible] بازار کر
[illegible] رہا تھا [illegible] مزاج [illegible]
حمزہ [illegible] تو میں کی حکایت
[illegible]
[illegible]
تھا [illegible]
چمک [illegible] سحاب [illegible] کی چمک [illegible] تھا
اور اسکے [illegible] عالم [illegible] سے اور پھر [illegible] نظر
[illegible] کی عبارت
میں اور وصل کا اسرار الاسرار کی عبارات میں کسی قدر فرق ہے۔

آری حضرت مخدوم رضی الله عنه فرمودند اگر
امام مستعد دنبال شاه الله بفرمودی گشت ثنائی
غرض دنبال او برای پیوستن تیر برسم
فرزند افگنده باشد و نیز وقتی خدمت مولانا
علاء الدین گوالیری برای ... حضرت مخدوم
رضی الله عنه در گریه رفته بودند و در شکسته
و شما نماید متوجه است تا کسی علاوه اشتیاق و خصوص
پیش حضرت مخدوم رضی الله عنه قرائت خواسته که
سوانح بخوانند حضرت مخدوم ... حکایت
فرمودند که من وصلی ذات ... اتفاق افتاد
کردم خواجه احمد شهرزادی در واقعه دیده مرا گفت
تا غایت کتاب ... ختم گشت ... سلوک
بگوی حضرت مخدوم رضی الله عنه فرمودند پیش
پیش مردان تا هر یک رسیده مردان نیکو نگفتند شیخ
گفت آری نگفتند را شکسته ببیند عقب این
حضرت مخدوم رضی الله عنه تا کشش ... لازم شد
بعد از ان با شیخ احمد شهرزادی در واقعه دیدم
استاده می خندید و می گفت نشسته و دیدی
حضرت مخدوم رضی الله عنه ساکت شدند شیخ احمد
گفت اکنون سبق بگوی بعد ... فرمودند مولانا
علاء الدین از شیخ احمد ... بعد از آن تا
سبق گویم ... فرمودند مولانا علاء الدین من
از شیخ احمد بهت ... اجازت خواستم شیخ فرمودند

آرہے تھے اور اسکی پیشانی چودھوین رات کے چاند
کیطرح روشن تھی وہ عورت مستانہ بازار کے راستہ
مین بیٹھی پان بیچ رہی تھی اور چند گھوڑسوار
اوسکے گرد جمع تھے اور سوارون ہر ایک سے رنگ آمیزی
کر رہی تھی ان نظارہ کرنے والون کو اس نے ہیجان
حالت مین چھوڑکر مجکو اپنی طرف بلایا۔ بھلا مین کیسے
نہ جاتا۔ مین پیر ہون اللہ کی مخلوق کو اللہ کی طرف
بلانے والا ہون۔ بہرحال تھوڑی دیر مین نے اسی
... مین تامل کیا کہ اسنے نہایت ہی عمدہ نغمۂ ظریف
آواز ... مین یہ شعر پڑھا

آنم کہ ہمہ جہان قربان منست ۞ سلطان من عشق تو سلطان منست
تو جان منی ہمہ جہان جان منست ۞ تو آن منی ہمہ جہان آن منست

ضبط کی باگ ہاتھ سے جاتی رہی وجاہت کی لگام
نیچے گر پڑی۔ مین نے چاہا کہ جلدی سے اوس کے
پاس پہنچ جاؤن اور قریب ہونے کی دولت سے
سعادت حاصل کرون دفعۃً اوس دنیا کی جان
نے جو اللہ رحمن کا ایک تحفہ تھی مجھسے کہا کہ ٹھہر
جا اے کمزور پیر والے تیرے پاس بازو اور
کاندھا خدا کے مردون کا سا نہین ہے اسی اثناء
مین مجھپر شوق کا غلبہ ہوا مین نے چاہا تھا کہ
قدم آگے بڑھاؤن مگر کیا دیکھتا ہون کہ اوس بازار
مین نہ وہ دکان ہے اور نہ وہ تماشہ اور نہ وہ
نگار پرکار حیرت مین مین کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔

مولٰنا علاء الدین را آن کتاب سبق گوی اکنون بیا بخوان خدمت مولانا علاء الدین گوالیری وہر دو مخدوم زادگان قدس اللہ سرہم مرتب بخواندند یک شرحی مخدوم زادۂ بزرگ بنشتند و یک شرح مولانا علاء الدین بنشتند و در نظر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ گذرانیدند حضرت مخدوم ہر دو را پسندیدند و باخدمت مولٰنا علاء الدین فرمودند این شرح را آشکار انکنی تا آنکہ از شیخ احمد غزالی اجازت نیابی میفرمودند وقتیکہ از کنہایت در پتن میرفتم امساک باران بود مویشی بسیار سقط شدہ بود جانوران ازان میخوردند زاغی بر شاخی نشستہ میگفت اَللّٰھُمَّ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ وَسِعَتْ عَلَیْنَا رِزْقَنَا بِفَضْلِكَ یَا رَحِیْمُ یَا وَھَّابُ یَا کَرِیْمُ یَا تَوَّابُ تعجب ماندم کہ اہل این زمین را مصیبتی رسیدہ است و زاغان را از فراغی رزق و نعمت نغمۂ شکر زیادت شد دانستم کہ لطفہ قہرہ و قہرہ لطفہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را صحبت با منصور ابدال ہم بود و او عمر دراز داشت امیر المومنین حسین علیہ السلام را اتابکے کردہ بود آنروز کہ سید الشہدا را زادند اول در کنار او نہادہ بودند و شتی

ایک وقت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو بایزید بسطامی سلطان العارفین رضی اللہ عنہ کی روح سے ملاقات ہوئی۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے سلطان آپ نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ہر شخص نے کسی نہ کسی چیز کی وجہ سے اپنا سر نیچا کیا ہے۔ ایک مین ہون جس نے کسی وجہ سے سر نیچا نہین کیا۔ سلطان العارفین نے فرمایا۔ ہان مین نے یہ کہا ہے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ نے فرمایا کہ آپنے بھی دین کے سامنے سر نیچا کر دیا ہے

ایک وقت حضرت مخدوم ؑ سے اور سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی کی روح سے ملاقات ہوئی حضرت مخدوم نے عرض کی اے سید الطائفہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ ہزار ہا مردوں کو اس دریاے (عرفان نے) ڈبو دیا اور اس کی تہ سے اوپر کوئی نہین نکلا صرف مین ایک ایسا ہون جس نے دریا کی تہ سے سر اوپر نکالا ہے۔ حضرت سید الطائفہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہاں مین نے ہی یہ کہا ہے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے کہا کاش یہ دریا آپ کو بھی اوسی تہ مین لیجاکر ڈوبا دیتا جہاں دوسرے ڈوبے ہین تو آپ کا سر بھی اوپر نہ نکلتا اور نہ آپ باہر آسکتے تھے

ایک مرتبہ امام احمد غزالی کی روح پر فتوح سے بھی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے ملاقات

۵ سمرہ کتاب اسمار الاسرار اس کی عبارت مین اور اس کتاب کی عبارت مین کسیقدر فرق ہے۔

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از خانہ بیرون آمدہ می
رفتند می بینند مردی نزدیک مسجد جامع دہلی
کہنہ قی میکند بگنی و تکہ ہای گوشت بیرون
می اندازد و سگی گرگین جا ماندہ آنجا افتادہ آنرا
می خورد و مردمانیکہ دراں راہ میگذرند آن مرد
را دشنام میدہند چون فارغ شد از آنجا در
یک تالاب رفت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
درجبین او آثار نعمت دیدند دنبال او رفتند
تا سرانجام کار او دریابند آں مرد در حوض در
آمد وضو کرد در مضمضہ مبالغہ بسیار کرد دوگانہ
بگذارد و مستقبل قبلہ نشست و حضرت بندگی
مخدوم رضی اللہ عنہ گفتند ترا سوگند میدہم
بداں خدای کہ ترا آفرید و مرا بیافرید و در
جبین تو آثار نعمت ہویدا ساخت خبر کنی کہ
تو کیستی گفت کہ چون بخدا سوگند دادی گفتن حال
خود ناچار شد گفت من مردی ام از طائفہ ابدالان
مرا رکن الدین نام است از ینجا موازنہ ہزار
کروہ زمین بودم مرا گفتند بر در مسجد جامع دہلی
کہنہ سگی ست گرگین جا ماندہ و رزق او امروز
چند قدح بگنی و چند تکہ گوشت از فلان محل کردہ ایم
و آوندان شکم تو تو آنجا برو آں گوشت
و بگنی را بخور و بخوراں آن سگ را بضرورت
آمدہ ام انچہ فرمودند کردم دیدی کہ مردمان چہ ہا می

ہوئی آپ نے فرمایا کہ اب کبھی اپنے بھائی امام محمد
غزالی کے پاس ایسی حالت مین گئے تھے کہ وہ تلاوت
کلام مجید مین مصروف تھے آپ نے سلام کیا امام
غزالی نے آیت تمام کی اور کلام مجید کو بند کر دیا
سلام کا جواب دیا اور کہنے لگے کیا مین نے تم سے
نہین کہا تھا کہ شرعی مسائل کی رعایت کرنی چاہیئے
تلاوت کے وقت سلام کرنے کا کیا موقع ہے
آپ نے کہا۔ ہان مخدوم تلاوت قرآن مین مصروف
نہین تھے بلکہ جوتے کے بازار مین جوتہ خریدنے کیلئے
تشریف لیگئے تھے یہ بات تھی کہ امام محمد نے
خادم کو جوتے کے بازار مین بھیجا تھا کہ وہ خرید کر
جوتا لائے۔ اسی حالت مین یہ خطرہ دل مین آیا۔ امام
احمد نے کہا جی ہان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ اگر امام محمد اپنی غرض سے خادم کے پیچھے
پیچھے پھر رہے تھے تو آپ اوسکے پیچھے بے غرض
کیون بازار مین گھوم رہے تھے اونھون نے
سر نیچا کر لیا۔ ایک مرتبہ مولانا علاء الدین گوالیری
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے قدمبوسی کے لیے
گلبرگہ آئے تھے سنہ ۸۰۶ ہجری مین تمہیدات قاضی
عین القضاۃ اور فصوص حضرت مخدوم کے حضور
مین اونھون نے پڑہی پھر سوانح پڑھنا چاہا تو
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے یہ حکایت ارشاد فرمائی

۱؎ شیخ احمد غزالی کی ایک تصنیف ہے ۱۲

گفتند ضرورت است تحمل باید کرد بعدہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ با او عقد محبت بستند اخوت
کردند و از وے چیزے بسیار از مشغولیہا با حسنی
بگرفتند و نیز مسفر بودند مولٰنا حسام الدین
نام مردے بود از پیوستگان بندگی شیخ الاسلام
شیخ نصیر الدین رضی اللہ عنہ حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ را مرا تم می بود کہ مرا تلقین ذکر کنند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہر بار او را می گفتند
کہ وقت مجاہدہ و ریاضت تو گذشتہ است ذکر
و مراقبہ بغیر مجاہدہ تاثیر نمید ہد او بعجز و الحاح
بسیار می کرد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہر بار
او را جواب میگفتند چوں دماز گشت مردے
بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ آمد و گفت آن مرد
پیر بر تو چہ گفت و تو ہر بار بر وے چہ رد میکردی حضرت
مخدوم تمام کیفیت بر وے گفتند او گفت پیر من
سید من ترا چیزے بگویم اگر تو از میان
مریدان و معتقدان خود بہی ویرا بصحبت
تلقین کنی اگر مقصود او حاصل نشود فردا روز قیامت
جنگ او و دامن من خواہ پیر باشد خواہ جوان
شرایط تلقین ذکر آوردن کہ چہری و ہیزم و زیارت
بعضی مشایخ قدس اللہ ارواحہم حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ نزد میان یاران و مریدان رسم
نہادند و آن پیر را نیز تلقین ذکر کردند بیشتر نفس

کہ میں نے دہلی میں سوانح کا سبق پڑہانا شروع
کیا تھا کہ خواجہ احمد غزالی کو میں نے عالم واقعہ
میں دیکھا کہ مجھے فرماتے ہیں کہ ابتک میری کتاب
اچھوتی (ا ب) تھی اب تم چاہتے ہو کہ سبق پڑہاؤ
حضرت مخدوم نے عرض کیا کہ شیخ تم مردوں
کے سامنے اچھوتی (بکر) کا نام لیتے ہو۔ مرد پھر اس
سے کیسے گذر سکتے ہیں امام غزالی نے فرمایا اچھا نہ
گذریں مگر مشقت بھی دیکھینگے۔ اس کے بعد ہی
حضرت مخدوم کو چھ مہینے برابر بخار آتا رہا۔ اسکے
بعد پھر خواجہ احمد غزالی کو عالم واقعہ میں آپ نے
ملاحظہ فرمایا کہ کھڑے ہوئے ہنس رہے ہیں اور یہ
فرماتے ہیں کہ تم نے مشقت دیکھی حضرت مخدوم
نے سکوت اختیار کیا کچھ جواب نہیں دیا۔ شیخ
نے فرمایا کہ اب سبق پڑہاؤ۔ اس قصہ کے بعد
آپ نے مولانا علاء الدین سے ارشاد فرمایا کہ شیخ
احمد غزالی سے اجازت حاصل کر لوں تو اسکے
بعد تمکو پڑہاونگا۔ دوسرے دن آپ نے ارشاد فرمایا
کہ مولانا علاء الدین شیخ غزالی سے میں نے تمہارے
پڑہانے کی اجازت چاہی تھی اونھوں نے اجازت
دیدی کہ مولانا علاء الدین کو سوانح کا سبق
پڑہا دیا کرو۔ اب آؤ پڑہو مولانا علاء الدین کو اور نیز
اور دونوں مخدوم زادے قدس اللہ سرہم ساتھ
ساتھ پڑھتے تھے اور سوانح کی ایک شرح پڑہتے

او رحلت شد بعدہ او را پرسیدند تو کیستی او
نیز گفت من از مردمان غیب ہستم و با او نیز حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ صحبت بسیار داشتند و فوائد
بسیار بر گرفتند و نیز وقتی می فرمودند کہ با
روح پاک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ملاقات شد پرسیدم یا رسول اللہ می آرند کہ
ترا وقتی درین دو بیت تواجد بود شعر

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِیْ
فَلَا طَبِیْبُ لَہَا وَلَا رَاقِیْ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ قَدْ شُغِفْتُ بِہٖ
فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

فارسیہ

ز مار محنت گزیدہ دارم جگری
کو را نکند ہیچ فسونی اثری
جز دوست کہ من شیفتۂ عشقشم
افسون علاج من چہ داند دگری

ہمچنین بود حضرت رسالت پناہ فرمود صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آنچی مرا سہ کرت تواجد بود یکبار
ہمین و دو بار آن زمان کہ در شب معراج رفتم
فرمان حضرت عزت در رسید کہ بقبۃ النور بر فرود
آن مقامی است زیر عرش رفتم آواز بر آمد من
علی الباب گفتم انا محمد پس آواز بر آمد کہ فارجع یعنی
باز گرد اینجا صاحب مذہبی را جا نیست باز گشتم

صاحبزادے نے اور ایک شرح مولنا علاء الدین
گوالیری نے لکھی اور حضرت مخدوم رض کی خدمت
مین پیش کی آپ نے دونوں شرحیں پسند فرمائین
مولنا علاء الدین سے یہ ارشاد فرمایا کہ
اس شرح کو جبتک شیخ احمد غزالی رضی اللہ
عنہ سے اجازت نہ لے لینا لوگوں پر ظاہر نہ کرنا
حضرت مخدوم فرماتے تھے کہ ایکدفعہ مین
کنہبایت سے پٹن جارہا تھا امساک باران
کی وجہ سے قحط تھا مویشی بہت مرے تھے
جانور العین کھا رہے تھے ایک کوا ڈال پر بیٹھا
ہوا کہہ رہا تھا اَللّٰھُمَّ یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ وَسَّعْتَ
عَلَیْنَا رِزْقَنَا بِفَضْلِکَ یَا رَحِیْمُ یَا کَرِیْمُ یَا وَھَّابُ
یَا تَوَّابُ (اے اللہ تیری مغفرت بڑی وسیع ہے
ہم کووں پر تو نے ہمارا رزق وسیع کر دیا ہے تو نے اپنے
فضل سے اے رحیم اے وہاب اے کریم اے
تواب) مین نے تعجب کیا کہ اس زمین والونکو
تو مصیبت درپیش ہے اور کوے رزق کی کشادگی
کیوجہ سے شکریہ زیادہ کر رہے ہین مین نے
جان لیا کہ اسکا لطف قہر ہے اور اسکا قہر
لطف ہے ۔ لطفہ قہرہ وقہرہ
لطفہ

نمبر ۲۵۶ کتاب اسرار الاسرار مین اسکی عبارت مین
اور اصل کتاب کی عبارت مین کسقدر فرق ہے ۱۲

فرمان در رسیده که رفته بودے گفتم آرے
دانسته نفته بود گفتم بعدهٔ فرمان می شد که راست
می گویند کسی که ما و منی گوید او را در حضرت ما بار
نیست بعده فرمان شد که ای محمد بار دیگر
برو اگر ترا پرسند که کیستی بگو بیچاره شکسته
همین بود که حلقهٔ در زدم آواز برآمد که کیستی بدانجه
راه بر کرده بودند گفتم در بکشادند و شش
نفر آنجا بودند هفتم ایشان من شدم ناگاه نغمهٔ لطیف
برآمد انی انی الی الی که همه در تواجد شدند من هم تواجد
کردم تا آنکه دستار از سر من بیفتاد همه قسمت
کردند در قبة النور نشسته بودند بر آن حضرت
رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم طاقیه راست
کردند و هر یکے بر سر داشتند بعده مرا گفتند
اینجا خرقه ست زیر آن خرقه استاده شو چند
هزار سال باشد که این خرقه اینجا آویخته اند
تا کرا نصیب کنند رفتم آنجا ایستاده شدم آن
خرقه از جائیکه بسته بودند جدا شد و در من
افتاد بعده هر همه مبارک کردند و گفتند ترا چیزے
دادند که هیچ پیغمبر را که پیش از تو بوده اند نداده اند
بعده من از حضرت عزت جل شانه پرسیدم که این
خرقه را بکسے دیگر هم بدهم یا برخود بدارم فرمان
شد هر که سر گوید او را بده از آنجا بازگشتم ابوبکرؓ و عمر
عثمان هر یکے پرسیدم ایشان چیزہائے دیگر گفتند

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کو منصور ابدال سے
بھی صحبت تھی۔ منصور ابدال کی عمر بہت زیادہ
تھی حضرت امیرالمومنین سیدالشہدا امام حسین
علیہ السلام کے منصور ابدال اتابک تھے جس روز
حضرت سیدالشہدا پیدا ہوئے تو انھیں کی گود
مین ڈالے گئے تھے۔ ایک وقت حضرت مخدوم
گھر مین سے برآمد ہوے اور کہین جاتے تھے
آپ نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد جامع دہلی کہنہ
کے قریب قے کر رہا ہے اور قے مین گوشت کی
بوٹیاں گر رہی ہین ایک بھوکھا کتا وہاں کی گری
ہوئی قے اور وہ بوٹیاں کھا رہا ہے۔ جو لوگ اس
راستہ پر گذرنے والے تھے وہ اس قے کرنیوالے
کو گالیان دیرہے تھے جب وہ قے کر چکا تو وہاں
سے ایک تالاب کیطرف گیا حضرت مخدومؒ خواجہ
نے اس کی پیشانی پر آثار نعمت عرفان دیکھے اسکے
پیچھے ہو لئے تا کہ اسکا حال معلوم کرین وہ قے کرنے
والا حوض پر آیا کلی کرنے مین اس نے مبالغہ
بہت کیا اور وضو کر کے نماز پڑہی اور رو بقبلہ
ہو کے بیٹھا حضرت مخدومؒ خواجہ نے اس سے
ارشاد فرمایا مین تمکو اس خدا کی قسم دیتا ہون جس نے
مجھکو اور تمکو پیدا کیا اور تمھاری پیشانی مین آثار
نعمت ظاہر فرمائے مجھے بتاؤ کہ تم کون ہو، اس
نے کہا کہ آپ نے جب قسم دیدی تو اپنا حال بتانا

بعدہ علی رضی اللہ عنہ را پرسیدم کہ خرقہ ترا دادم چہ کنی گفت
عیب مردمان را بپوشم بعدہ علی را دادم سیوم
با آن یار بود کہ چون این آیت نازل شد الم یعلم
بان اللہ یری مرا ذوقی دست داد کہ حق تعالیٰ
مرا می بیند کہ من در طلب او و دعوت سوی او چہ
مشقت و محنت می کشم وقت من خوش شد
در تواجد شدم خدیجہ مرا درین حالت بدید گفت
ترا چہ افتاد گفت این آیہ مرا در تواجد آورد خدیجہ
رضی اللہ عنہا نیز در پای من افتاد و بیخود شد
کہ مرا خدا تعالی می بیند کہ من محبت او با تو این
معاملہ میکنم نیز وقتی در ملتان در روز عرس امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ اتفاق میکردند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را با روح امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ ملاقات شد ہم از ایشان پرسیدند
کہ نقل شما در کدام روز ست فرمودند در ہفدہم
ماہ رمضان المبارک وقتی بزیارت شیخ الاسلام
شیخ فرید الدین قدس اللہ روحہا در اجودھن رفتہ
بودند خدمت شیخ منور نبیسہ بندگی شیخ فرید الدین
رضی اللہ عنہ مقام نزول برای حضرت مخدوم
در روضہ حضرت شیخ دادند آنجا فرود آوردند
روزے آنجا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مشغول
بودند ناگاہ کسی از نفرات شیخ منور آنجا در آمدہ چہ
بیند سر علاحدہ افتادہ است و دستہا علاحدہ

ضروری ہوگیا۔ میں ... بزرگوں کی باعث کا
میرا رکن الدین نام ہے یہاں سے تقریباً ہزار کوس زمین پر
میں تھا مجھے کہا گیا کہ یہاں دلی کی جامع مسجد کے دروازہ
پر ایک کتا بیمار پڑا ہے آج ہم نے اسکا رزق ایک
پیالہ شوربہ اور کچھ گوشت کی بوٹیاں معین کی ہیں
جو فلاں جگہ پر ہیں اور ان چیزوں کا برتن تیرا پیٹ
ہے تو وہاں جا اور گوشت اور شوربے کو کھا اور
اس کتے کو کھلا۔ لہذا میں اسی ضرورت سے
یہاں آیا اور جو کچھ حکم فرمایا وہی میں نے کیا۔ کتنے
یہ دیکھ کر لوگ کیا کیا باتیں کر رہے تھے۔ اسکی
ضرورت ہے کہ برداشت کیا جائے۔ اس کے
بعد حضرت مخدوم نے اسکے ساتھ محبت کی گرہ
باندھی اور بھائی چارہ کیا۔ اور باطنی اشغال
اسے حاصل فرمائے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
فرماتے تھے کہ ایک شخص تھے کہ جنکا نام مولانا
حسام الدین تھا وہ حضرت شیخ الاسلام شیخ
نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ کے مریدوں میں
سے تھے وہ ہمیشہ حضرت مخدوم سے اصرار کیا کرتے
تھے کہ مجھکو ذکر کی تلقین فرمائیے حضرت مخدوم
ہر مرتبہ یہ ارشاد فرمادیتے تھے کہ آپکے لئے مجاہدہ
و ریاضت کا زمانہ گزر گیا۔ ذکر و مراقبہ بلا مجاہدہ
کے تاثیر نہیں کرتا۔ وہ بہت عاجزی کرتے و
گڑگڑاتے تھے حضرت مخدوم بھی جواب میں

بیرون آمد و فریاد کرد کہ بیائید بہ بینید خدمت سید
محمد حسینی را کسے کشت مردمان بسیار دویدند چون
بیامدند بہ دیدند شیخ و سر مستقبل قبلہ نشستہ این
حکایت در خانقاہ خدمت شیخ منور مشہور است وقتی
بہ زیارت بی بی فاطمہ سام[۱] در اندرپتہ رفتہ بودند
نزدیک قبر مبارک در مراقبہ شدند با روح
بی بی فاطمہ سام ملاقات شد گفتند وقتی[۲] از
مقام و مرتبہ خود چیزی بگوئید بی بی گفتند وقتی از
مقام در بالا در حضرت سیر فتم بر در آسمانی
رسیدم آنجا دربانان مرا گفتند بایست تا اذن شود
من ہمانجا نشستم و سوگند خوردم تا مرا خود از
اینجا بیواسطہ نبرند نروم حضرت بی بی خدیجہ
و حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما و حرم و
دیگر دختران حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم آمدند و گفتند فرمان ست بیا مارا

ہر بار یہی ارشاد فرما دیتے تھے۔ جب وہ چلے گئے
تو ایک شخص حضرت مخدوم کے پاس آیا اور اسنے
کہا کہ یہ بڈھا آپ سے کیا کہہ رہا تھا اور آپ ہر
مرتبہ اوسکے سوال کا جواب کیا دیتے تھے حضرت
مخدوم نے ساری کیفیت بیان فرمائی اوس مرد
نے کہا کہ میرے پیر میرے سید مین آپ کو ایک
چیز بتلا دوں اگر آپ اسکو اپنے مریدوں و
معتقدوں مین رواج دین اور اسی روش پر
تلقین کیا کرین پھر مقصود اسکا حاصل نہ ہو تو کل
قیامت کے دن اسکا ہاتھ اور میرا دامن خواہ
وہ بوڑھا ہو خواہ جوان ہو۔ شرائط تلقین ذکر
کھچڑی اور لکڑی کا لانا اور بعض مشائخ کی زیارت
کرنا ہے قدس اللہ ارواحہم۔ حضرت مخدوم نے
دوستوں اور مریدوں مین اسکا رواج دیدیا اور
ان بوڑھے مولانا حسام الدین کو بھی ذکر کی تلقین
فرما دی چنانچہ انکی بہت سی غرضین حاصل ہو گئین
اس کے بعد آپ نے اوس مرد کو پوچھا کہ آپ
ہین کون صاحب اوس نے بھی یہی کہا کہ مین
مردان غیب سے ہون انکے ساتھ بھی حضرت
مخدوم نے بہت دن تک صحبت رکھی اور بہت سے
فوائد حاصل فرمائے۔ ایک وقت حضرت مخدوم
فرماتے تھے کہ روح پاک حضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سے بھی ملاقات ہوئی مین نے

---

[۱] دہلی مین حضرت محبوب الٰہی کے مزار کو جاتے ہوئے راستہ مین
حضرت بی بی فاطمہ سام کا مزار مبارک ہے جسکے کتبہ پر یہ لکھا ہے
حضرت بی بی فاطمہ سام قدس سرہا از صالحات و قانتات و
عابدات زمانہ بود و سلطان المشائخ در روضہ او بسیار مشغول
بودی در مناقب او غلو فرمودی و زمانہ حیات او دریافتہ بود در
سنہ ۶۴۳ھ جان بجان آفرین سپرد ۱۲

[۲] این حکایت در اخبار الاخیار و جوامع الکلم مذکور
است ۱۲

برائے آوردن شما فرستادہ اند گفتند
شما خوند کار منند مرا چہ قدرت کہ با آمدن شما زدم د
لیکن من سوگند خوردہ ام کہ تا مرا بغیر واسطہ
نبرند نزدم بی بی خدیجہ و بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما
در حضرت عرضہ داشتند فرمان شد شما دور شوید
ناگاہ بنغمۂ لطیف وصوتی ظریف ندا کردند الیّ
الیّ الیّ آنگاہ من پیشتر شدم در زمانے کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ در گوالیر از دھلی در جاد شہ
مغل آمدند در خانۂ خدمت شیخ علاء الدین گوالیری
فرود آمدند ایشاں خلق خود را انجا نہاے
اقارب خود بردند آنجا برادر شیخ علاء الدین
را کہ مولٰنا شمس الدین نام داشت زحمتی
عظیم حادث گشت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
ہم انجا بودند. خدمت علاء الدین پیش مخدوم
رضی اللہ عنہ گذرانیدند کہ مخدوم در حق او دعا
کنید تا صحت شود فرمودند فردا بیا جواب خواہم
گفت روز دیگر خدمت مولانا علاء الدین رفتند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند مولانا در حق
برادر شما دعا کردم فرمان شد کہ عمر او تمام
شدہ ست و دہ روز دیگر باقی ماندہ ست خدمت
مولٰنا علاء الدین عرضہ داشتند دعائے
ثبات ایماں او کنید فرمودند آنہم کردم بفرمان
خدائے عزوجل ہم در دہم روز در آخر شب نقل

عرض کیا یا رسول اللہ لوگ روایت کرتے ہیں کہ
کسی وقت آپکو بھی ان دو شعروں پر وجد آگیا تھا

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّۃُ الْھَوٰی کَبِدِی
فَلَا طَبِیْبُ لَھَا وَلَا رَاقِ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شُغِفْتُ بِہٖ
فَعِنْدَہٗ رُقْیَتِیْ وَتِرْیَاقِیْ

اسکا فارسی ترجمہ یہ ہے ۔ [1]

از مار غمت گزیدہ دردم جگری
وزانکہ نہ طبیب نہ فسونے اثری
جز دوست کہ من شیفتۂ عشق ویم
افسون و علاج من چہ داند دگری

یعنی تیری محبت کے سانپ نے میرے جگر کو ڈسا
ہے جسکے لئے نہ کوئی طبیب ہے نہ کوئی جھاڑنیوالا ہے
ہاں مگر جس دوست پر میں شیفتہ ہوں وہ اسکی دوا
جانتا ہے اور اسی کے پاس میرا تریاق اور میرا منتر ہے
کیا ایسا واقع ہوا تھا حضور اقدس صلعم رسالت پناہ
نے ارشاد فرمایا ۔ ہاں مجھکو تین بار تواجد ہوا ہے ۔ ایک
مرتبہ انھیں دونوں شعروں پر اور دوم مرتبہ اسوقت
جب میں شب معراج میں گیا تھا ۔ رب العزت کا فرمان
صادر ہوا کہ نور کے قبہ کے اندر آئیے اور وہ ایک
مقام ہے عرش کے نیچے جب میں وہاں گیا تو آواز

[1] اسکے ہم معنی یہ شعر بھی ہے ۔ بگزید مار عشقت جگری کباب
مارا ٭ نہ طبیب می شناسد نہ فسونگرے دوارا ۔

شد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ با مخدوم زادگان و
یاران پیادہ بخطیرۂ ایشان رفتند و نماز جنازہ
خود امامت کردند پس خود دست در پایہ جنازہ
زدند و گفتند یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
این را بتو سپردم باز گشتند بعد زیارت سیوم
حضرت مولانا علاء الدین مشغول بودند آن برادر
را در واقعہ دیدند پرسیدند حال تو چگونہ
است گفت حال من دشوار بودی اگر مخدوم
رضی اللہ عنہ بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نسپردندی بعد بدعوت مولانا
ابو الفتح بجہت پابوس حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
در گلبرگہ آمدند بعد سیوم روز التماس کردند
اگر فرمان شود زیارت حق و مرد را بزرگ کنم
فرمان شد تو محمد اکبر را شناخته ایشان را
نشناخته داشتند من ایشان را نیز شناسم
فرمودند آنکہ من گوالیر آمده بودم برادر پدر تو
زخمی شد پدر تو بر من آمد از جہت دعائے
صحت او گفتم عمر او تمام شد اما محمد اکبر بر من گفت
مرا فرمان شده است اگر این مریض ترا یعنی محمد اکبر
را دوست تنگ بدہد دو سال عمر او زیادت کنم من گفتم
بر مولانا علاء الدین بگو گفت بگویم اگر برادر
ایشان نیکو شود ایشان را گمان شود کہ ایشان
از دعا شکستہ بے نوا وار آمده اند بطبع این سخن

آئی کہ دروازہ پر کون ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں
میران محمد۔ پھر آواز آئی کہ لوٹ جاؤ۔ یہاں میں اور
میرے کہنے والے کے لئے جگہ نہیں ہے اور نہ اسکی
گنجائش ہے۔ میں لوٹ آیا حکم ہوا کہ کیا آپ
گئے تھے میں نے عرض کیا گیا تھا۔ جو واقعہ گذرا
گذارش کر دی اسکے بعد حکم صادر ہوا کہ سچ تو کہتے
ہیں جو کوئی میں اور میری کہتا ہو اسکو میری جناب میں
باریابی نہیں ہے پھر حکم صادر ہوا۔ پھر دوسری مرتبہ جاؤ اور
اگر تم کو پوچھیں کہ کون ہو تو کہنا بیچارہ پھٹے حال۔ یہی ہوا اور
میں نے دروازہ کھٹکھٹایا آواز آئی کون ہے جسطرح
ہدایت کیگئی تھی میں نے عرض کر دیا دروازہ لوگوں نے
کھول دیا وہاں چھ نفر موجود تھے۔ تو ان انکا میں تھا۔ ناگاہ
ایک لطیف نغمہ پیدا ہوا کہ میرے پاس آؤ میرے پاس آؤ
میرے پاس آؤ سب کے سب وجد میں آگئے مجھکو بھی وجد
آگیا حتی کہ میری پگڑی سر سے گر پڑی اسکو سب نے آپس میں تقسیم
کر لیا یہ لوگ قبۃ النور میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت رسالت پناہ
صلعم نے اس کپڑے کی طاقیہ (ٹوپی) بنائی اور پہن
لی اور ہر ایک نے عمامہ کے تقسیم شدہ حصہ کی ایسی ہی
ٹوپی بنا کر اپنے سر پر رکھ لی پھر مجھ سے کہنے لگے کہ یہاں
پر ایک خرقہ ہے اور اس خرقہ کے نیچے کھڑے ہوئے
کئی ہزار برس ہوئے کہ اس خرقہ کو یہاں لٹکا رکھا ہے
کہ کسکو دیتے ہیں۔ میں وہاں گیا اور جا کر کھڑا ہو گیا
وہ خرقہ جہاں بندھا ہوا تھا وہاں سے جدا ہو کر

گفتند و او را صحت اتفاقی شده است وقتی که
خدمت مولانا ابوالفتح را تلقین ذکر و مراقبه
شد و مخدوم زادگان و یاران چنانکه مخدوم
زاده میان یدالله و میان سفیر الله و میان
احمد و میان ابن الرسول و قاضی راجه و شیخ
شهاب الدین شهزاده و خواجه احمد دبیر
مولنا بهاء الدین امام و مولانا سراج الدین
خادم و قاضی سیف الدین و سید تاج الدین
و ملک مبارک و ملک عثمان و شیخ حمید و مولانا
فخر الدین نبسۂ مولنا فخر الدین نزرادی بعد
فارغ همه را باز گردانیدند مولانا ابوالفتح را فتند
فرمودند این زمان که من ترا تلقین میکردم و
یاران همه در حلقه ذکر می گفتند حقتعالے بر من
بصفت رضا تجلی کرد و گفت هنوز این چنین نوغا میکنی
بعده مولنا مذکور را شانه خود از شانه دان
دادند و بعض گردانیدند وقتی دیگر خدمت مولانا
ابوالفتح عرضه داشت که مدتی ست از صدقۂ حضرت
مخدوم چیزے بخشش نشده فرمودند بر امشب
مشغول باش آنچه مطلوب داری خواهی یافت
مولنا مذکور دران شب چیزهاے عظیم یافت
که در تقریر نیاید روز دیگر کیفیت گذرانیدند
فرمودند اگر همچون مولانا برهان الدین عزیز باشد
ازین چنین مرید نه گزرد غیرت کند مولانا ابوالفتح

میرے اوپر گر پڑا اسکے بعد سب نے مبارکباد دی اور
کہنے لگے کہ آپ کو ایسی چیز دی ہے جسکو آپ سے پہلے
کسی نبی پیغمبر کو نہین دی ہے اسکے بعد مین نے
رب العزت جل شانہٗ سے پوچھا کہ کیا مین اس خرقہ
کو کسی دوسرے کو بھی دیسکتا ہون یا اپنے ہی پاس
رکھے ہون ارشاد ہوا کہ جو کوئی بھید کی بات کہے
اسکو دیدینا پھر مین وہان سے واپس آیا۔ حضرت
ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ ہر ایک سے مین نے
بھید کی بات پوچھی انھون نے دوسرے دوسرے جواب
دیئے اسکے بعد مین نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ اگر یہ
خرقہ مین تم کو دون تو تم کیا کروگے انھون نے کہا کہ
مین لوگونکا عیب چھپاؤنگا اس جواب کے بعد مین نے
خرقہ علی کو دیدیا۔ تیسری بار مجھکو وجد جب آیا کہ یہ آیت
نازل ہوئی اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی کیا
اس نے نہین جانا کہ اللہ دیکھ رہا ہے" مجھکو اس
آیت کے نزول سے ایک ذوق پیدا ہوا کہ اللہ تعالےٰ
مجھکو دیکھ رہا ہے کہ اسکی طلب مین اور لوگون کو
اسکی طرف بلانے مین کیا کچھ مشقت کر رہا ہون
اور کتنی محنت برداشت کر رہا ہون یہ خیال کر کے
مجھے بہت مسرت ہوئی اور ذوق مین وجد آگیا۔
خدیجہ نے مجھکو اس وجد کی حالت مین دیکھا تھا کہنے
لگین کہ آپ کو کیا ہو گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ
مجھکو یہ آیت تواجد مین لائی۔ خدیجہ میرے پیرون پر

عرضہ داشت آنجب من دارم از صدقہ مخدوم
ست و من بندہ زادہ مخدوم کسی چیزی صدقہ خود
کسی را بدہد بران چہ غیرت کند فرمودند من بر تو
غیرت ندارم اگر غیرت کنم بران اینچنین چیزہا
ترا تلقین کنم مولانا ابو الفتح باز گشتند باز فرمودند
مولانا ابو الفتح استادہ شو مولانا مذکور ایستادہ
شد و گفت لبیک فرمان شد مولانا زادہ
آمدہ بودی اکنون خداوندزادہ شدہ میروی
مولانا مذکور سر بر زمین آورد و باز گشت و
نیز در آنکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در دہلی
بودند دو سہ سال پیش از حادثہ مغل بر ہمہ
میگفتند درین مقام بلا نازل شدہ است
این مقام خراب خواہد شد تا آنکہ میتوانید بیرون
آئید اما سیدا ہم بیرون آمدن نخواہید توانست
ہمچنان شد کہ فرمودہ بودند گاہے یاری برائے
پابوس رفتہ بود فرمودند در کدام راہ آمدی گفت
میان بازار کمان فرمودند این بازار کمان این
چنین شود کہ اینجا شیران بمانند آخر بعد حادثہ
مغل آنجا شیری آمدہ ماندہ بود نیز در آنکہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ در گوالیر آمدند خلق گوالیر مزاحم
شدند کہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اینجا
سکونت گیرند ہمہ خلق خدمتگاری کنند فرمودند
اینجا می بینم بلا نازل شدہ ست تا آنکہ میتوانید

گر پڑی ہیں اور بے خود ہوگئیں کہ مجھکو خدا تعالے نے دیکھا
ہے میں اوس خدا کی محبت میں آپ سے یہ معاملہ کر رہی
ہوں۔ ایکدفعہ لوگ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے عرس کے دن میں اختلاف کر رہے تھے حضرت
مخدومؒ سے۔ روح امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے
ملاقات ہوئی آپ سے حضرت مخدومؒ نے پوچھا کہ آپکا
وصال کسدن ہوا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ رمضان
المبارک کی سترہویں کو۔ ایک مرتبہ حضرت مخدومؒ
شیخ الاسلام شیخ فریدالدین قدس اللہ روحہ کی
زیارت کے لئے اجودہن تشریف لے گئے۔ شیخ منور
بندگی شیخ فریدالدین رضی اللہ عنہ کے نواسہ تھے
انھوں نے حضرت مخدومؒ کو قیام کے لئے روضہ حضرت
شیخ فریدالدین رضی اللہ عنہ میں جگہ دی۔ آپ نے
وہاں قیام فرمایا۔ ایکدن وہاں حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ مشغول بحق تھے۔ ناگاہ وہاں پر شیخ منور کا
کوئی ملازم آگیا کیا دیکھتا ہے کہ حضرت مخدومؒ کا سر
الگ پڑا ہے ہاتھ علیحدہ پڑے ہیں چلایا کہ لوگو دوڑو
سید محمد حسینی کو کوئی مار گیا ہے۔ لوگ بہت سے دوڑ
کر آئے۔ تو لوگوں نے یہ دیکھا کہ آپ بصحت و سلامتی
سر قبلہ رو جلوہ افروز ہیں۔ یہ قصہ شیخ منور کی خانقاہ
میں مشہور ہے۔ ایکمرتبہ حضرت مخدومہ بی بی فاطمہ[۵۱]
سام کی زیارت کے لئے اندرپتہ تشریف لیگئے۔ قبرکے

۵۱ دہلی میں حضرت محبوب الہی کے مزار کو جاتے ہوے راستہ میں

بیرون آید آخر ہیجان شد آنمقام را اکا فران گرفتند چون مولانا حسین در دہلی مرید شد داماد خواہرین او برو انکار کرد و گفت بر سید محمد چہ مرید شدی مولانا حسین گفت تو سید محمد را نہ دیدہ اگر بہ بینی بدانی کہ سید محمد کیست گفت ہلہ من و تو فردا برویم ولیکن شرط آنکہ من پیش سید محمد سر بر زمین نیارم مولانا حسین گفت ہر چہ ترا مصلحت افتد اختیار ـ بروز دیگر مولانا حسین و داماد خواہرین از برائے پائے بوس حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ رفتند در حال سر بر زمین آورد چنانکہ مولانا حسین و دیگر خلق میکردند چون رفتند نشستند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بر چوکی نشستہ بودند ہوای تابستان بود حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مندیلی با کرانہائے لال بر سر بستہ بودند و بادبیزن بحرم لال بدست گرفتہ داماد خواہرین مولانا حسینؓ در خاطر خود گذرانید اگر درین مرد نعمت خواہد بود این بادبیزن و مندیل مرا خواہد داد ـ حضرتؐ مخدوم

قریب مراقبہ مین مشغول ہوگئے بی بی فاطمہ سام کی روح سے ملاقات ہوئی آپ نے عرض کیا کہ کسی وقت اپنے مقام و مرتبے کے متعلق کچھ فرمایئے ـ بی بی فاطمہؓ سام نے ارشاد فرمایا کہ ایک وقت اپنے مقام سے بہت اور حضوری مین علی جا رہی تھی ـ ایک سماں دروازہ تک ہونچی وہان کے دربان مجھسے کہنے لگے ٹھہر جاؤ اسوقت تک کہ اجازت ہوجائے ـ مین وہان بیٹھ گئی اور قسم کھالی کہ جبتک مجھکو یہان سے بیواسطہ نہ لیجائینگے مین نہ جاونگی حضرت بی بی خدیجہؓ ـ حضرت بی بی فاطمہؓ اور حضور اقدس صلعم کی دوسرے حرمین اور دوسری صاحبزادیان تشریف لائین کہنے لگین حکم ہوگیا ہے آؤ چلو ہملوگون کو آپ کے لانے کے لئے بھیجا ہے ـ کہنے لگین کہ آپ لوگ میری سرتاج ہین میری کیا مجال ہے کہ آپ لوگون کی تشریف آوری کے بعد مین نہ چلون ـ مگر مین نے قسم کھالی ہے کہ جبتک مجھکو بیواسطہ نہ لیجائینگے مین نہ جاونگی ـ حضرت بی بی خدیجہؓ حضرت بی بی

سلہ لطائف اشرفی مین ہے کہ حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ کو بھی آپ سے فیض پہونچا تھا جوامع الکلم سے اسکی تصدیق ہوتی ہے لطائف اشرفی کی عبارت یہ ہے ـ حضرت قدوۃ الکبری میفرمودند کہ چون بشرف ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو درازؒ مشرف شدیم آن مقدار حقائق و معارف کہ از خدمت وے بحصول پیوست از

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۴

ایک جانب حضرت بی بی فاطمہ سامؒ کا مزار مبارک ہے جسکے کتبہ پر یہ لکھا ہے ـ حضرت بی بی فاطمہؒ سام قدس سرہا از صالحات قانتات عابدات زمانہ بود و سلطان المشائخ در روضۂ او بسیار مشغول بودی در مناقب او غلو فرمودی و زمانہ حیات او دریافتہ بود در سنہ ۶۴۳ جان بجان آفرین سپرد سلہ یہ حکایت اخبار الاخیار اور جوامع الکلم دونون مین مذکور ہے ۱۲

رضی اللہ عنہ فرمودند مولانا بشنو بازیگری بود در
بغداد بعضی کشیدی دختری آوردی دران ہنگام
استاد کردی و ہر دو چشم او بجامہ محکم بستی پس
گفتی کسی از شما کالای کسی بدزدی بستاند آنرا
بچشم کسی کالا کسی بدزدی او چشم آن خر کشادی
وگفتی کالای فلان کسی دزدیده است دزد را پیدا
کن آن خر بہمہ کسان را بوی کنان
روان شدی چون نزدیک دزد رسیدی
در حال جامہ او بدندان گرفتی بکشیدی و بر بازیگر
آوردی بعد ازان فرمودند شکل کاری اگر کرامت
اظہار کنند ہمچو آن خر باشند اگر اظہار نکنند
او را بے نعمت گویند مولانا این باد بیزن
بستان و مندیل ہم بستان مولانا استاد
حیران و متحیر شد التماس پیوند کرد قبول کرد
ارادت آوردند یکے از مشغولان شد وقتی
دانشمندی بود در دہلی مولانا نصیر الدین قاسم
از شاگردان مولانا معین الدین عمرانی از
طبقہ اول بغایت اہل و متقی بود مخدوم زادگان
رضی اللہ عنہم بر ایشان سبق خواندند گاہے در خانہ
ایشان می رفتند گاہے ایشان در خانقاہ
می آمدند سبق می گفتند در او اہل اعتقاد

یعنی مشائخ دیگر نبوده سبحان اللہ چہ جذبہ قوی داشتہ اند ۱۲

فاطمہ نے رب العزت کی درگاہ مین گزارش کی حکم صادر
ہوا کہ تم سب لوگ الگ ہوجاؤ تاگاہ نہایت نغمہ لطیف
اور خوشگل مزہ آواز مین ندا فرمائی میری طرف آ۔ میری طرف
آ۔ میری طرف آ۔ اسوقت مین آگے بڑھی۔ جس
زمانہ مین مغلونکے ہنگامہ کیوجہ سے حضرت مخدوم دہلی سے
چلکر گوالیر مین جلوہ افروز تھے تو قیام مولسنا علاء الدین
گوالیری کے گھر پر تھا اور مولانا نے اپنے گھر کے لوگونکو
اپنے عزیزونکے یہان لیجاکر رکھا تھا۔ وہان پر مولانا
علاء الدین کے بھائی کو جنکا نام مولانا شمس الدین تھا
ایک بیماری بہت سخت لاحق ہوئی۔ حضرت مخدوم
وہین جلوہ افروز تھے۔ مولانا علاء الدین نے حضرت
مخدوم کی بارگاہ مین پیش کردیا کہ مخدوم اونکے حق
مین دعا فرمائین تاکہ مولانا شمس الدین کو صحت ہو
جائے آپ نے فرمایا کل آؤ۔ دوسرے دن مولسنا
علاء الدین حاضر ہوئے تو حضرت مخدوم نے ارشاد
فرمایا کہ مولانا آپ کے بھائی کے لئے مین نے دعا کی
تھی۔ حکم ہوا کہ انکی عمر پوری ہوچکی ہے صرف دس
دن اور باقی ہین۔ مولانا علاء الدین نے عرض کیا
کہ سلامتی ایمان کی دعا فرمایئے آپ نے ارشاد فرمایا
کہ اسکی بھی دعا مین نے کی۔ خدا کی شان اسکا فرمان
دسوین دن آخر شب مین انکا انتقال ہوگیا۔ حضرت
مخدوم اور مخدوم زادگان و مریدین انکی قبر تک پیادہ
باتشریف لے گئے۔ نماز جنازہ حضرت نے خود پڑھائی

بر کسے نداشتند آخر الامر آمدند بہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ ارادت آوردند خدمت
مولنا معین الدین شنیدند گفتند
مولنا تو دانشمندی چہ مرید سید محمد
شدی۔ مولانا نصیر الدین گفت آری دانشمند
بودم ولیکن مسلمان پیش سید محمد رضی
اللہ عنہ شدم روزے از جہت تفرقہ باطن و
حضور دل التماس کرد حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ اوراچیزے فرمودند بعد چند روز
بہ سید ند خطرہ می باشد گفت خیر چنانکہ پیش
ازین در خاطر تصور حضور محال بود این زمان
تصور خطرہ در خاطر محال است وقتی ملک
زادہ بود تارک شدہ بود پیش حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ آمد۔ مخدوم رضی اللہ عنہ رسالہ
تصنیف کردہ بودند آن در دست مبارک
بود ملک زادہ التماس کردہ رسالہ راگرفت
و دید دران نوشتہ بودند کہ معیت حق تعالے
با ما بذات ست آن ملک زادہ این سخن را
در خاطر کرد چون از آنجا باز گشت بر خدمت
قاضی عبد المقتدر رفت بر ایشان عرضہ داشت
کرد سید ہمچنین نوشتہ اند کہ معیت حق تعالے
بذات است سخن مخالف کتابہا ست کہ ایشان
معیت بعلم گفتہ اند این سخن خوب نیست خدمت

جنازہ کو کاندھا دیا۔ ہاتھ لگایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکو آپکے سپرد کیا۔ اور پھر
واپس تشریف لائے۔ سیوم کے بعد مولانا علاء الدین
مشغول بحق تھے کہ عالم واقعہ مین اپنے بھائی کو دیکھا انسے
پوچھا تمہارا حال کیسا گذرا انھون نے کہا میری حالت
دشوار تھی اگر حضرت مخدومؓ نے حضرت رسالت پناہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سپرد نہ فرمادیا ہوتا۔ جب مولانا
ابو الفتح حضرت مخدومؓ کی قدمبوسی کیلئے گلبرگہ حاضر ہوئے
تو تیسرے دن کے بعد عرض کیا کہ اگر فرمان اعلیٰ ہو
تو مین بڑے مخدوم زادہ کی زیارت کرون۔ فرمان ہوا
کہ تم محمد اکبر کو پہچانتے ہو۔ عرض کیا کہ مین حضرت کو بھلا
کیا پہچان سکتا ہون، ارشاد فرمایا کہ جب مین گوالیر
آیا تھا تو تمہارے والد کے بھائی بیمار ہو گئے تھے۔ تمہارے
والد دعائے صحت کیلئے میرے پاس آئے اُنسے مین
نے کہا انکی عمر پوری ہو چکی ہے مگر محمد اکبر نے مجھسے کہا کہ مجھکو
معلوم ہوا ہے کہ اگر یہ مریض انکو یعنی محمد اکبر کو دو سو تنکہ
دین تو ہم اسکی عمر دس برس اور بڑھا دین گے۔ مین
نے انسے کہا کہ یہ بات مولانا علاء الدین سے کہو تو اسکا
جواب یہ دیا کہ اگر انکا بھائی اچھا ہو جائیگا تو انکو یہ گمان
وخیال ہوگا کہ یہ لوگ بے یار ومددگار دہلی سے آیئے
ہین۔ لہذا طمع کی راہ سے ایسی بات کہتے ہین اور مریض
کو تو صحت حسن اتفاق سے ہو گئی ہے۔ جس وقت مولانا
ابو الفتح کو ذکر کی تلقین اور مراقبہ کی تلقین ہوئی اور

قاضی عبد المقتدر فرمودند آرے اگر او تر رسالہ
نماید چہ را اینچنین بگوئی سزاے او ہمین است
ان ملک زادہ اکتفا نہ کرد تا آنکہ این سخن بسمع
سلطان فیروز بادشاہ دہلی رسانید سلطان
ملک عماد الملک را طلبید گفت کاکا میگویند
در دہلی کہنہ درویشے ست سید محمد نام سخن
منحرف از شریعت میگوید عماد الملک گفت
بندہ ایشان را امیداند و پابوس ایشان کردہ
ست و پسران بندہ میان جیون و میان شاہین
پیوند ہم بایشان دارند اگر فرمان شود من تحقیق کنم
فرمان شد محضر کنید دانشمندان را جمع کنید تا این
سخن تحقیق کنند ملک عماد الملک گفت در مسجد
جامع دہلی کہنہ کہ جائیکہ ایشان در نماز جمعہ حاضر
می شوند محضر کنم فرمان شد نیکو باشد بعد نماز
جمعہ علما در مسجد جامع حاضر شدند۔ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نماز گذاردہ باز گشتہ
بودند عماد الملک گفت ایشان را طلب
کردن بے ادبی ست یک نفر ہم در مقام
ایشان برود عرضہ کند سید علاء الدین کہ
سید اجل شہر بود از نبیگان سید علاء الدین
جلیبوری دختر ایشان در خانۂ مخدوم زادہ خرد
بود ہمہ گفتند سید اجل برود سید اجل برفت
عرضہ داشت کرد کہ بعضی مردمان چنین

مخدومزادوں اور مریدوں کو جیسے مخدومزادہ میاں[1] یداللہ
میاں سفیر اللہ۔ میاں احمد۔ میاں ابن الرسول۔ قاضی
راجہ۔ شیخ شہاب الدین شہزادہ۔ خواجہ احمد دبیر۔ مولانا
بہاء الدین امام۔ مولانا سراج الدین خادم۔ قاضی
سیف الدین۔ سید تاج الدین۔ ملک مبارک۔
ملک عثمان۔ شیخ حمید۔ مولانا فخر الدین زرادی کے
نواسہ مولانا فخر الدین بعد فراغت تلقین ان سب کو
واپس کر دیا اور مولانا ابو الفتح کو بٹھائے رکھا۔ ارشاد فرمایا
اسوقت جبکہ مین تم کو تلقین کر رہا تھا اور تمام مرید حلقہ
مین بیٹھے ذکر کر رہے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے مجھپر صفت
رضائے تجلی فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اتبک تم اسقدر
غوغا کیا کرتے ہو۔ اسکے بعد مولانائے مذکور نے شانہ دان
سے اپنی کنگھی مرحمت فرمائی اور پھر واپس فرما دیا۔ ایک
دوسرے وقت مولانا ابو الفتح نے عرض کیا کہ بہت دن
ہوگئے کہ حضرت مخدوم کے صدقہ کی کوئی چیز بخشش نہین
ہوئی۔ ارشاد فرمایا جاؤ آج رات مشغول ہونا جو کچھ
مقصود ہوگا حاصل ہوگا مولانائے مذکور نے اس رات مین
بڑی چیزین پائین جسکا ذکر تقریر و تحریر مین نہین آسکتا
دوسرے دن حاضر ہوکر کیفیت گذارش کی۔ آپ نے
ارشاد فرمایا کہ اگر مولانا برہان الدین غریب کا سا بھی کوئی

[1] آپ حضرت بندہ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بیٹے سید محمد اصغر حسینی
کے فرزند تھے اور اپنے دادا کے سجادہ نشین ہوئے گلبرگہ شریف مین آپکا روضہ
روضۂ خرد کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲

میگفتند کہ شما معیت بالذات گفتہ اید ایشان
فرمودند آرے سید بشنو علما معیت بصفت
میگویند وصفت منفک از ذات نیست
ہرچہ صفت شد بذات ہم شد و دیگر این
معیت اعتباریست نہ حقیقی و اعتبار چہ
درذات وچہ در صفات ہمہ قبول کردند از
عظمت ایشان کسے نتوانست کہ بروے
ایشان رد کند فضائل حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ از معرض تحریر و از حد تقریر متجاوز ست بذکر
چندے اختصار افتاد چہ عاقل را اشارتے
بسندہ ست ؎

اگر در سرائے سعادت کس است
زگفتار سعدیش حرفے بس است

ہو تو بھی ایسے مرید سے درگذر نہین کرسکتا ضرور غیرت کریگا
مولانا ابوالفتح نے گذارش کی کہ جو کچھ میرے پاس ہے سب
حضرت مخدومؒ کا صدقہ ہے اور خود مین مخدومؒ کے
غلام کا لڑکا ہون کوئی اگر اپنا صدقہ کیسکو دے تو اسپر
غیرت کیسے کریگا۔ ارشاد فرمایا کہ مین تمپر غیرت نہین کرتا
اگر مین غیرت کرتا تو تمکو ایسی چیز نہ تلقین کرتا۔ مولینا
ابوالفتح واپس آئے پھر آپنے ارشاد فرمایا مولانا ابوالفتح
کھڑے رہو۔ مولانائے مذکور کھڑے ہوگئے اور کہا کہ لبیک
حاضر ہون حاضر ہون فرمان ہوا کہ مولانا آزاد ہوکر آئے
تھے اب خداوندزادہ ہوکر جاتے ہو۔ مولانائے مذکور
نے سر زمین پر رکھدیا پھر واپس چلے گئے نیز جسوقت
حضرت مخدومؒ دہلی مین تھے تو مغلون کے ہنگامہ سے
دو تین برس پہلے سے فرمایا کرتے تھے کہ اس جگہ کیلیے
بلا نامزد ہوچکی ہے یہ مقام ویران ہوجائیگا جس سے
بھی ہوسکے باہر چلا جائے گا۔ مین جانتا ہون کہ تم لوگ
باہر نہ جا سکوگے چنانچہ ایسا ہی واقعہ ہوا جیسا کہ آپ
نے ارشاد فرمایا تھا۔ ایکمرتبہ کوئی مرید پابوسی کے لئے
حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کس راستہ سے آئے
مریدنے عرض کیا بازار کمان مین سے ہوکر۔ آپنے ارشاد
فرمایا کہ بازار کمان ایسا ہوجائیگا کہ یہان شیر رہین گے
آخر الامر مغلونکے ہنگامہ کے بعد وہان شیر آکر رہا تھا
جسوقت حضرت مخدومؒ گوالیر تشریف لائے گوالیر
کے لوگون نے باصرار سرکشی کیا اور روکا کہ آپ گوالیر

مین سکونت اختیار فرمائین۔ ساری خلق خدمت
گذاری کرے گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا مین یہ دیکھتا ہون
کہ اس جگہ کے لئے بلا نامزد ہوچکی ہے اگر تم لوگون سے
ہو سکے تو باہر چلے جاؤ آخر کار ایسا ہی ہوا اس مقام کو
کافرون نے لے لیا۔ جسوقت مولانا حسین دہلی مین مرید
ہوئے انکے بھینج داماد نے بدعقیدگی ظاہر کی اور کہا کہ
سید محمد کے کیا مرید ہوئے ہو، مولانا حسین نے انکو کونکو
جواب دیا کہ تم نے سید کو دیکھا ہی نہین اگر دیکھ لیتے تو
جانتے کہ سید محمد کیا چیز ہین اُسنے کہا اچھا کل مین اور
آپ دونون چلین۔ مگر شرط یہ ہے کہ مین سید محمد کے
سامنے سر زمین پر نہ رکھونگا۔ مولانا حسین نے جوابدیا
کہ جو کچھ تمھین مصلحت نظر آئے کرنا دوسرے دن مولانا
حسین اور انکے بھینج داماد حضرت مخدومؓ کی پابوسی
کے لئے گئے۔ داماد نے سر زمین پر رکھدیا جیسا کہ مولانا
حسین اور دوسری مخلوق کیا کرتی تھی اور بیٹھ گئے
حضرت مخدومؓ چوکی پر جلوہ گر تھے۔ گرمی کی ہوا چل رہی
تھی۔ حضرت مخدومؓ سر پر ایک عمامہ باندھے ہوئے تھے
جسکے کنارے سرخ تھے۔ ہاتھ مین سرخ چمڑے کا پنکھا
تھا۔ مولانا حسین کے بھینج داماد نے دلمین یہ خیال پیدا
کیا کہ اگر اس مرد مین اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے تو یہ پنکھا
اور عمامہ اپنا مجھکو عنایت فرما دین گے۔ حضرت مخدومؓ
نے ارشاد فرمایا کہ مولانا سنو ایک بازیگر بغداد مین تھا
جو بازیگری کیا کرتا تھا۔ گدھے کو لاتا اور مجمع مین کھڑا کر دیتا

دونون آنکھین اس کی کپڑے سے مضبوط باندھ دیتا
اور کہتا کہ تم مین سے کوئی اسباب چورائے تو مین
اسکو پکڑ لونگا۔ اس تماشہ مین کوئی شخص ایک کا سامان
چورالیتا اور وہ بازیگر گدھے کی آنکھ کھولتا اور کہتا کہ
فلان کا اسباب کوئی چرالیگیا ہے۔ چور کو ظاہر کردو
گدہا سب کو سونگھتا ہوا چلتا جب چور کے پاس پہنچتا
تو چور کے کپڑے دانت سے پکڑ لیتا اور کھینچتا ہوا اسکو
لئے ہوے بازیگر کے پاس آتا۔ اس قصہ کے بعد آپ
نے ارشاد فرمایا کہ بڑا مشکل کام ہے اگر اظہار کرامت
کرین تو اس گدھے کے مانند ہین اور اگر اظہار کرامت
نہ کرین تو لوگ بے نعمت کہتے ہین۔ مولانا یہ پنکھا
اور سندیل لیجئے اور لیجایئے۔ مولانا حیران و متحیر ہوکر
ہوگئے اور مرید کرنے کی درخواست کی۔ آپنے قبول
فرمایا مولانا مرید ہوئے اور مشغولان حق مین سے ہوگئے
ایک وقت کا ذکر ہے کہ دہلی مین ایک عالم تھے۔ مولنا
نصیر الدین قاسم نام تھا۔ وہ مولانا معین الدین عمرانی
کے شاگرد تھے۔ انکا شمار طبقہ اولی مین تھا اور بہت
اہل و متقی تھے۔ مخدوم زادے انکے پاس درسی کتابین
پڑھتے تھے اور کبھی مولانا کے مکان پر جاکر پڑھتے اور
کبھی مولانا خود ہی خانقاہ مین تشریف لاتے اور پڑھاتے
ابتدائے زندگی مین مولانا کوکسی سے اعتقاد نہ تھا۔
آخر مین حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی خدمت اقدس مین
آئے اور آکر حضرت مخدومؒ سے بیعت کرلی۔ مولانا

معین الدین عمرانی نے بیعت کا واقعہ سُنا اور کہا کہ مولانا
تم تو عالم تھے سید محمد کے پھر کیون مرید ہو گئے۔ مولانا
نصیر الدین نے عرض کیا۔ عالم تو تھا لیکن مسلمان حضرت
مخدومؑ سے ملنے ہوا ہون۔ ایک دن مولانا نصیر الدین
نے اتفاقیہ باطنی وحضور قلب کے لئے گزارش کی
حضرت مخدومؑ نے کوئی بیز بتا دی تھوڑے دنوں کے
بعد آپ نے استفسار فرمایا کہ کچھ خطرہ باقی ہے عرض
کیا نہین پہلے جیسے تصور حضوری محال تھا۔ اب
زمانے مین خطرہ کا دلمین آنا محال ہے۔ ایک ملک زادہ
تھا جو تارک ہو گیا تھا حضرت مخدوم کی خدمت میں
ہوا حضرت مخدومؑ نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا تھا
رسالہ آپ کے دست مبارک مین تھا ملک زادہ نے ا[illegible]
کر کے مانگا اور ہاتھ مین لیکر دیکھا۔ اوس رسالہ مین حضرت
مخدومؑ نے تحریر فرمایا تھا کہ اللہ تعالے کو ہمارے
معیت ذاتی ہے۔ ملک زادہ نے یہ فقرہ یاد کر لیا جب
خدمت اقدس سے واپس ہوا تو مولانا قاضی عبدالم[illegible]
کے پاس گیا اسے عرض کیا کہ سید نے ایسا لکھا ہے
معیت اللہ تعالے کی مخلوق کے ساتھ ذاتی ہے
یہ بات کتابوں کے خلاف ہے اس لئے کہ کتابیں
یہ بتاتی ہین کہ اللہ تعالے کی معیت مخلوق کیساتھ علمی
ہے یہ بات اچھی نہین ہے۔ مولانا قاضی عبدالمقتدر نے
ارشاد فرمایا کہ اگر سید محمد صاحب تم کو اپنا رسالہ نہ دیتے
تو تم ایسی بات کب کہتے اس کی سزا یہی ہے اوس

ملک زادہ نے اسی حد تک قناعت نہین کی اور اس بات کو
سلطان فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے کان تک پہونچا دیا۔
بادشاہ نے ملک عماد الملک کو بلایا اور یہ کہا کہ کالوگ کہتے
ہین کہ پرانی دہلی مین ایک درویش ہے جسکا نام سید محمدؒ ہے
وہ باتین جادۂ شریعت کے خلاف کہتا ہے عماد الملک نے کہا
کہ بندہ حضرت کو جانتا ہے اور آپ کی پابوسی کر چکا ہے میرے
دونوں بچے میان جیون و میان شاہن آپکے مرید بھی ہین
اگر حکم ہو تو مین اسکی تحقیق کرون بادشاہ نے فرمایا علما کو
جمع کرو اور بلاؤ تاکہ اس مسئلہ کی تحقیق ہوجائے۔ ملک عماد الملک
نے عرض کیا کہ پرانی دہلی مین جہان حضرت مخدوم نماز جمعہ کیلئے
تشریف لاتے ہین وہین علما کو جمع کرونگا حکم ہوا بہتر ہے بعد
نماز جمعہ علما جامع مسجد مین جمع ہوئے حضرت مخدومؒ نماز ختم
کرکے واپس ہو چکے تھے عماد الملک نے کہا کہ حضرت کو یہان بلانا
بے ادبی ہے کوئی ایک عالم آپکے پاس چلا جائے اور دریافت
کرے سید علاء الدین جو شہر کے بڑے عالم تھے اور سید علاء اللہ
جیبوری کے نواسے تھے نیز انکی لڑکی مخدوم زادہ خرد کے گھر مین
تھین۔ سب نے یہی بات طے کی کہ سید اجل ہی حضرت مخدومؒ
کی خدمت مین جاکر عرض کرین۔ سید اجل گئے اور گذارش
کی بعض اشخاص ایسا کہتے ہین کہ آپ نے معیت سے
معیت ذاتی مراد لی ہے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا ہان
سید سنو علما نے معیت صفتی کہا ہے۔ صفت ذات سے
علیحدہ نہین ہے اور نہ جدا ہو سکتی ہے، تو اللہ کی جو معیت
از روے صفت ہوئی وہ از روے ذات بھی ہوئی۔ علاوہ

باب سیوم

در بیان روش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ و این مشتمل بر دو نوع است اول در روش کارہای دینی بدانکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ پنجوقت نماز بجماعت بود ہیچ وقتی تنہا و بایکنفر نگذاردہ اند در کبر کہ خدمت مولانا بہاء الدین امام امامت می کردند و مولنا

سلہ حضرت شیخ کے زندگی مین آپ کا معمول تھا کہ روزانہ علی الصباح الشکر حضرت مخدوم کو وضو کراتے پھر خود وضو کرکے نماز صبح باجماعت ادا فرماتے جبتک حضرت شیخ ورد وظائف

اسکے یہ حیثیت صفتی اعتباری ہے حقیقی نہین ہے پس اعتبار ذات مین ہو یا صفات مین اسمین ہرج کیا ہے سب نے قبول کیا اور کسیکی مجال نہوئی کہ آپ کی اس دلیل کو رد کرتا۔ حضرت مخدوم کے فضائل حد تقریر و تحریر سے بہت بڑھے ہوئے ہین صرف چند فضائل کے ذکر پر اختصار کیا گیا ہے عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے سعدی کا شعر ہے

اگر در سرا سے سعادت کس است
زگفتار سعدیش حرفے بس است

اگر کوئی سعادت مند ہے تو اس کے لئے سعدی کی ایک بات ہی کافی ہے۔

باب تیسرا

حضرت مخدوم کے طور و طریقہ کے بیان مین

یہ باب دو قسموں پر تقسیم ہے۔ پہلی قسم دینی کاموں کی روش مین۔ حضرت مخدوم پانچ وقت کی نماز برجماعت

سلہ حضرت شیخ الاسلام نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ کی زندگی مین آپ حضرت کو وضو کراتے تھے پھر خود وضو کرتے تھے نماز فجر فرض باجماعت ادا فرماتے جبتک حضرت شیخ الاسلام ورد و وظائف مین مشغول رہتے آپ طالبونکو راہ سلوک کی تعلیم دیتے جب حضرت شیخ کا دربار منعقد ہوتا آپ شامل ہوجاتے اور جب برخواست ہوتا اور حضرت شیخ داخل حجرہ ہوکر مشغول ہوتے تو آپ بھی ایک گوشہ مین بیٹھکر مشغول ہوجاتے پھر بعد ادائے نوافل

قطب الدین بانگ نماز می گفتند بانگ نماز
در جماعت خانہ می گفتند در محل بیرون خلق
سنت بیرون می گذاردند بعدہ تکبیر می گفتند
فریضہ را درون می رفتند میگذاردند بعد
سلام خلق سر بر زمین می آوردند باز می
گشتند دست و پا گرفتن نبود اگر بعد فریضہ
سنت بودے آنرا ہم بیرون می آمدند
میگذاردند دہر روز عمل بر آورد از بندگی
شیخ نصیر الدین بودے و مرید آنرا ملازمت
بر اوراد شیخ میفرمودندے تا آنکہ مولانا نور الدین
چند بار التماس تلقین ذکر کردی ہر بار می
فرمودندے اوراد بندگی خواجہ تمام معمول کن آنگاہ

سے ادا فرمانے کے پابند تھے کسی وقت تنہا یا ایک
آدمی کے ساتھ آپ نے نماز نہین ادا فرمائی۔ گلبرگہ
مین مولانا بہاؤالدین امام امامت کرتے تھے۔ مولانا
قطب الدین برابر اذان دیا کرتے تھے۔ اذان جماعت
خانہ مین ہوا کرتی تھی ایک جگہ لوگون سے باہر نکلکر
سنت ادا فرماتے تھے اسکے بعد تکبیر ہوتی تھی فرض
کے لئے اندر جاتے تھے اور وہین اندر پڑھتے تھے۔ سلام

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴

مین رہتی آپ طالبعلمان راہ سلوک کو تعلیم دیتے تھے جب حضرت
شیخ رح کا دربار منعقد ہوتا آپ شامل ہوجاتے اور جب برخواست ہوتا
اور حضرت شیخ داخل حجرہ ہوکر مشغول ہوتی تو آپ بھی ایک گوشہ
مین بیٹھکر مشغول ہوجاتے پھر بعد ادائے نوافل چاشت قدرے
قیلولہ فرماتے پھر تلاوت قرآن کے لئے اٹھتے من بعد نماز ظہر کے
لئے آپ وضو کرتے پھر حضرت شیخ رح کو وضو کراتے اور بعد فراغ
نماز ظہر جب حضرت شیخ آپنے حجرہ مین داخل ہوجاتے تو آپ بھی
اپنے حجرہ مین آجاتے اور مصروف وظائف رہتے حتیٰ کہ سہ
پہر کا وقت آجاتا اور مجلس حضرت شیخ رح آراستہ ہوتی آپ پھر
وضو کرکے حاضر ہوجاتے اور حضرت شیخ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ
کر مغرب تک تسبیح و تحلیل مین رہتے من بعد نماز مغرب معہ نوافل و
اوابین ادا کرکے عشا تک طالبان راہ سلوک کی تعلیم مین مصروف

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۴

چاشت قدرے قیلولہ فرماتے پھر تلاوت قرآن کیلئے
اٹھتے من بعد نماز ظہر کے لئے پہلے آپ وضو کرتے پھر حضرت
شیخ کو وضو کراتے اور بعد فراغ نماز ظہر جب حضرت شیخ اپنے
حجرہ مین داخل ہوجاتے تو آپ بھی اپنے حجرہ مین آجاتے اور
مصروف وظائف رہتے حتیٰ کہ سہ پہر کا وقت آجاتا اور حضرت
شیخ کی مجلس آراستہ ہوتی آپ پھر وضو کرکے حاضر ہوجاتے
اور حضرت شیخ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھکر مغرب تک تسبیح و
تحلیل مین رہتے بعد ازان نماز مغرب معہ نوافل و اوابین
ادا کرکے عشا تک طالبان راہ کی تعلیم مین مصروف رہتے
پھر سد رمق کھانا تناول فرماکر سوجاتے اور نصف شب کو بیدار ہوکر
پہلے آپ وضو کرتے پھر حضرت شیخ کو وضو کراتے اور جب
حضرت شیخ داخل حجرہ ہوکر مشغول بحق ہوتے تو آپ بھی نماز
تہجد ادا کرکے حجرہ کے باہر دروازہ سے پشت لگاکر ذکر
و شغل مین مصروف ہوجاتے۔ آپ کے پاس پانی کا آفتابہ
اور سلپچی وغیرہ سب چیزین اس غرض سے مہیا رہتین کہ
جب حضرت مخدوم صبح کی نماز کے لئے حجرہ سے باہر آئین تو
اسوقت وضو کے لئے سامان تیار ملے

(از جوامع الکلم)

تلقین کنم ۔ دور لاے آن سی و سہ آیہ مدام بعد
نماز بامداد و بعد نماز خفتن می خواندے و بعد
نماز بامداد چہل اسم میخواندے و بعضے یاران
راہم فرمودند و در آخر عمر خدمت میان ید اللہ
مخدوم زادہ طال اللہ عمرہ باواز بلند پیش حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ می خواندند و بعد نماز عصر
دعاء الستفتاح بی ناغہ میخواندے و درین
ایام خدمت میان ید اللہ میخوانند و ہر روز بعد
نماز ظہر قران بفرمان بندگی شیخ تلاوت میکروند
بامراقبہ تلاوت چنانچہ این کارگان می
دانند و در آخر عمر خدمت مولانا بہار الدین
امام بلند میخواندے خود می شنیدی اشراق و
چاشت و فی الزوال وتہجد تمام وکمال می
گذاردندی و در آخر عمر قوت قیام نماندہ بود و
فرائض ونوافل ہمہ نشستہ میگذاردندی ونیز
درانکہ خدمت مولٰنا ابو الفتح گوالیری از طرف
کالپی آمدند دو نفر برابر ایشان از بیوستگان
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ التماس حلق کردند
مولانا ابو الفتح را فرمان شد خود شما برید استاذ
شوید ایشانرا محلوق بکنانید مولٰنا مذکور
رفت محلوق کنانیدہ آورد یگ درگلو انداختہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۵
رہتے پھر سدرمق کھانا تناول فرماکر سوجاتے ۔ ادنصف شبکو

پھیرنے کے بعد لوگ اپنا سر زمین پر رکھتے اور واپس
ہوتے تھے۔ ہاتھ پیر چومنے کا دستور نہ تہا۔ اگر فرض
کے بعد کوئی سنت موکدہ ہوتی تو اسکو بھی لوگوں سے
باہر آکر پڑہتے تھے۔ ہر دن آپ اذن اوراد کو
پڑھتے جو شیخ الاسلام نصیر الدین رحمۃ اللہ کے
معمول مین تھے۔ مریدوں کو بھی انکی مداومت کا
ارشاد فرماتے اور حتی کہ مولانا نور الدین نے کئی
بار ذکر کی تلقین کی درخواست کی مگر ہر بار آپ نے
یہی ارشاد فرمایا کہ خواجہ بندگی شیخ الاسلام کے
اوراد کی پابندی کرو پھر اوس کے بعد ذکر کی تلقین
کرونگا اسکے علاوہ فجر وعشا کی نمازون کے بعد
ہمیشہ تینتیس ۳۳ آیتین پڑہا کرتے تھے۔ صبح کی نماز کے
بعد آپ چہل اسم پڑہا کرتے اور بعض مریدونکو
بھی پڑھنے کا حکم صادر فرماتے تھے۔ آخر عمر مین
مخدومزادہ میاں یداللہ طال عمرہ باواز بلند حضرت
مخدومؓ کے سامنے پڑہا کرتے تھے اور دعاے استفتاح
عصر کی نماز کے بعد بلا ناغہ پڑھتے تھے آجکل اس دعا کو
میان یداللہ پڑھکر سنایا کرتے ہین اور ہر روز بعد
نماز ظہر بحکم بندگی حضرت مخدومؓ تلاوت قرآن بھی سامنے
کرتے ہین اور یہ تلاوت مراقبہ تلاوت کیساتھ ہوتی ہے
جیسا کہ اسکے کرنے والے جانتے ہین۔ آخر عمر مین
مولانا بہار الدین امام بلند آواز سے پڑہا کرتے تھے۔
اورآپ سنا کرتے تھے۔ اشراق۔ چاشت۔ فی الزوال

چنانکہ رسم است آمدند سر در قدم حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ آوردند حضرت مخدوم پگ از
گلوی ایشان نہادند۔ ایشان بیرون رفتند
دوگانہ گذاردند روش آوردند پیش داشتند
استادہ شدند فرمان شد۔ شما امروز دو صورت
اند آنچہ از ہیچ خلق چیزے زیادت کردند اکنون
باید کہ در عمل ہم چیزی زیادت کنید عرضہ
داشتند ہرچہ فرمان شود حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ روی بجانب مولانا ابوالفتح کردند فرمودند
مولانا ایشان را چیزی بگوی تا آن بکنند مولانا
ابوالفتح ساکت شدند سر فرود کردہ ماندند حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند من ترا میگویم ایشان
را چیزے بفرمای مولانا مذکور عرضہ داشتہ کہ
فرمان شود بعض فرمان شد من ترا میگویم
بگو مولانا ابوالفتح گفت ایشان را ہر روز شش
رکعات نماز اشراق و چہار رکعت نماز چاشت

بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۶

بیدار ہوکر پھر آپ وضو کرتے۔ پھر جب حضرت شیخ داخل
حجرہ ہوکر مشغول ہوجاتے تو آپ بھی نماز تہجد ادا کرکے حجرہ کے
باہر دیوار سے پشت لگاکر ذکر و شغل مین مشغول ہوجاتے اور سباقی کا
آفتابہ سلفچی وغیرہ اس غرض سے آپ کے پاس مہیا موجود رہتی
کہ جب حضرت مخدوم صبح کی نماز کے لئے حجرہ سے باہر آئین تو
اسوقت وضو کے لئے سامان تیار ملے۔

کذا فی جوامع الکلم و انوار المجالس

تہجد پوری پوری برابر ادا فرماتے تھے۔ اور آخر عمر مین
جب کھڑے ہونے کی قوت باقی نہین رہ گئی تھی
تو فرض سنت نفل سب بیٹھے بیٹھے ادا فرماتے تھے

جس زمانہ مین مولانا ابوالفتح گوالیری کالپی سے
آئے تھے دو اور آدمی حضرت مخدوم کے مریدوں
مین سے بھی ساتھ تھے۔ ان دونوں صاحبوں نے حضرت
مخدوم کی خدمت اقدس مین حلق کی درخواست کی۔ مولانا
ابوالفتح کو حکم ہوا تم خود ان لوگوں کو لیجاؤ اور کھڑے رہکر
ان کے سر مونڈوا دو۔ مولانا ے مذکور گئے اور سر منڈوا
دیا پھر جیسا کہ دستور ہے ان لوگوں کے گلے مین پگڑی ڈالکر
سامنے لائے انھوں نے حضرت مخدوم کے قدم مبارک
پر سر رکھا۔ حضرت مخدوم نے پگڑیان گلے سے نکالدین
ان لوگون نے جاکر دو رکعت نماز پڑھی اور نذر لیکر
حاضر ہوئے۔ سامنے رکھدی اور کھڑے رہے۔ آپ
نے ارشاد فرمایا کہ جسطرح تم لوگون نے آج سر
منڈا کر ایک چیز اپنے مین زیادہ کی ہے چاہئے کہ یوں
ہی عمل کو بھی زیادہ کرو دونوں نے عرض کیا جو حکم ہو
حضرت مخدوم نے مولانا ابوالفتح کیطرف روے مقدس کر
کے فرمایا مولانا انھین کچھ کرنیکو بتاؤ۔ مولانا ابوالفتح سر
نیچے کئے چپ رہے۔ حضرت مخدوم نے پھر ارشاد فرمایا کہ مین
تم سے کہہ رہا ہون ان لوگوں کو کچھ بتاؤ۔ مولانا نے عرض کیا
جو حکم ہو۔ پھر حکم ہوا کہ مین تو تم سے کہتا ہون مولانا ابوالفتح
نے انلوگوں سے کہا آپ لوگ ہر روز چھ رکعتین نماز اشراق

بگذارید حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند نیکو
میگوی ہمین بکنند آن روز کہ بندگی خواجہ
مرا اول اول اشراق وچاشت فرمودند ہمچنین
فرمودہ بودند مولانا نیکو گفتی حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ میانہ روز قیلولہ میکردند ومی
فرمودند صوفی کہ قیلولہ نکند او نیت شب بیداری
نہ دارد و تمام شب بخواہد بخسپد وبعد تہجد البتہ
ذکر میگویند بیشتر ذکر وحلقہ می گفتند وکرات
ومرات می فرمودند۔ ہرکرا چیزے کشاد از ذکر و
مراقبہ کشاد۔ مردمان سالہا در نماز روزہ و
تلاوت گذرانیدند ہیچ راہ نیافتند از آنکہ
از ذکر ومراقبہ غافل ماندند و درمراسم
عمل باوراد خدمت شیخ الشیوخ قدس اللہ
سرہ میکردند ودر ابتداے حال جوانی صوم
دوام داشتند آخر بصوم ایام بیض ومراسم
اختیار کردہ بودند روز جمعہ غسل می کردند وبی
ناغہ در نماز جمعہ میرفتند بعد رفتن در مسجد
شش رکعت نماز می گذاردند بہ سلام بعد
از سلام نشستہ در مراقبہ می بودند۔ سماع
رغبت چشتیان داشتند بیشتر بطرف سید
نصیر خلیفہ شیخ برہان الدین غریب میرفتند
با ایشان نسبت قرابتی ہم بود در اوایل کہ در
دہلی سماع می شنیدند مریدان و

کی۔ چار رکعتین نماز چاشت کی پڑہا کرین۔ حضرت مخدومؒ
نے ارشاد فرمایا ٹھیک کہتے ہو۔ یہ لوگ یہی کرین۔ جس
دن بندگی حضرت مخدومؒ خواجہ نے پہلے پہل مجہہ سے
نماز اشراق وچاشت کو فرمایا تھا تو ایسا ہی فرمایا تھا
تم نے ٹھیک کہا۔ حضرت مخدومؒ دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے
تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جو صوفی قیلولہ نہین کرتا ہے
وہ رات کے اٹھنے کی نیت نہین رکھتا ساری رات چاہتا
ہے کہ پڑا سوتا رہے۔ بعد تہجد البتہ آپ ذکر فرمایا کرتے
تھے۔ زیادہ تر آپ ذکر وحلقہ فرماتے تھے اور بارہا کئی
مرتبہ ارشاد فرماتے تھے کہ جس شخص کو فتح باب ہوا تو ذکر
ومراقبہ ہی سے ہوا لوگوں نے برسوں روزہ نماز تلاوت
مین گذار دیئے مگر کوئی راستہ نہ ملا کیونکہ یہ لوگ ذکر ومراقبہ
سے غافل تھے۔ حضرت شیخ الاسلام نصیر الدین شیخ
الشیوخ کے اوراد آپ وظائف مین پڑہا کرتے تھے
جوانی کے ابتدا حال مین ہمیشہ روزے رکھتے تھی۔ آخر عمر
مین صرف ایام بیض کے روزے اور وظائف پر اکتفا
فرمایا جمعہ کے دن غسل فرماتے اور بلاناغہ جمعہ کی نماز کیلئے
تشریف لیجایا کرتے۔ مسجد مین جاکر تین سلام کیساتھ چھ
رکعتین نماز ادا فرماتے اور بعد سلام بیٹھکر مراقبہ فرماتے۔
سماع مین چشتیوں کی سی رغبت رکھتے تھے۔ اکثر اوقات سید
نصیر خلیفہ شیخ برہان الدین غریب کیطرف تشریف لیجایا
کرتے اُنسے اور آپ سے قرابت بھی تھی شروع زمانے
مین جبکہ دہلی مین سماع آپ سنا کرتے تھے تو معتقد مریدو

معتقدان کہ در مجلس می بودند ہمہ سر بر زمین
می آوردند بعضے اشخاص را خوش نیامدی
بسلطان فیروز بادشاہ دہلی رسانیدند کہ سید
در مجلس ہا غوغا میکند سلطان فرمود بادکہ
خدمت مخدوم رضی اللہ عنہ سماع در خلوت شنوند
ازان وقت باز پردہ نصب می کردند تا درون
حجرہ می نشستند و مخدوم زادگان و یاران
بیرون آن دربارگاہ باصف سماع می شنیدند
خود حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اگر گاہ گاہے
وقت زور آوردے قصد بیرون آمدن می
کردند تا در میرسیدند ہمہ یاران سر بر زمین
می نہادند در حال خادمان در می بستند حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ درون ہمانجائی ماندندے۔
مجلس حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ مزامیر
نبودی اگر کسی پیش مزامیر زدی منع ہم نمیکردندی
و مخدوم زادگان رضی اللہ عنہ گاہ گاہ در خلوت
می شنیدندی و حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
میفرمودند در ابتدای حال من و خدمت مولانا
صدر الدین طبیب و خدمت قاضی عبد الملک
و مولانا علاء الدین یکجا سماع می شنیدیم و
ہیچ مزامیری از مزامیر فرق نمی کردیم ہر چہ موجود
بودے می شنیدیم و خدمت مولانا برہان الدین
غریب و یاران ایشاں جملہ مزامیر می شنیدند

معتقد مجلس میں ہوتے تھے سب اپنا سر زمین پر رکھا
کرتے تھے بعض اشخاص کو یہ بات پسند نہ تھی اس واقعہ کو
سلطان فیروز بادشاہ دہلی تک لوگوں نے پہنچایا کہ سید
مجلس میں غوغا کرتا ہے۔ اسنے حکم دیا کہ سماع خلوت
میں منعقد کریں اسوقت سے آپ ایک پردہ حجرے
میں نصب کر دیا کرتے تھے اور حجرہ کے اندر آپ
بیٹھتے تھے مخدوم زادہ مریدین باہر کیطرف بارگاہ
کے سامنے صف باندھکے بیٹھتے اور سماع سنتے تھے
خود حضرت مخدومؓ کو اگر کبھی کیفیت ہوتی اور حالت
میں زور پیدا ہوتا تو باہر تشریف لانے کا قصد فرماتے
اور جب دروازہ تک پہنچتے تو سارے حاضرین زمین پر سر
رکھدیتے تھے اور اسی وقت خادم دروازہ بند
کر دیتے تھے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ اسی جگہ اندر ہی
جلوہ افروز رہتے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں
مزامیر نہ تھا۔ اور اگر کوئی مزامیر بجاتا تو منع بھی نہیں
فرماتے تھے مخدوم زادے کبھی کبھی سماع خلوت میں سنتے
تھے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ ابتدا
حال میں مولانا صدر الدین طبیب قاضی عبد الملک
اور مولانا علاء الدین سب ایک جگہ پر سماع سنا کرتے
تھے اور کسی قسم کے مزامیر میں فرق نہیں کرتے تھے
جو باجہ موجود ہوتا اُسے سن لیا کرتے۔ مولانا شیخ
برہان الدین غریب اور آپ کے مریدین بھی تمام
قسم کے مزامیر سنتے تھے۔ ہمارے حضرت شیخ الاسلام

وخواجہ ما بتعمد نشنیدی واگر کسے دف زنان پیش در در آمدی دف زدن منع ہم نہ کردی واگر در کار خیرے و با میزبانی در خانۂ مولانا زین الدین و مولنا کمال الدین دف زنان سرود میگفتند و دف میزدند منع نکردندی میفرمودند ابراہیم نام چنگی بود در دہلی رنجے شد بجہت دارو بر مولانا صدر الدین آمد وجہ دارو ہمان چنگ آورد من و مولنا صدر الدین و مولنا علاء الدین کجا نشستہ بودیم او چنگ را گوشمالی داد پردہ برگرفت و با دف و دستک چنان موافق کرد اگرچہ در شہر استادان این کار بودند ولیکن کسے بدو نمیرسیدند کودکی ازان صدر الدین آنجا حاضر بود یوسف نام چنگ در وی چنان اثر کرد کہ بیتاب شدہ افتاد اورا بیہوش از مجلس برون آوردند و مارا بہ آن زمان کہ در مجلس بودیم مارا از خود خبر نبود و آن چنان چنگی بار دیگر نہ دیدیم و میفرمودند یکباری من و مولانا صدر الدین و مولانا علاء الدین اتفاق کردیم کہ یکبار سماعے بشنویم کہ جملہ مزامیر دران باشد خانہ مولانا صدر الدین اختیار کردیم جملہ مزامیر جمع کردیم در بستیم و دیوارہا بلند بود سہ شبانروز سماع شنیدیم خلق گرد برگرد خانہ ہجوم کردند این خبر بحضرت بندگی شیخ رسید چون پابوس کردیم فرمودند سید محمد ہمچنین سماع

قصداً نہین سنتے تھے اور اگر کوئی دف بجاتا ہوا سامنے دروازہ کے آجاتا تو اسکو منع بھی نہین فرماتے تھے اگر گھر مین کوئی شادی یا کسیکی دعوت ہوتی اور مولانا زین الدین اور مولنا کمال الدین دف بجاکر سرود پڑھ گاتے تو منع بھی نہین فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ دہلی مین ابراہیم نامے ایک چنگ بجانیوالا تھا ایکدفعہ وہ بیمار ہوگیا اور دوا کے واسطے مولانا صدر الدین طبیب کے پاس آیا اور دوا کی قیمت مین وہی چنگ اپنے ساتھ لایا۔ مین اور مولانا صدر الدین مولانا علاء الدین ایک ہی جگہ بیٹھے ہوئے تھے اس نے ساز ملایا پردہ۔ تار کو دف کے اور تال کے موافق کرکے ایسا بجایا کہ شہر مین اور بھی استاد تھے مگر اسکو کوئی نہین پہونچتا تھا۔ ایک لڑکا صدر الدین کا جسکا نام یوسف تھا وہان موجود تھا اس کے بجانے نے اُسپر ایسا اثر کیا کہ وہ بیتاب ہوکر گر پڑا اسکو مجلس سے بیہوش ہی اٹھاکر باہر لیگئے اور ہملوگ جبتک اس مجلس مین رہے ہمین اپنی خبر نہین تھی۔ ایسا بجانیوالا دوسرے مرتبہ پھر مین نے نہین دیکھا۔ فرماتے تھے ایک مرتبہ مین نے۔ مولانا صدر الدین اور مولانا علاء الدین نے آپسمین اتفاق کیا کہ ایکبار ایسا سماع سنیں جسمین تمام قسم کے باجے ہون۔ مولنا صدر الدین کا مکان اس کے لئے ہملوگون نے پسند کیا اور ہر قسم کے باجے وہان جمع کئے دروازہ بند کرلیا دیوارین اونچی تھین۔ تین رات دن مسلسل ہملوگون

مشنوم من ازان وقت باز مزامیر نہ شنیدیم
و در محفل مجلس سماع بسیار جای عود می سوختند
واگر شب بودی روشنائی بسیار می کردند و
اگر در سماع کسے بر زمین آمدی باز دران مجلس
سماع نشنیدی رسم صوفیان ہمچنین ست
اغلب شنیدن سماع بر شعر و غزل و قول وابیات
فارسی بودی و میفرمودند ہندی بیشتر نرم و رقق
می باشد و آہنگ بر دفق او نرم می باشد
اشارت بحزانی و عاجزی و انکساری میکند
بضرورت مرد صوفی را انجا میل بیشتر می باشد
اما ہنر سرود و ادای ضربات موسیقار در پارسی
ست آنجا لذتے و ذوقے دیگر ست و میفر
مودند فتح کار من بیشتر در تلاوت و سماع بود
اگر کسے را در سر ہوای شیخی و خلافت بودی ہرگز
او را رخصت و اجازت نمیدادندے از و
ملول میشدندی دو وقت سبق می گفتندے
یکے وقت چاشت دوم وقت بعد نماز ظہر بعد
فراغ از تلاوت و بیشتر علم تفسیر و حدیث و
سلوک می گفتند و گاہے علم کلام و علم فقہ
اگر چیزے تصنیف می کردند بعد گذاردن فی
زوال می نویسانیدند و خود مخلوق بنودندے
و ہیچ سیدرا مخلوق نمیکردندی و اگر کودکے
مرید شدی بیعت نمی کنانیدندی و بر سر او

نے سماع سُنا۔ خلق خدا تمام گرد اگرد ہجوم کر کے مکان
کو گھیرے کھڑی تھی۔ یہ خبر حضرت بندگی شیخ الاسلام
کو پہونچی جب ہم قدمبوسی کے لئے حاضر ہوئے تو
ارشاد فرمایا کہ سید محمد اس طرح کا سماع نہ سنا کرو اسوقت
سے مزامیر میں نے نہیں سنی۔ مجلس سماع میں بہت
جگہ عود جلاتے تھے اگر رات ہوتی تو روشنی بہت
کرتے اور اگر سماع میں کوئی زمین پر گر پڑتا تو پھر اُس
مجلس میں سماع نہیں سنتے۔ صوفیوں کی رسم ایسی
ہی ہے۔ سماع میں اکثر فارسی کی غزل و قول و ابیات
فارسی سنتے تھے۔ ارشاد فرماتے تھے کہ ہندی کی چیزیں
اکثر نرم، لوچدار، دل کو رقیق کرنیوالی ہوتی ہیں اور
راگ بھی اس کے موافق نرم ہوتا ہے اور عاجزی حزانی
۔ انکساری کیطرف اشارہ ہوتا ہے بضرورتاً مرد صوفی کی
طبیعت کا میلان بھی اُدھر زیادہ ہوتا ہے۔ لیکن ہر سرود کا
ہنر اور موسیقار کے جذبات کا ادا کرنا فارسی ہی میں ممکن
ہے۔ وہاں لذت اور ذوق دوسرا ہی ہوتا ہے۔ آپ فرماتے
تھے کہ میرے معاملہ کی فتح کار اکثر تلاوت قرآن پاک اور
سماع سے ہوئی ہے۔ اگر کسیکے سر میں شیخ بننے اور خلافت
حاصل کرنے کی ہوس ہوتی تو اجازت نہیں دیتے تھے
اور اس سے رنجیدہ اور ملول ہوتے تھے دو وقت سبق
پڑھایا کرتے تھے۔ ایک چاشت کی نماز کے بعد دوسرا بعد نماز
ظہر تلاوت قرآن پاک کی فراغت کے بعد زیادہ تر سبق
علم تفسیر حدیث۔ سلوک کے مضامین کا ہوتا تھا اور کبھی

مقراض نمی رانندے کلاہ بر سر او داشتندی
دیگر دستے خود ویرا دستے رومال موازنہ دو گز
جامہ بر سر او پیچیدندی و بزحمتی را مرید نمی
گرفتندی در آنکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
را زحمت رحلت شد قاضی عبد الحق پسر بندگی
مولانا احمد تھانیسری رحمۃ اللہ علیہ در شہر
احسن آباد آمدہ بود و برائے ارادت آمدہ
التماس کلاہ کرد فرمودند میان طائفہ ما رسم
است کہ در حالت زحمت دست بہ بیعت نمی دہند
و زحمتی را ہم نگیرند با مانی خود طلبیدند او را
دادند فرمودند خدمت مولانا احمد را بہ
خواجہ ما بسیار عقیدت داشت چون خواجہ
را زحمت شد آمدند التماس پیوند کردند بندگی خواجہ
ہمچنین فرمودند آخر خواجہ بہمان زحمت رحلت
فرمودند خدمت مولانا احمد را پیوند میسر نشد
و صورت بیعت ہمچنین بودے کہ دست مبارک
بر دست او می نہادندی و میفرمودند عہد کردی
با این ضعیف و با خواجہ و با مشائخ طبقات
رضوان اللہ علیہم اجمعین کہ چشم نگہداری و زبان
نگہداری و بر جادۂ شریعت باشی ہم چنین قبول
کردی او میگفتی آری قبول کردم پس می گفتند
الحمد للہ بعدہ مقراض بدست مبارک میگرفتندی
چند موئے قریب با گوش از طرف راست

کبھی علم کلام ۔ علم فقہ اور اگر کوئی چیز تصنیف فرماتے
تو فی الزوال[1] کے بعد لکھواتے تھے خود سر مبارک کبھی نہین
منڈواتے تھے اور کسی سید کے سر کے بال بھی کبھی نہ منڈواتے
تھے اور اگر کوئی لڑکا مرید ہوتا تو اسکو بیعت نہین فرماتے
تھے اور نہ اسکے سر پر قینچی چلاتے تھے، صرف اوس کے سر
پر ٹوپی رکھدیتے تھے اور اگر لڑکا بہت ہی چھوٹا ہوا تو اسکے
سر پر تقریباً دو گز کا رومال لپیٹ دیتے تھے، بیمار کو مرید
نہین فرماتے تھے جس زمانہ مین حضرت مخدومؒ کو مرض موت
لاحق ہوا ۔ بندگی مولانا احمد تھانیسریؒ کے صاحبزادہ
قاضی عبد الحق شہر احسن آباد آئے ہوئے تھے انھوں نے
بیعت کے ارادہ سے حاضر ہوکر ٹوپی کے لئے عرض کیا ۔ ارشاد
فرمایا کہ ہملوگون مین یہ رسم ہے کہ بیماری کیحالت مین اپنا ہاتھ
بیعت کیلئے نہین دیا کرتے اور بیمار کا ہاتھ نہین پکڑتے
ہین تاہم اپنی بارانی آپنے منگوائی انکو عطا فرمائی اور
ارشاد فرمایا کہ مولانا احمد کو میرے خواجہ بندگی شیخ الاسلام
کے ساتھ بہت عقیدت تھی جب حضرت خواجہ بیمار تھے
یہ تشریف لائے اور مرید کرنے کے لئے گذارش کی حضرت
خواجہ نے بھی ایسا ہی ارشاد فرمایا تھا ۔ آخر الامر خواجہؒ نے
اُسی بیماری مین رحلت فرمائی ۔ مولانا احمد کو بیعت و
پیوند میسر نہوا ۔

صورت بیعت اسطرحپر تھی کہ آپ اپنا دست
مبارک مرید ہونیوالیکے ہاتھ پر رکھدیتے اور فرماتے تھے

[1] فی الزوال سایہ اصلی کے ڈھل جانے کا نام ہے ۔ ۱۲

میگرفتندی بعد ازان چند موی از
طرف چپ۔ بعدہٗ تکبیر گویان کلاہ بر سر
می داشتندی اور فتح دوگانہ گذاردی
بعد ازان دستار یا عمامہ بستی و بیامدی
در پائے مبارک افتادی درویش آوردی
ورسم چنان بود کہ ہیچکس ہیچ وقتی بغیر
از روشن نیامدی مگر وقت نماز یا وقت کندوری
بعد ازان میفرمودند باید کہ پنج وقت نماز بجماعت
بگذاری و بعد مغرب شش رکعات نماز اوابین
گذاری و بسہ سلام و در ہر رکعتے بعد فاتحہ
اخلاص سہ بار بخوانی بعد ازان دو رکعت
دیگر بگذاری براے حفظ ایمان در ہر رکعتے بعد
فاتحہ اخلاص ہفت بار بخوانی و معوذتین یکبار
بعد سلام سر بسجدہ نہی سہ بار بگوئی یا حیُّ
یَا قَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانْ و بعد عشا پیش از
وتر دو رکعت بگذاری۔ بخوانی بعد ہر رکعتے بعد
فاتحہ اخلاص دہ بار بعد سلام ہفتاد بار بگوئی۔ یَا
وَهَّابُ یَا وَهَّابُ یَا وَهَّابُ و اگر توانی در ہر
ماہی روز ایام بیض روزہ داری و اگر عورتے
بیوند کردی قدحے پر آب می آوردندی دران
یکطرف سر انگشت شہادت خود با جامہ
پیچیدہ مگر قدر سر انگشت کہ متصل آب بودے
می نہادندی و طرف دیگران عورت ہمچنان

کہ تم نے اس کمزور ضعیف سے اور خواجہ سے اس کمزور
ضعیف کے اور خواجہ کے خواجہ اور تمام مشائخ طبقات
رضی اللہ عنہم کیساتھ عہد کیا کہ نگاہ کی حفاظت کروگے
زبان کی حفاظت کروگے اور جادۂ شریعت پر قایم رہو
گے تم نے یہ سب قبول کیا؟ مرید عرض کرتا کہ جی ہان
مین نے قبول کیا۔ اسکے بعد ارشاد فرماتے الحمد للہ پھر
قینچی دست مبارک مین لیتے اور تکبیر فرماتے اور
داہنی طرف سے تھوڑےسے بال کان کے قریب کے
کاٹ لیتے پھر اسیطرح بائین طرف کے چند بال کاٹتے
اسکے بعد تکبیر فرماتے ہوئے سر پر ٹوپی پہنا دیتے۔ اسکے
بعد وہ شخص جاتا اور نماز پڑھکر دستار یا عمامہ باندھکر واپس
آتا اور پاے مبارک پر گرتا۔ نذر پیش کرتا۔ دستور یہ تھا
کہ کوئی شخص سواے وقت نماز اور اسوقت کے
جب دسترخوان بچھا ہوتا کسی وقت بلا اذن کے حاضر ہوتا
مرید کو اسکے بعد فرماتے کہ کسی وقت کی نماز قضا نہ کرنا
جماعت کے ساتھ پڑھنا۔ بعد نماز مغرب چھ رکعتین
اوابین کی تین سلام کے ساتھ پڑھنا۔ ہر رکعت مین
سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ پڑھا کرنا
اسکے بعد دو رکعتین اور حفظ ایمان کے لئے پڑھنا۔
انمین ہر رکعت مین سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص
سات مرتبہ اور معوذتین ایک بار پڑھا کرنا۔ سلام کے
بعد سر کو سجدہ مین رکھکر تین مرتبہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ
ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ کہنا اور عشا کے بعد وترسے

طریق می نہادی بعدہ بیعت می کنانیدندی بعد ازان آب ہمان عورت را امیدادندے تا بخوردے بعد ازاں رومال یا دامنے بر سر او می داشتندی اگر عورتے مستورہ بودی چادر میان می گرفتندی و قدحے آب درمیان می نہادندے و یا محرمے را میباید وکیل می گرفتند تا او ہمچنین بیعت کنانیدی و در روز استفتاح و روز عرفہ ہمہ مریدان می آمدندے تجدید بیعت می گرفتندی و واز فرمایش بیش ازان کردن می بودند می پرسیدند کہ دران می باشی و ملازمت میکنی و ازان چیزے ثمرہ می بینی و بیشتر چیزے دیگر نی فرمودند کہ ہمچنین کنی و ہمچنین باشے

نوع دوم ـ روش کارہاے دنیاوی ـ

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ہمیشہ بر نہالچہ می نشستند و براے کسے قیام نمودی مگر از براے پادشاہ می فرمودند کہ اولی الامر از سبب آن براے تو استادہ می شوم و چون سلطان میخواستی کہ بیاید یک روز پیش ازان گفتہ می فرستادی میگفتی کہ فلان روز خواہی آمد فرمایش طعام شدی چون سلطان آمدی کندوری می آوردند طعام خوردی بازگشتی و تبرک بر مید اشتی

پہلے دو رکعتین جسمین سورۂ فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص دس مرتبہ ہو پڑھنا اور بعد سلام ستر مرتبہ یَا وَھَّابُ یَا وَھَّابُ یَا وَھَّابُ کہنا اور اگر نہ ہو سکے تو ہر مہینہ مین ایام بیض کے روزے رکھنا۔ اگر کسی عورت کو مرید فرماتے تو ایک بڑے پیالے مین پانی لایا جاتا۔ آپ شہادت کی انگلی کے صرف اسقدر حصہ مین کہ لبیت کر جتنا کہ پانی مین ڈوبتا پانی مین رکھتے اور دوسری طرف پیالے مین عورت اپنی انگشت شہادت کا سرا اسیطرح سے ڈوبانی تھی اسکے بعد بیعت فرماتے۔ پھر وہ پانی اس عورت کو عنایت فرمادیتے اور وہ پی جاتی۔ اس کے بعد رومال یا دامنی اوسکے سر پر رکھ دیتے۔ اگر عورت پردہ والی ہوتی تو اوسکے اور اپنے درمیان مین چادر کھڑی کرا دیتے پانی کا پیالہ اسیطرح درمیان مین رکھتے یا کسی اوسکے محرم شرعی کو عورت کا وکیل بناتے تاکہ وہ اسی طرح سے بیعت کرا دیتا۔ استفتاح کے دن اور عرفہ کے دن تمام مرید حاضر ہوتے آپ سے تجدید بیعت کر لیتے تھے اور پہلی بیعت سے زیادہ عمل کرنے کے لئے اسمین جو حکم فرماتے پرسش فرماتے تھے کہ جو کچھ بتایا ہے اسے کرتے رہتے ہو یا اسپر عمل کرتے ہو اور تمہین کچھ فائدہ نظر آتا ہے اور اکثر اور دوسری چیزین بھی بتایا کرتے تھے نہ کیا کیا کرو اور اسطرح زندگی بسر کیا کرو ـ

دوسری قسم دنیاوی طور و طریقہ کے متعلق

حضرت مخدوم ہمیشہ نہالچہ پر بیٹھا کرتے تھے کسی کے

ودر خانہ بردی برسم کندوری ہمچنین پیش
ہر یکے چہارگان نان میداشتندی ویکے
صحنک نان خورش میان دو نفر شرکت
بودے ویگان کاسۂ آش پیش ہر یکے می
داشتند ودر اثناء طعام آب نمیدادندی
چون خلق از طعام فارغ شدی ہر یکے باقی ماندہ
حصہ خود باصحنک وکاسہ برداشتی بردی بعد
اشراق طعام با فرزندان می خوردند بعدہ
مشغول سبق می شدند۔ علم تفسیر وحدیث و
سلوک سبق میگفتند گاہے علم کلام فقہ
ہم بعد نماز ظہر بعد تلاوت ہم سبق می گفتند
دران ایام کاتب سیر محمدی در گلبرگہ بود قاضی
راجا ملتقط تفسیر تصنیف مخدوم رضی اللہ عنہ
خواند شیخ زادہ شہاب الدین قوت القلوب
و مولنا ابو الفتح تعرف با شرح حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ و سید اصغر پسر سید احمد برادر زادہ
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کشاف و ملک زادہ
عز الدین و ملک زادہ شہاب الدین پسران
ملک قطبی حسینی کہ مستوفی ممالک حسینی بود
اداب المریدین می خواندند ومخدوم زادہ میان
ید اللہ مصباح میخواندند بعدہ کافیہ آغاز
کردہ بودند ومخدوم زادہ میان سیف اللہ تصریف
پنجگنج میخواندند بعد نماز عشا کندوری خمچ

لئے تعظیماً کھڑے نہ ہوتے تھے۔ مگر صرف بادشاہ کے
لئے کھڑے ہوجاتے تھے اور فرمادیتے تھے کہ تم اہل الامر[1]
ہو اس لئے تمہارے واسطے کھڑا ہوتا ہوں۔ جب بادشاہ
آنا چاہتا تھا تو ایک دن پہلے کہلا دیا کرتا تھا ارشاد
فرماتے فلاں دن آنا پہلے سے کھانے کا حکم فرماتے
اور جب بادشاہ آتا تو لوگ اسکے سامنے دسترخوان
بچھاتے اور وہ کھانا کھاتا پھر واپس جاتا تبرک بھی
گھر لیتا جاتا۔ کندوری (دسترخوان) کا دستور یہ تھا
کہ ہر شخص کے سامنے چار۔ روٹیاں رکھی جاتی تھیں اور
ایک گہری رکیبی میں سالن اور دو آدمی شریک ہوکر
کھاتے تھے۔ ایک ایک پیالہ آش کا ہر شخص کے
سامنے ہوتا۔ کھانے کے درمیان میں پانی نہیں دیا جاتا
تھا جب لوگ کھا کر فارغ ہوجاتے تو ہر شخص اپنا بچا ہوا
حصہ اور سکے ساتھ صحنک اور آش کا پیالہ اوٹھا کر ساتھ
لیجاتا اشراق کی نماز کے بعد حضرت مخدوم صاحبزادوں
کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے۔ اس کے بعد سبق
پڑھانے میں مشغول ہوجاتے۔ علم تفسیر، حدیث اور
سلوک کا آپ سبق پڑھاتے تھے۔ کبھی کبھی علم کلام۔ علم فقہ
کا بھی سبق ہوتا۔ بعد نماز ظہر تلاوت قرآن پاک سے
فارغ ہوکر بھی سبق ہوتا۔ اس زمانے میں کاتب

[1] قرآن پاک میں حکم ہے وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۱۲۔

شدی بیشتر صوفیان و مریدان جمع می شدی
و موازنہ چہل صحنک نان گاہے زیادت
گاہے کم در تنور می داشتند بعد فراغ
آنرا بیاران می دادند و یک کاسہ آش پیش
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ می داشتند قدرے
ازان می آشامیدند باقی بکسے کہ درباب
او مرحمت بودی میدادند و دران ایام کہ
کاتب این سیر محمدی در گلبرگہ بود در شب
جمعہ خواجہ احمد و بیر را میدادند و در شبہای
خدمت مولٰنا ابوالفتح رامی دادند و یک
انگشت بدست مبارک می گرفتند و چند
تکہ گوشت از سیخی کہ پیش بودی می استدندے
نیمی خود میخوردند و نیمے دیگر مریدان را میدادند
چون پنج شش تکہ شدی خدمت مولٰنا
ابوالفتح رامی دادند اگر حلوا پیش بودے
ازان ہم بمولانا مذکور می دادند ہر شبے ہمین
روش بود. در وقت کندوری بیشتر حکایت
بالخدمت مولٰنا ابوالفتح بودے راستا
مخدومزادگان و برادرزادگان و قرابتان می
نشستند و چپ یاران بزرگ و فرود تر ازان
فریقین دیگر مریدان و معتقدان اعراس بزرگان
بی ناغہ میکردند. بر این صورت دوازدہم ربیع
الاول عرس حضرت سلطان صوفیان محمد رسول اللہ

بیان اعراس

سیر محمدی گلبرگہ مین تھا۔ قاضی راجا ملتقط حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ کی تصنیف کردہ تفسیر پڑھا کرتے تھے۔
شیخ زادہ شہاب الدین قوت القلوب۔ مولانا ابوالفتح
تعرف حضرت مخدوم کی تصنیف کردہ شرح کے ساتھ
سید اصغر سید احمد صاحب کے صاحبزادہ جو آپ کے بھتیجہ
تھے۔ کشاف اور ملک زادہ عزالدین ملک زادہ
شہاب الدین جو ملک قطبی ستوفی (صدر محاسب)
ممالک چکینی کے لڑکے تھے آداب المریدین پڑھتے تھے
مخدومزادہ میان یداللہ مصباح پڑھتے تھے اسکے
بعد کافیہ شروع کی تھی۔ مخدومزادہ میان سیف اللہ
پنج گنج پڑھتے تھے۔ بعد نماز عشا دسترخوان بچھتا تھا
زیادہ تر مریدین صوفی جمع ہوتے تھے۔ تقریباً چالیس
رکابیوں کی روٹیان کبھی کم کبھی زیادہ رکھی جاتی تھین
تنور مین رکھی جاتی تھین۔ نماز عشاء سے فارغ ہوکر
مریدین کو عنایت ہوتی تھین پھر آش کا ایک پیالہ
حضرت مخدوم کے حضور مین رکھا جاتا تھوڑا سا اسمین
سے آپ نوش فرمالیتے۔ پھر جسپر کچھ نظر عنایت و مرحمت

---

٥١ یہ اشارہ ہے مولانا محمد علی سامانی کیطرف آپ گلبرگہ مین موجود تھے ۱۲
٥٢ اسے اصطلاح مین کندوری کہتے ہین۔
٥٣ یہ لفظ عربی مین صحیح تنور ہے جیسا کہ کلام پاک مین
فار التنور موجود ہے۔ اب محاورہ ہندی مین
دال بڑھگئی ہے ۱۲۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میکردند ذلہ و
سماع بودی ودر چہاردہم این ماہ عرس
خدمت شیخ المشائخ قطب الدین رضی اللہ
عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر شردہم این
ماہ عرس برادر خورد خود کہ سید احمد نام
داشت ہم در خوردگی نقل کردہ بود میکردند و
ہر جنس طعام ومیوہ کہ دران وقت بود دست
موجود میکردند۔ دوازدہم ربیع الآخر عرس
مخدوم زادہ بزرگ حضرت شاہ محمد اکبر رضی
اللہ عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر شردہم
این ماہ عرس خدمت شیخ نظام الدین رضی
اللہ عنہ میکردند سماع وذلہ بودی ودر سلخ
این ماہ یا در غرہ جمادی اول عرس براد بزرگ
خود سید حسین عرف سید جندن رضی اللہ عنہ
میکردند ودر سیوم ماہ رجب عرس خدمت خواجہ
اویس قرنی رضی اللہ عنہ میکردند ودر چہارم
این ماہ رجب عرس حضرت بی بی فاطمہ
ثانی عرف ستی بی بی دختر بزرگ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ میکردند ودر چہارم این ماہ عرس
حضرت امیر المومنین حسن علیہ السلام میکردند
ودر ششم این ماہ عرس خدمت شیخ معین حسن
سنجری رضی اللہ عنہ میکردند در شب ہژدہم
ماہ رمضان عرس بندگی شیخ نصیر الدین رضی اللہ

ہوتی اسکو مرحمت فرمادیتے تھے جس زمانہ مین سیر محمدی
کا کاتب گلبرگہ مین تھا شب جمعہ کو خواجہ احمد دبیر کو
مرحمت فرمایا تھا اور دوسری راتوں کو مولنا
ابو الفتح کو عطا ہوتا تھا۔ دست مبارک کی ایک انگلی
سے چند بوٹیاں گوشت کی اوس سیخ سے جو سامنے
ہوتی نکال لیتے تھے۔ آدھی خود تناول فرماتے تھی
آدھی کسی مرید کو عنایت فرمادیتے اور اگر بوٹیاں
پانچ چھ ہوتین تو مولانا ابو الفتح کو دیدیتے اگر آپ کے
سامنے حلوا ہوتا تو اُس کو بھی ابو الفتح ہی کو دیتے۔ ہر
شب یہی عادت شریف تھی کندوری (دسترخوان)
کے وقت زیادہ بات چیت مولانا ابو الفتح سے ہوتی
تھی۔ داہنی طرف مخدوم زادے بھائی کے بچے اور
رشتہ دار بیٹھتے تھے بائین طرف احباب بزرگ ونسے
نیچے دوسرے لوگ اور مرید معتقدین بیٹھتے تھے
عرس۔ بزرگوں کے عرس بلاناغہ کرتے تھے اس
حساب کہ بارہوین ربیع الاول کو حضرت بادشاہ
صوفیان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا۔
جسمین کھانا اور سماع ہوا کرتا۔ اسی مہینہ کی چودہوین
کو عرس بندگی شیخ المشائخ قطب الدین رضی
اللہ عنہ کا جسمین کھانا اور سماع نہ ہوتا اسی مہینہ
کی اٹھارہ کو عرس اپنے چھوٹے بھائی جنکا اسم گرامی
سید احمد تھا انکا عرس کرتے یہ لڑکپن ہی مین انتقال
کر گئے تھے ہر قسم کا کھانا اور جس میوہ کی فصل ہوتی تھی

عنہ میکردند۔ سماع بودی و خرچ بسیار میکردند
می فرمودند نقل حضرت در شب ہژدہم بود و
عرسے کہ در روز ہژدہم میکنند طعام در شب
نوزدہم خرج میشود و دران شب نہ نقل
خدمت شیخ است و نہ دفن ست و
عرسے کہ در ہفتدہم میکنند طعام در شب
ہژدہم خرج میشود و دران شب نقل حضرت
شیخ است پس این اولی در نوزدہم این
ماہ عرس خواجہ ولایت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ چنانکہ میان خلق مشہور است و نقل
ایشان در نوزدہم است و در شب بست و
ہفتم این ماہ عرس حضرت ضامنہ اولی خاتون
قیامت حضرت بی بی فاطمہ زہرا علیہا السلام
میکردند در پنجم ماہ شوال عرس والد خود سید
یوسف عرف سید راجا می کردند و سیزدہم
ذیقعدہ عرس والدہ خود بی بی رانی رضی اللہ عنہا
میکردند و ذلہ بودی و در شب پنجم ماہ محرم
عرس خدمت شیخ فرید الدین مسعود اجودہنی
قدس اللہ سرہ میکردند۔ سماع و ذلہ بودے
و در شب یازدہم محرم عرس سید الشہداء
امیر المومنین امام حسین علیہ السلام میکردند و در
شب لیلۃ الرغایب و در روز استفتاح
وقت افطار و در شب برات و در ہر دو عید

وہ سب میوے منگاتے تھے۔ ربیع الثانی کے مہینہ کی
بارہوین کو بڑے مخدوم زادہ حضرت سید محمد اکبرؒ کا
عرس کرتے اسمین سماع اور کھانا ہوتا اسی مہینہ کی
اٹھارہوین کو عرس شیخ نظام الدینؒ کا کرتے تھے اس
مین بھی کھانا اور سماع ہوتا۔ اسی مہینہ کے آخر مین یا
جمادی الاولی کے ابتدا مین اپنے بڑے بھائی حضرت
سید حسینؒ عرف سید چندن کا عرس کیا کرتے۔ رجب
کی تیسری کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا
عرس کیا کرتے تھے۔ چوتھی رجب کو بی بی فاطمہ ثانی
عرف ستی بی بی اپنی بڑی لڑکی کا عرس کیا کرتے تھے۔ ت ۵۰
کی چوتھی کو امیر المومنین حضرت امام حسنؑ علیہ السلام
کا عرس فرمایا کرتے تھے اور اسی مہینہ کی چھٹی کو حضرت
خواجہ معین الدین حسن سنجری (اجمیری) رضی اللہ عنہ کا
عرس کیا کرتے تھے۔ اور اٹھارہوین رمضان المبارک
کو بندگی شیخ نصیر الدینؒ کا عرس کیا کرتے تھے اسمین
سماع ہوتا اور بہت خرچ کرتے تھے۔ ارشاد فرماتے
تھے کہ حضرت کا وصال اٹھارہوین تاریخ کی شب
کو ہوا ہے۔ جو لوگ عرس اٹھارہوین کے روز کیا
کرتے ہین تو وہ کھانا انیسوین کی رات کو کھلاتے
ہین۔ انیسوین کی شب مین نہ حضرت کا وصال ہی
اور نہ آپ دفن ہی ہوئے ہین اور جو لوگ سترہوین
کو عرس کرتے ہین تو کھانا اٹھارہوین کی رات کو
کھلاتے ہین۔ اسی شب مین حضرت کا وصال ہوا

بعد آمدن از نماز و در روز آخر چہار شنبہ مدام کندوری بودے والسلام مع الاکرام۔

باب چہارم

در ذکر تلقینات حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

بدانکہ تلقین ایشان مریدان را در ابتدائے حال این بود کہ ہر روز عمل برادر او حضرت شیخ الشیوخ قدس اللہ سرہ العزیز کنند و در مراسم برادر او حضرت شیخ الشیوخ رضی اللہ عنہ بعد ازان اگر کسے بلند ہمت بودے میخواستی کار این طائفہ کند و بمقامات ایشان فائز گردد تلقین ذکر و مراقبہ میکردند و این را شرطہا نہادہ بودند بہ تلقین ابدال چنانکہ بالا ذکر رفتہ و شرائط این ست روز چہار شنبہ پشتوارہ ہیزم برگرفتہ از خانہ خویش یا از بازار در خانقاہ بیار دانی قدر کہ تواند ہر چند کہ بسیار آرد نعمت بسیار یابد و می باید کہ ہیزم خشک آرد تا ذکر تلقین زود ترسید آید بعد آوردن ہیزم او را دعاسے تلقین میکردند کہ در ابتدای شروع در ذکر آنرا چند کرت بخواندی و بقدر دستگہ خود خرچی براے کندوری بیار و بعد ازان روز پنجشنبہ زیارت شیخ پیری فرمودند۔ حضرت خدمت شیخ نصیر الدین محمود بن یوسف و خدمت

بس یہی بہتر اور اولیٰ ہے۔ اسی رمضان کے مہینہ کی انیسوین کو عرس خواجہ ولایت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہ کا کیا کرتے تھے جیسا کہ خلق خدا مین مشہور ہے۔ آپ کا وصال انیسوین کو ہوا۔ اسی مہینہ مین ستائیسوین کی رات کو عرس حضرت ضامنہ اولی خاتون قیامت حضرت بی بی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا علیہا السلام کا کیا کرتے تھے۔ شوال کی پانچوین کو عرس اپنے والد ماجد سید یوسف عرف سید رلجا کا کیا کرتے تھے اور ذیقعدہ کی تیرہوین کو عرس اپنی والدہ ماجدہ بی بی رانی رضی اللہ عنہا کا کیا کرتے تھے اسمین کھانا ہوا کرتا تھا۔ پانچوین محرم کو عرس حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجودھنی قدس سرہ کا کیا کرتے تھے اسمین سماع اور کھانا دونون ہوا کرتا تھا اور گیارھوین محرم کو سید الشہدا امیر المومنین حضرت امام حسین علیہ السلام کا عرس کرتے تھے۔ لیلۃ الرغائب کو اور روز استفتاح کو وقت افطار شب برات اور دونوں عیدون مین نماز سے واپس آنے کے بعد اور آخری چہار شنبہ کو دن مین ہمیشہ عام دستر خوان ہوا کرتا تھا۔ والسلام مع الاکرام

باب چوتھا

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے تلقینات کے ذکر مین

تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ مریدونکو ابتدائی حالت مین آپ

شیخ نظام الدین محمدؒ بدوانی و خدمت شیخ
فرید الدین مسعودؒ اجودہنی و خدمت شیخ
قطب الدین بختیارؒ اوشی و خدمت
شیخ معین الدین حسنؒ سنجری رضی اللہ عنہم
صورت زیارت بریں نمط میفرمودند

چون بزیارت رو در آید یا سہ بار یا ہفت
بار کلمۂ تمجید تا آخر بگوید بعد ازان سر بسجدہ
نہد خوردہ ازیس یا از نقرہ ازین ہر دو یکے
باشد در پایاں قبر بدارد و بعدہ فاتحہ یکبار
وآیت الکرسی سہ بار و الہاکم التکاثر ہفت
بار و اخلاص دہ بار بخواند بعد ازاں بنشیند
آنچہ از قرآن خوش آید بخواند پس برخیزد
ہفت بار طواف تربت بکند آنگاہ سر بزمین
نہد و التماس مطلوب خود بکند و بگوید
خدمت مخدوم سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز رضی
اللہ عنہ کہ از جہت شما بر اسے تلقین ارشاد
منصوب اند میخواہند مرا تلقین ذکر کنند
متوقع آنکہ شما شفیع و ممد باشید تا مراد این
کار بر خورداری باشد و اعلی حظوظ ال نصیب
من گردد و در وقت زیارت و درآمدن و
برون آمدن مترصد و منتظر باشد کہ در خطیرہ
کدام کس درون آمد و کدام کسے برون آمد
وچہ مسکرد از چپ و راست و پیش و پس چہ

یہ تلقین فرمایا کرتے تھے کہ ہر روز اوراد حضرت شیخ
الشیوخ شیخ نصیر الدین محمود رضی اللہ عنہ پر عمل
کریں اور اسکا وظیفہ رکھیں۔ اگر کوئی بلند ہمت ہوتا
اور چاہتا کہ اس طائفہ یعنی صوفیون کے کام کرے
اور انکے مقامات حاصل کرے تو اسکو تلقین ذکر و
مراقبہ فرماتے اس کے لئے آپ نے جیسا کہ اوپر گذرا
ابدال کے بتانے کے مطابق چند شرطین مقرر فرمائی
تھین۔ **شرائط** وہ شرطین یہ ہین بدھ کے دن
لکڑی کا گٹھا سر پر یا اپنے گھر یا بازار سے خانقاہ
مین لائے جسقدر لکڑی اٹھا سکتا ہو مگر جسقدر زائد لائے
گا اوسی قدر نعمت زیادہ پائے گا اور یہ چاہئے کہ
لکڑی سوکھی ہو تاکہ جو ذکر تلقین کیا جائے اس کا
اثر جلد ظاہر ہو جائے۔ لکڑی لانے کے بعد اسکو
دعا تلقین فرماتے تھے جو ذکر شروع کرنے کے پہلے
چند بار اُسے پڑھ لیا کرے و نیز چاہئیے کہ بقدر وسعت
دسترخوان (کندوری) کا صرفہ بھی لائے اسکے بعد
جمعرات کو پانچ پیروں کی زیارت کا حکم فرماتے
(وہ پانچوں پیر یہ ہین) حضرت شیخ نصیر الدین محمود
بن یوسف حضرت شیخ نظام الدین محمد بداونی۔
حضرت شیخ فرید الدین مسعود اجودہنی۔ حضرت
قطب الدین بختیار اوشی۔ حضرت شیخ معین الدین
حسن سنجری اجمیری رضی اللہ عنہم۔ زیارت کی صورت
اس طرح فرماتے تھے یعنی جب کوئی زیارت کا ارادہ

لفظ گفتند وچہ آواز برآمد چون فارغ شود آن خورده
بردار بحضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بیارد و
ہم برین نمط زیارت ہر پنج پیر کند و اگر در شہری
کہ او باشد تربت پیران نباشد خطے
بکشد و آنرا نام تربت ہر شیخے کند و زیارت
بران نمط مذکور بکند و زیارت بی بی فاطمہ
سام رضی اللہ عنہا نیز ہمبرین نمط کنند بعد
ازان بر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کیفیت
تمام بگوید و خورده پیش نہد در سالے کہ
مولنا ابو الفتح گوالیری در گلبرگہ آمده بودند
کاتب سیر محمدی نیز در گلبرگہ بود ایشان بجہت
تلقین ذکر در نظر این حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ از مسجد کہنہ ہیزم آوردند و زیارت مذکور
کردند چون بجہت گذرانیدن کیفیت آمدند
درون رفتند خدمت خواجہ احمد دبیر
را نیز طلب شد. خدمت مولنا ابو الفتح
وایشانرا یکجا استاده کردند فرمان
شد مولنا ابو الفتح بگو در زیارتہا چہ دیدے
وچہ شنیدی خدمت مولانا ابو الفتح ہمہ تقریر
کردند. حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نشستہ می
شنیدند خواجہ احمد دبیر ہم ایستاده می شنیدند
چون کیفیت تمام کرد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
فرمودند ابو الفتح را سنگ و چیزے پیش آمده است

کرے تو پہلے کلمہ تمجید تین مرتبہ یا سات مرتبہ آخر
تک پڑھے اس کے بعد سر کو سجده مین رکھے اور کچھ
نقد خورده یا ریزگاریان تانبے یا چاندی کی ان دو
مین سے کوئی ایک ہو قبر کی پائنتی رکھدے. اسکے
بعد سوره فاتحہ ایک مرتبہ آیت الکرسی تین مرتبہ
الہٰکم التکاثر سات مرتبہ سوره اخلاص دس مرتبہ
پڑھے اسکے بعد بیٹھ جائے اور جو سوره قرآن کی پسند
آوے اور اچھی معلوم ہو اسکو پڑھے پھر وہاں سے
اٹھے اور سات مرتبہ قبر شریف کا طواف کرے اسکے
بعد زمین پر سر رکھدے اور اپنے مقصد کو طلب کرے
اور کہے کہ سید محمد حسینی الحسینی گیسو دراز جو آپ کیطرف
سے تلقین وارشاد کے واسطے مقرر ہین وہ چاہتے
ہین کہ مجھکو ذکر کی تلقین کرین امید یہ ہے کہ آپ
سفارش کرینگے اور مدد فرمائین گے تاکہ مجھے اس
کام مین کامیابی حاصل ہو اور اس کی اعلی نعمتین
مجھے نصیب ہون اور قبر کی زیارت کے وقت نیز
اندر آنے اور باہر جانے مین دیکھتا ہے کہ کون روضہ
مین آتا ہے اور کون باہر جاتا ہے اور وہ کیا کرتا
ہے اور آگے پیچھے دائیں بائین کیا کیا کہنے والے
کہتے ہین اور کیا آواز آتی ہے. جب فارغ ہو جائے
تو اس ریزکاریوں کو حضرت مخدوم کے پاس لائے
اسی طور سے پانچوں پیروں کی زیارت کرے اور
اگر جس شہر مین کہ وہ ہو اس مین پیروں کی قبرین نہوں

خواجہ احمد دبیر عرضہ داشت کرد آن روز کہ بندگان
حضرت مخدوم راقدرے ملالت شدہ بود و
بندہ را فرمودہ بودند برو مشغول شو و دریاب
کہ عاقبت آن ملالت چیست بندہ بنابر
فرمان حضرت مخدوم مشغول شد در واقعہ
صورتے مولٰنا ابوالفتح نمودند و گفتند کہ ہنوز
سید را تربیت این مرد کردنی ست
ہمین زمان جای تعلق نیست بندہ ہمدران
ایام پیش گذرانیدہ بود ایشان ہمان اند
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ فرمودند اکنون
شما میان خود موالات بکنید و ہرچہ
من ترا درین مدت تلقین کردہ ام از ابوالفتح
بپوشی و تمام برو بگوی و ہرچہ ابوالفتح
را تلقین کردہ ام ہمہ بہ تو بگوید و از تو بپوشد
شما یکجا مشغول باشید و شرط دیگر برائے
تلقین ذکر این بود کہ روز تلقین ذکر صوم بدارد
و اگر طے کند خود بہتر باشد و می فرمودند
در روز تلقین ذکر کہ روز پنجشنبہ است وقت
ظہر کھچری و روغن و جغرات و ہیزم و نمک
علاحدہ بر سر گرفتہ بروح بی بی فاطمہ
سام رضی اللہ عنہا بارد بعد ازان وقت
عرس غسل کند و با کسے سخن نگوید و در خانقاہ
نماز عصر بگذارد و بہ نشیند بعدہٗ اوراد رون

تو اوس کو چاہئے کہ ایک ایک خط کھینچے اور اسی خط کو ایک
ایک پیر کی تربت و قبر شریف کا نام رکھ دے اور جس
طرح سے کہ بیان ہوا زیارت کرے۔ نیز بی بی فاطمہ
سام رضی اللہ عنہا کی بھی زیارت اسی طرح کرے اسکے
بعد حضرت مخدومؒ سے حاضر ہو کر سب پوری کیفیت
بیان کرے اور ریزگاریان حضرت کے قدم پر رکھدے
جس سال کہ مولانا ابوالفتح گوالیری گلبرگہ آئے تھے
سیر محمدی کا لکھنے والا بھی گلبرگہ مین موجود تھا یہ بھی تلقین
ذکر کی خاطر حضرت مخدوم کی نظر کے سامنے پرانی
مسجد سے لکڑی کا گٹھا لائے تھے۔ زیارت ہاے
مذکورہ کی تلقین۔ جب کیفیت بیان کرنے کے لئے
حاضر ہوئے تو اندر چلے گئے اوسوقت حضرت خواجہ
احمد دبیر کی بھی طلبی ہوئی، مولانا ابوالفتح کو اور انکو
آپ نے ایک جگہ کھڑا کیا پھر ارشاد فرمایا کہ مولٰنا
ابوالفتح کہو زیارتوں مین کیا دیکھا اور کیا سنا مولانا
ابوالفتح نے سب حال عرض کیا۔ حضرت مخدومؓ بیٹھے
بیٹھے سب سماعت فرما رہے تھے اور خواجہ احمد دبیر
کھڑے کھڑے سن رہے تھے جب مولانا ابوالفتح نے
کیفیت پوری کی تو حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ نے
ارشاد فرمایا کہ ابوالفتح کو اچھی چیزین پیش آئی ہین
خواجہ احمد دبیر نے گزارش کی کہ جبدن حضرت مخدوم
کے غلامون کی طبیعت کسیقدر ناساز تھی اور حضور
نے اس غلام سے ارشاد فرمایا تھا کہ جاؤ اور مشغول

می طلبیدند و یاران کہ اصحاب تلقین اند
حاضر می شدند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
بر بہالچہ نشستہ می بودند و یاران در بازوا
می نشستند و کسے را تلقین می شدی
در میان مجمع مقابل حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ نزدیک می نشستی بعدہ اول خود ذکر
گفتی بعدہٗ کسیکہ در راستاست بعدہ
کسیکہ در چپاست ہمچنین تا پایان بعدہٗ او
را می گفتند اکنوں تو ہم بگو چنانکہ ایشان
گفتند بعدہٗ او را چیزے می دادند باز
گرد آمدند اول تلقین ذکر دو حلقی می
کردند و ذکر فنا و بقا و مراقبہ علم بعد ازان بر
حسب حال او بر و لطف و مرحمت اذکار
دیگر بتدریج می فرمودند چنانکہ یک
رکنی دو رکنی سہ رکنی و چہار رکنی و
و ذکر شیخ خالد و ذکر سہروردیاں و ذکر ہندی
خاصہ خدمت شیخ فرید الدین رضی اللہ و ذکر
اجابت و ذکر طریقت و ذکر کشف ارواح
و کشف قبور و ذکر ابدال و ذکر لا ہو الا ہو
و ذکر ربوبیت و ذکر الوہیت و ذکر صمدیت
و ذکر یا حی یا قیوم و ذکر جبرئیلی و ذکر
کبریائی و ذکر وحدت و ذکر متکلم و ذکر مخاطب
و دیگر ذکرہا و مراقبات و مراقبہا دیگر نیز

بحق ہو کر اس علالت کا انجام دریافت کرو، تو یہ غلام
حسب فرمان مشغول ہوا تھا اس وقت عالم واقعہ
میں مولانا ابو الفتح کی صورت دکھائی گئی اور ارشاد
ہوا کہ ہنوز سید کو اس شخص کی تربیت کرنی باقی ہے،
ابھی کوئی تردد کی جگہ نہیں غلام نے اسی زمانہ میں
خدمت میں عرض کیا تھا۔ یہ وہی ہیں، حضرت مخدوم
نے ارشاد فرمایا۔ کہ اب تم دونوں آپس میں دوستی
پیدا کرلو جو کچھ میں نے تمکو اس مدت میں تلقین کیا ہے
اسے ابو الفتح سے نہ چھپاؤ سب کچھ انسے کہدو اور
جو کچھ میں نے ابو الفتح کو تلقین کیا ہے وہ ابو الفتح تم
سے سب کہدیں چھپائیں نہیں اور تم دونوں آدمی
ایک ہی جگہ مشغول رہا کرو۔

دوسری شرط تلقین ذکر کی یہ تھی کہ تلقین
کے دن روزہ رکھے اور اگر طے[ل] کا روزہ رکھے
تو بہت بہتر ہے اور ارشاد فرماتے تھے کہ تلقین ذکر
کے دن جو پنجشنبہ کا دن ہوا کرتا تھا ظہر کے وقت
کھچڑی گھی، دہی، لکڑی کا گٹھا۔ نمک علاحدہ سر
پر رکھکر بی بی فاطمہ سام کی روح پر فتوح کے
ایصال ثواب کے لئے لائے اسکے بعد فاتحہ کے
وقت غسل کرے اور کسی سے بات چیت نہ کرے

[ل] طے کا روزہ وہ ہوتا ہے جسمیں کئی دن متواتر بے آب و
دانہ روزہ رکھتے چلے جاتے ہیں۔

بتدریج می فرمودند چنانکہ مراقبۂ معیت و مراقبۂ
طریقت و مراقبۂ قرب و مراقبۂ احاطت و
مراقبۂ افعال و مراقبۂ صفات و مراقبۂ
ذات و مراقبۂ استوا و مراقبۂ فنا و مراقبۂ
شہود و مراقبۂ وجود و مراقبۂ تصور و مراقبۂ جمال
و مراقبۂ آئینہ و مراقبۂ پیر و مراقبۂ ہویت
و مراقبۂ فردانیت و مراقبۂ صمدیت و مراقبۂ
امانت و مراقبۂ ہیبت و مراقبۂ وجہ اللہ و دیگر
مراقبات کہ بیشتر ازین گفتن مصلحت
نیست کہ نا اہلان گفتار آن را دست آویز سازند
و خود این کارہ بنماید اگرچہ دانستن مغیبات
ایشان جز ہیبت محرم این کار و ذائق این
حال معلوم نشود این ہمہ اذکار و مراقبات
مخدوم زادگان برخوردار رضی اللہ عنہ و خدمت
مولٰنا علاء الدین و خواجہ احمد دبیر و مولانا
ابوالفتح و قاضی راجا و بعضی یاران دیگر میدانستند
و ایشان ازین برخوردند ؎

هنيئا لارباب النعيم نعيمهم
وللعاشق المسكين ما يتجرع

و ذکر خفی تلقین میکردند و آن انیست اظہار
ربط نباشد اما در ذکر مراعات ربط میکنند
میفرمودند ذکر بسیار گوید تا در دل افتد و چون در دل افتد
زبان را باز دارید کہ الذکر باللسان لقلقة

اور خانقاہ مین عصر کی نماز پڑھے اور بیٹھ جائے اس
کے بعد حضرت اسکو اندر طلب فرماتے تھے اور جسقدر
مریدین ارباب تلقین ہوتے وہ سب کے سب
حاضر ہوتے تھے حضرت مخدومؒ تنہا چوکی پر جلوہ افروز
ہوتے تھے مریدین آپ کے دونوں جانب بیٹھتے تھے
اور جسکو تلقین ذکر کرنا ہوتا وہ مجمع مین حضرت مخدوم
کے مقابل نزدیک ہی بیٹھتا۔ پہلے حضرت خود ذکر
فرماتے اسکے بعد وہ ذکر کرتا جو داہنے جانب ہوتا
اسکے بعد وہ ذکر کرتا جو بائین جانب ہوتا، اسی طرح
سے وہ لوگ بھی ذکر کرتے جو اخیر مین بیٹھے ہوتے
پھر اوس سے ارشاد فرماتے جو تلقین ذکر سیکھنا چاہتا
جیسا کہ انلوگون نے کہا ہے تم بھی کہو اس کے بعد
آپ اسے کچھ عنایت فرماکر واپس کرتے تھے، پہلے آپ
ذکر دو حلقی کی تلقین کرتے تھے اور ذکر فنا و بقا مراقبہ
علم بھی ارشاد فرماتے اسکے بعد اسکی حالت کے
مناسب از راہ لطف و مہربانی دوسرے اذکار
بھی بتدریج ارشاد فرماتے۔ جیسے کہ ایک رکنی۔
دو رکنی۔ سہ رکنی۔ چہار رکنی۔ ذکر شیخ خالدؒ۔ ذکر
سہروردیان۔ ذکر ہندی۔ خاصہ حضرت فریدالدین
رضی اللہ عنہ۔ ذکر اجابت۔ ذکر طریقت۔ ذکر کشف
ارواح۔ کشف قبور۔ ذکر ابدال۔ ذکر لا ہو الا ہو۔
ذکر ربوبیت۔ ذکر الوہیت۔ ذکر صمدیت ذکر یا حی یا قیوم
ذکر حبس تجلی۔ ذکر کبریائی۔ ذکر وحدت ذکر متکلم و مخاطب

وچون سر دو ذکر آید دل را باز دارید که الذکر بالقلب وسوسة الذکر باللسان معاینة ومی باید که ربط بر دل باقوت زند با نگاهداشتن دم چنانکه چه بهار دل در گداز آید ودمن دل بجنباید وچون فتح شد مقصود حاصل گردد که لا ہجرة بعد الفتح فافهم واغتنم اشارے صریح تر بر تلقینات حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کرده شده است وبعضی وقت برکسے مرحمت می کردند وآیتے ودعاے ہم تلقین میکردند چنانکه خدمت مولانا نصیر الدین قاسم دعاے آغاز از الہ العالمین والآخرین تلقین کردند وبعد ازان چون در روضۂ مخدوم زادۂ بزرگ روز چہارشنبہ اجتماع یاران شد ندے حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بر ہمہ رخ آوردند ہر یکے را از یاران کبار پرسیدندے من شمارا این دعا تلقین کردم ایشان ہمہ گفتند خیر فرمودند دیروز مولینا ابو الفتح را تلقین کردم ہمہ تعجب کردند ودانستند بر مولانا مذکور کمال لطف است ومرحمت بسیار است وچون خدمت مولینا علاء الدین در گلبرگہ آمدہ بودند. روز عرفہ بعد تجدید بیعت چیزے مخصوص فرمودند تا بدان ملازمت کنند بیان کردن این بتصریح رخصت نیست وچند

اور دوسرے ذکر ومراقبات بھی بتدریج ارشاد فرماتے مثلاً مراقبہ معیت ۔ مراقبۂ طریقت مراقبہ قرب ۔ مراقبہ احاطت ، مراقبہ افعال ، مراقبہ صفات ، مراقبہ ذات مراقبہ استوار ۔ مراقبہ فنا ، مراقبہ شہود ۔ مراقبہ وجود مراقبہ تصور ۔ مراقبۂ جمال مراقبۂ آئینہ ۔ مراقبہ پیر ۔ مراقبۂ ہویت ۔ مراقبہ فردانیت ۔ مراقبۂ صمدیت ، مراقبہ ر امانت ۔ مراقبہ ہیبت ۔ مراقبہ وجہ اللہ اور دوسرے مراقبے کہ اس سے زیادہ کہنا لکھنا مصلحت نہین ہے اس لئے کہ نااہل ان کے بیان کو دستاویز بنالین گے اور خود کو اس کام کا کرنے والا ظاہر کرین گے اگرچہ مغیبات کا جاننا سوائے اسکے جو اس کام کا محرم راز اور اس حال کا ذائقہ چکھے ہوئے ہے ، دوسرے کیلئے ممکن نہین ہے ۔ یہ تمام مراقبے اور اذکار مخدومزادان برخوردار رضی اللہ عنہم اور حضرت مولانا علاء الدین اور خواجہ احمد دبیر اور مولینا ابو الفتح اور قاضی راجا اور بعض دیگر مریدین جانتے ہین اور ان سے فوائد حاصل کر چکے ہین ۔ ؎

هنیئا لارباب النعیم نعیمہم
وللعاشق المسکین ما یتجرع

یعنی ارباب نعیم اونکی نعمتین مبارک ہون اور بیچارے عاشق کو جو مصائب برداشت کر رہا ہے مبارک رہین آپ ذکر خفی بھی تلقین فرمایا کرتے تھے وہ یہ ہے کہ ذکر خفی کرتے وقت ضرب کا اظہار کرنا نہ چاہئے لیکن

آن گفته شد ہم برین اختصار باید کرد کرات و
مرات می فرمودند - ہر کہ چہل روز بر تلقینات
من ملازمت کند بشرطی کہ من گفته ام اگر مقدمات
فتح باطن و کشوفات و تجلیات او را
ظاہر نشود فردا ء قیامت جنگ او بدامن من
والموفق ہو اللہ

اس ضرب کیساتھ جسقدر لوازم ہین سب ملحوظ رکھے جائین
آپ فرمایا کرتے تھے کہ ذکر بہت کرنا چاہئے تاکہ دل مین اتر
جائے اور جب دل مین اتر جائے تو زبان کو بند کر لینا
چاہئے کیونکہ زبان سے ذکر کرنا لقلقہ مین داخل ہے اور جب
ذکر مین بھید کی بات پیدا ہو جائے تو دل کو بھی روک لینا
چاہئے اس لئے کہ قلب سے ذکر کرنا وسوسہ مین داخل
ہے اور ذکر بالسر معائنہ ہوا کرتا ہے اور سانس روک
کر قلب پر زور سے ضرب لگانا چاہیے تاکہ دل کی چربی
پگھلنے لگے اور دل کا منہ کھل جائے اور جب یہ منہ کھل گیا
تو مقصود حاصل ہو گیا - فتح کے بعد ہجرت باقی نہین رہتی
اسے سمجھ لو اور غنیمت سمجھو اس سے زیادہ صریح اشارات
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ کے تلقینات کے متعلق کئے
جا چکے ہین بعض اوقات آپ کسی پر مرحمت فرماتے تو
کوئی آیت یا کوئی دعا بھی بتا دیا کرتے - چنانچہ مولانا
نصیر الدین قاسم کو ایک دعا جو الہ العالمین والآخرین
سے شروع ہوتی ہے تلقین فرمائی تھی -

اسکے بعد جب بڑے مخدوم زادہ کے روضہ پر بدھ
کے دن مریدوں کا مجمع ہوتا تو حضرت مخدوم رضی اللہ
سب کی طرف متوجہ ہوتے اور اکابر مریدین سے
استفسار فرماتے کہ مین نے تم کو یہ دعا تلقین کی ہے؟
سب عرض کرتے نہین تو ارشاد ہوتا کہ کل مین نے یہ
دعا مولانا ابو الفتح کو تلقین کی ہے - سب لوگ یہ سنکر
تعجب کرتے اور سمجھتے کہ مولانائے مذکور پر کمال عنایت

اور نوازش ہے۔

حضرت مولانا علاء الدین جب گلبرگہ میں حاضر ہوئے تھے تو عرفہ کے دن تجدید بعیت کے بعد حضرت مخدوم رض نے کچھ مخصوص چیز ارشاد فرمائی کہ مولانا اسکی مداومت کریں اس کی تصریح کی اجازت نہیں ہے اسیطرح کی چند باتیں کہی جاچکی ہیں اسی مختصر کو کافی سمجھنا چاہیئے حضرت مخدوم رض بار بار فرماتے تھے کہ جو شخص میری تلقینات پر جیسا کہ میں نے اسکو بتایا ہے عمل کرے اور پھر اگر فتح باب باطنی کے ابتدائی مراحل اور کشفیات و تجلیات اسپر ظاہر نہ ہونے لگیں تو کل قیامت کے دن اسکا چنگل اور میرا دامن ہے توفیق دینے والا وہی اللہ ہے۔ ھو الموفق والمعین۔

حاشیہ فارسی

کلمات طیبات

(منتخب از جوامع الکلم)

اصل خلاصہ انسان بر اختلاف است یکساعت ممکن نیست کہ بر یک حال مستقیم باشد در ہر ساعتے در نشست و خاست البتہ متردد و مختلف می باشد و باطن او مختلف تر از ظاہر است اصلا بر یک چیز قرار نمی گیرد۔ فرمودند مشکل کاریست کہ مردمان علی العموم گویند کہ ما عقیدہ داریم کہ خدا تعالے ہرچہ ما می کنیم می بیند و می داند و آنچہ میگوئیم می شنود

ترجمہ حاشیہ فارسی

کلمات طیبات

(منتخب از جوامع الکلم)

انسانیت کی بنا اختلاف پر ہے ایک حالت پر قائم رہنا ناممکن ہے ہر وقت انسان نشست و برخاست میں متردد و مختلف رہتا ہے اور ظاہر سے زیادہ انسان کا باطن مختلف ہوتا ہے کبھی ایک چیز پر مستقل نہیں ہوتا۔ کیا مشکل بات ہے کہ لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا ہمارے سب کام دیکھتا اور کل باتیں سنتا اور جانتا ہے لیکن پھر بھی ایسے کام کرتا ہے جو دوسرے کے

ولیکن کارہاے میکنند کہ ہرگز بدانشگی دیگری
و دیدن ہمچو خودی نکنند پس آن مجرد علمے
ہست کہ در گوشۂ دل پیچیدہ نہادہ اند۔ اما
عمل بر مقتضی آن در شخصے کم دیدہ می شود ؎

حق حاضر و ناظر است پیوست
تو خفتہ گہی جنب گہی مست

فرمودند مرد را باید ہر شبے باندیشد کہ روز چہ کردم
و در ہر روزے باندیشد کہ شب چہ کردم و کار
خود را با خود محاسبہ کند اگر مزید در کار دین بود
شکر آن گوید و بدان استقامت نماید و اگر
والعیاذ باللہ نقصانے و فتورے در کار دین
بود توبہ کند و بعض در گرد آن کار نگردد و بد انچہ
تواند تدارک آن کند فرمودند افعال باری
تعالے و تقدس متعلق بہ غرضے و علتے نیست و
عبثے و بیفائدہ نیست زیرا چہ حق تعالی حکیم است
والحکیم لا یعبث حکیم فعل عبث نکند اما فعل او
متعلق بہ حکمت و مصلحت باشد بے حکمتے و مصلحتے نبود
یا آن حکمت راجع بہ ما باشد یا بہ باریتعالی فرمودند صفات
حق تعالے بسہ نوع است صفات ذاتی چنانکہ
حیات و قدرت صفات فعلی چنانکہ خلق و رزق صفات
اضافی چنانکہ علیم و خبیر پس ہم تغیر کہ در صفات فعلی
اضافی بالنسبۃ الینا باید الا بالنسبۃ الیہ باید نقصے و تغیر
در ذات پیدا نکند حقیقتاً از ازل بالفعل خالق بود

علم اور اپنے ہی ہم جنس کے سامنے ہرگز نہ کر سکے
گا وہ علم مجرد گوشہ دل مین موجود ہے مگر اس کی
مرضی پر چلنے والے بہت کم دیکھے جاتے ہین
شعر ؎

حق حاضر و ناظر است پیوست
تو خفتہ گہے جنب گہے مست

یعنی خدا ہمیشہ حاضر و ناظر ہے اور تم غافل اور
غیر طاہر سو رہے ہو۔
آپ نے فرمایا کہ رات کیوقت انسان کو سوچنا چاہئے
کہ دن کو کیا کیا اور دن کو سوچنا چاہئے کہ رات کو کیا کیا
اپنے کامونکا حساب کرے اگر دین کے کام زیادہ کئے ہین
تو خدا کا شکر ادا کرے اور اسپر مستقل رہے اور خدا کی پناہ اگر
دین کے کام مین کچھ غفلت برتی ہے تو توبہ کرے اور
پھر ایسا کام نہ کرے اور جس طرح ممکن ہو اسکی تلافی کرے
اور فرمایا کہ خدا کا کوئی کام غرض کیساتھ وابستہ نہین ہے
نہ اسکا کوئی کام بیفائدہ و فضول ہے کیونکہ خدا حکیم ہے اور حکیم
فعل عبث نہین کرتا بلکہ اسکا کام حکمت و مصلحت کیساتھ
ہوتا ہے کوئی کام حکمت اور مصلحت سے خالی نہین ہوتا۔ عام
اس سے کہ اس حکمت کا مرجع انسان ہو کہ باریتعالے کی
ذات۔ فرمایا کہ خدا کے صفات تین طرح کے ہین۔ صفات
ذاتی جیسے حیات و قدرت، صفات فعلی جیسے خلق و رزق
صفات اضافی جیسے علیم و خبیر پس صفات فعلی و اضافی
بالنسبۃ الینا مین تغیر کا وہم ہوتا ہے حالانکہ بالنسبۃ الیہ

رسول اللہ می فرماید کان ولم یکن معہ شیئا
یعنی چون باختیار خویش خلق کرد خالق
بالفعل شد و بدین وہم تغیر در صفت فعلی
وصفاتی بالنسبۃ الینا بیاید و تغیر سے
در صفات او و ذات او نباشد او قادر
است بر خلق و بر رزق بالفعل و بالقوہ فی
ازل الازل مرید است مختار است ہر چہ خوش
آید و ہر وقتیکہ خواہد و ہر صفتی کہ خواہد
بکند و بکند نخواہد نکند تغییر و تعیین از
بہر ادات و مخلوقات باشد اما او تعالی
قادر بر خلق و رزق و بالفعل و بالقوہ اما ظہور
آن اوصاف بعد اختیار و ارادت شئے
بر صفتے معین و وقتے معین بود و ہم
تغییر یابی رود اما او تعالی بذاتہ وصفاتہ
منزہ است از تغیرات و از حدوث
وعیب زوال و اگر فرض کنیم کہ او خلقتے
نکردے و رزقے نہ دادی ہیچ در الوہیت
و در عظمت او و در صفت رازقیت او نقصے
و نقصانی نبودے اما این صفت او ظاہر
پیدا نبودے و ظہور کہ متعلق بما است لا
محالت او نیز تعلق بہ وقتے دون وقتے
باشد پس بہ ما تعلق بوقتے دون وقتے
کہ در بعض صفات صفات باری با حادث

ہوتا ہے ذات میں کوئی نقص و تبدیلی نہیں پیدا کرتا
خدا تعالی ازل میں خالق بالفعل نہ تھا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کان ولم یکن معہ شیئا
وہ موجود تھا اور اسکے ساتھ کوئی شی موجود نہ تھی۔ تب اپنے
باختیار خود خلق کیا تو خالق بالفعل ہوا۔ اسی سے اسکی صفت
فعلی واضافی بالنسبۃ الینا تغیر کا وہم ہوتا ہے حالانکہ اسکی
ذات و صفات میں کوئی تغیر نہیں ہوتا وہ رزق و خلق
پر بالفعل و بالقوہ ہر وقت قادر ہے وہ مختار ہے جو کچھ چاہے
جس وقت چاہے جس طرح چاہے کرے اور جو نہ چاہے نہ
کرے تغیر و تعین تو مخلوقات کی خواہشوں میں ہوتا ہے
خدا تو آفرینش اور رزق پر بالفعل و بالقوہ قادر ہے
لیکن ان صفات کا ظہور چیز کے اختیار اور ارادے
پر ایک معین حالت پر ایک خاص وقت میں
ہوتا ہے تغیر کا وہم ہوتا ہے لیکن وہ اپنی ذات و
صفات میں تغیر، حدوث اور عیب زوال سے پاک
ہے۔ فرض کرو اگر وہ پیدا نہ کرتا اور رزق نہ دیتا
تو اسکی الوہیت، عظمت، وصفت رزاقی میں کوئی
کمی نہ آتی۔ لیکن اسکی یہ صفت ظاہر نہ ہوتی
تو جو ظہور کہ ہم سے متعلق ہے وہ بھی کسی نہ کسی
وقت سے ہی متعلق ہوگا۔ پس ہمارا تعلق
کسی نہ کسی وقت سے جو صفات باریتعالی
کے ساتھ بوقت دون وقت سے ظاہر ہوتا
ہے اسکا مرجع ہم میں نہ کہ ذات باریتعالی

بوقتِ دون وقتِ می نماید آن راجع بہ حاجت
نہ بہ باری تعالیٰ و تقدس مطلق مصلحت از
احتیاج باشد و مصلحت در باب باری
تعالیٰ صفت مرضیہ اوست او فاعل مختار است
واجب الوجود است ممتنع العدم است موجب
بذات نیست یعنی او آن ذات نیست کہ از و
این افعال آید چنانکہ معتزلہ و فلاسفہ می
گویند و برین نفی صفات می کنند و می گویند
چون چشمۂ آب خواہد یا نخواہد آب ازوے
روان شود کذالک آتش سوختن و آب غرق
کردن گفتہ اند مذہب حق آن است لا علۃ لصنعۃ
وعلۃ کل شئ صنعۃ یعنی ہیچ چیزے علتے
موجب برائے صنع او نیست کہ او را مضطر در
صنع او کند سبب صنع او و باعث بر ایجاد
او و فعل او چیزے را۔ ہمان اختیار او و
ارادت اوست۔ ہرچہ می خواہد چنانکہ می خواہد تا
خویش بدون احتیاجے و ایجابے و اضطرارے
میکند ہمان فعل او و ارادت او افعال را
علت فعل او می گردد اگر او خواہد باختیار خویش
ہیچ نہ کند نکند نقصے بروا لاحق نہ شود و او را
احتیاجے بہ چیزے نہ باشد یفعل ما یشاء
ویحکم ما یرید لغیر و تبدل ولا یسئل عما
یفعل وھم یسئلون۔ فرمودند شاید

مطلق مصلحت احتیاج سے ہوتی ہے اور باری
تعالیٰ کے بارے مین مصلحت اسکی صفت مرضیہ
ہے وہ فاعل مختار واجب الوجود اور ممتنع العدم
ہے موجب بذات نہین ہے۔ یعنی وہ ایسی ذات
نہین ہے جس سے یہ افعال صادر ہوں جیسا
معتزلہ اور فلاسفہ کہتے ہین اور صفات کی نفی
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جیسے پانی کا چشمہ کہ وہ
چاہے یا نہ چاہے وہ جاری رہیگا۔ ایسا ہی
آگ کا جلانا اور پانی کا ڈوبانا مذہب حق وہ
ہے کہ لا علۃ بصنعہ وعلۃ کل
شئ صنعتہ۔ یعنی کوئی چیز اس کی
صنعت کی علۃ موجبہ نہین ہے کہ اسکی صنعت
مین اسے مضطر کرے۔ کسی چیز کی صنعت اور
ایجاد پر اسے پورا اختیار ہے جو چاہتا ہے
جسطرح چاہتا ہے اپنے اختیار سے بلا کسی
احتیاج اور تردد کے کرتا ہے اسکا ارادہ اور فعل
ہی اسکے افعال کی علت ہین اگر وہ اپنے اختیار
سے کچھ نہ کرنا چاہے تو نہ کرے اس کی ذات
مین کوئی نقص نہین آتا اسکو کسی چیز کی احتیاج
نہین ہوتی یفعل ما یشاء ویحکم
ما یرید لغیر و تبدل ولا یسئل عما
یفعل وھم یسئلون۔
فرمایا کہ مرشد کو یہ نہ چاہیے کہ مرید پر حملہ

مرشد را که یکبار بر مسترشد مواهب و موارد
را چون باران بروی بریزد که نه باندازۂ حوصله
او باشد که اورا از دست برد و ضایع شود
و اورا از ان حظے و برخورداری نگیرد بلکہ ہلاک
شود و ضایع میگردد می باید که اندک در
خور حوصلہ او ریزد تا انکہ قوت گیرد و بالی
مقاصد رسد در انکار شود از ابتدا و انتہا
لذت جمیع جزئیات گیرد و برخوردارے
شود و حظے کامل گیرد اول نوری و ناری پیدا
آید چون برین قوی گردد و مالک این شود۔
دیدنے وشنیدنے بعد زان نمودار صورتے
از سبب آن بمراتب دیگر رساند بمقصود
اعلی رسد۔ فرمودند تخم این توبہ است
سرمایہ ہمہ انبیاء و اولیا ہمین توبہ است
زیرا چہ انسان از ہفوتے و زلتے خالی نہ
باشد دست موزہ ایشان ہمین توبہ است
بمجرد آنکہ از ان حالت بحلا باز آمدند ہیچ از
کدورت آن بدیشان نہ گردد و اگر توبہ نبودی
ہیچ مقرب خدا نہ گشتی و لے کہ بمعالی ولایت
رسید بہ توبہ رسید نبی کہ بدرجہ نبوت
بر رفت ہم بہ توبہ بر رفت و باقی مقامات ہم
برین قیاس باشد۔ فرمودند پیر خدا را شناختہ
است و درین راہ سلوک کردہ است خیر و شر

تعلیمات کی بارش ایک ہی بار کر دے جو
نہ تو اسکے حوصلہ کے مطابق ہو اور نہ اسے کوئی
لطف آئے بلکہ برخلاف اسکے ہلاک و برباد
ہوجائے بلکہ مرید کے حوصلہ کے مطابق تھوڑی
تعلیم دے تاکہ وہ قوی ہو کر مرتبہ اعلی پر
پہونچ سکے ۔ صاحب معلومات ہوجائے
ابتدا سے انتہا تک تمام جزئیات سے
لطف اور فائدہ اٹھائے ۔ پہلے نوری اور
ناری ظاہر ہو جب اس پر قوی اور اس کا
مالک ہوجائے تو دیدنی و شنیدنی اسکے
بعد نمودار صورتے اسکے سبب دوسرے
مراتب پہونچائے تاکہ مقصود اعلی پر پہونچے
فرمایا کہ دین کا بیج توبہ ہے تمام اولیا اور انبیا
کا سرمایہ یہی توبہ ہے اسلئے کہ انسان لغزشوں
سے خالی نہیں ہوتا اسکا محافظ توبہ ہی ہے
اس لئے کہ جب توبہ کر کے خدا کے سامنے آئی تو
کوئی کدورت ان پر باقی نہیں رہتی اگر توبہ
نہ ہوتی تو کوئی مقرب خدا نہ ہوتا ولی کو ولایت
توبہ ہی سے ملی ۔ نبی نے درجۂ نبوت توبہ ہی
سے پایا ، اور دوسرے مقامات کو بھی اسی پر
قیاس کرنا چاہئے ۔ فرمایا ۔ پیر نے خدا کو
پہچان لیا ہے اور اس راہ پر چل چکا ہے اسکی
بھلائی اور برائی کو جانتا ہے ۔ اسنے دیکھا ہے

آن سید اند دیدہ است و برو گذشتہ است ہر کہ
بدو تہا ماند و راہ رہنمونی کند و خیر و شر آن را
آشنا گردانند و بحضرت حق کہ شناختہ اوست
ببرد بوسیلہ خویش این مرید را آشنا سا گرداند
اگر مردے از کوچہ بکوچہ دیگر راہ نداند و راست
از کژ تمیز نہ کند وقتے دران راہ رفتہ نباشد
بنا شناختہ یکایک خواہد کہ برود چہ میگوئی
بمقصود رسد غرض او بحصول پیوندد مردمان
گویند ما نماز میگذاریم و روزہ میداریم و مجاہدات
و ریاضات میکنیم پیران چہ می کنند
آرے چہ ہست شما می کنید اما باید اندیشید
کہ آدمی و کالا و اسباب میان دریا در
کشتی میسرود اما ملاح چہ می کنند
تا ملاح نباشد وہم سلامتے در خاطر
کسے نیاید کذالک پیر ہر چہ مرید کند اما سلامتی
از مہالک شیطانی جز بتعلیم پیر متوقع نیست
فرمودند سلطان ابراہیم ادہم را از اسم
اعظم پرسیدند گفت شکم را گرسنہ داری و
وتن را از حسد خالی بہر زبانیکہ بخوانی اسم
اعظم ہمان است. فرمودند اگر دل بفراغ با خدای
مشغول است و بندہ بمشاہدہ حق مستغرق ہر مقامیکہ
ہست بہشت است واگر والعیاذ باللہ نہ چنین
است خود اعلی علیین او را دوزخ است

اور راستہ پر گذری ہے جو اس کی آغوش مین آگیا ہے اسکی
رہنمائی کرتا ہے اور اسکی برائی اور بھلائی سے
مطلع کرتا ہے اور خدا کی بارگاہ مین جو اسکا پہچانا
ہوا ہے لیجاتا ہے اور اپنے وسیلے سے اس مرید
کو اسکا آشنا بناتا ہے. اگر کوئی ایک گلی
سے دوسری گلی کا راستہ نہ جانتا ہو ٹیڑھی اور
سیدھی راہ کی تمیز نہ رکھتا ہو اور کبھی اس راستہ
پر نہ چلا ہو تو تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ منزل
مقصود پر پہونچے گا؟ اور اس کی غرض پوری ہوگی
لوگ کہتے ہین ہم نماز پڑھتے ہین روزہ رکھتے ہین
عبادت و ریاضت کرتے ہین پیر کیا کرتے ہین
یہ ٹھیک ہے کہ تم سب کچھ کرتے ہو لیکن یہ سوچنا
چاہیئے کہ آدمی اور اسباب دریا کے اندر کشتی
کے ذریعہ سے جاتا ہے ملاح کیا کرتا ہے
اگر ملاح نہ ہو تو کوئی دریا سے سلامتی کا وہم بھی
نہ کرے اسی طرح پیر ہے کہ مرید جو کچھ کرتا ہے
کرتا ہے مگر مہالک شیطانی سے نجات سوائے
پیر کی تعلیم کے نہین مل سکتی. فرمایا لوگون نے
سلطان ابراہیم ادہم سے اسم اعظم پوچھا فرمایا کہ
پیٹ کو بھوکا اور جسم کو حسد سے خالی رکھکر جو اسم
پڑھو وہی اسم اعظم ہے. دل اگر فراغت سے خدا
کیطرف متوجہ اور مشاہدہ حق سے بندہ ہے تو جس
مقام مین ہو وہی بہشت ہے اور خدا کی پناہ

هر دلیکه مرده است او قابل حیات نیست و هر
دلیکه زنده است او قابل ممات نه باشد
فردا حشر ارواح و اجساد باشد اما حشر
قلوب نباشد آنکه زنده است هرگز نمیرد
حشر چه معنی دارد و آنکه مرده است هرگز زنده نشود
حشر او چگونه شود و آنکه گویند سرها خفتند
دلها بیدار همین معنی است ، فرمودند
اسباب حیات دل دوام ذکر بتلقین مرشد
و بودن چنانکه او میفرماید ترک بشریات کلی
نخواهد شد اما قسمتی خواهد کرد که تنبیه بر جا ماند و
کدورت بدل پیدا نه گردد فرزند دل که
ملهم باشد در مشهد حق و رسول حق بود با بعث
او رود و بفرمان او رود و بفرمان او هر چه باشد
کند آری بر مذهب حق او باشد و این صفت
زنده دلان است که ساعتةً فساعتةً بدل خویش
بر می آیند و تفحص اندوه میکنند . فرمودند
نسیان (نه که سهو) در صلوٰة عفو نیست زیرا چه
حالت صلوٰة حالت مذاکره است همچنان نسیان
صوفیان در هیچ حالی عفو نیست زیرا چه حالت
ایشان حالت مذاکره است ایشان همیشه در
مشهد حق و در مظهر رب اند پس دایم احوال
ایشان را حالت مذاکره است ، ایشان هست
در جمال خدا باشند اما ارکان نماز و آداب اولا

اگر ایسا نہین ہے تو اعلیٰ علیین بھی اسکے لئے دوزخ
ہے جو دل مردہ ہے زندہ نہین ہو سکتا جو دل زندہ
ہے وہ مر نہیں سکتا کل قیامت مین جسم اور روح
کا حشر ہوگا لیکن دلون کا حشر نہ ہوگا ۔ جو زندہ ہے
اور کبھی نہین مرتا اسکا حشر کیا اور جو مردہ ہے کہ
کبھی نہیں جی سکتا اسکا حشر کیسے ہو سکتا ہے ۔ لوگ
کہتے ہین کہ سر سوتے ہین اور دل بیدار ہین اسکے
یہی معنی ہین ۔ فرمایا دل کی زندگی کے اسباب یہ
ہین ۔ مرشد کی تلقین کے مطابق ہمیشہ ذکر کرنا اور
وہ جس طرح حکم دین اسی طرح رہنا وہ قطعاً ترک
بشریات کا حکم نہ دینگے مگر ایسی تقسیم کرینگے کہ غفلت طاری
نہ ہو اور دل مین کدورت نہ پیدا ہو جیسا دل ملہم
ہوتا ہے مشہد حق و رسول حق ہوتا ہے اسی کے
حکم پر چلتا اور اسکے فرمان کے مطابق عمل کرتا اور
وہی صحیح مذہب پر ہوتا ہے اور زندہ دلوں کی
یہی صفت ہے کہ گھڑی گھڑی اپنے دل ہی سے
اسکی تلاش کرتے ہین ۔ فرمایا نسیان (نہ کہ سہو)
نماز مین معاف نہین ہے اسلئے کہ نماز کی حالت
مذاکرہ کی حالت ہے ۔ اسی طرح صوفیوں کا نسیان
کسی حالت مین معاف نہین ہے کیونکہ انکی حالت
مذاکرہ کی حالت ہے یہ لوگ ہمیشہ مشہد حق و مظہر
رب مین رہتے ہین اس لئے انکی حالت ہمیشہ
مذاکرہ کی حالت رہتی ہے یہ لوگ خدا کے

غلط نکنند اما صلوٰۃ بغیر حضور صلوٰۃ نیست
لشبہ صلوٰۃ است حق تعالےٰ بکرم خویش
صورت نماز را حکم نماز داد فرمود ہر چیزی
آفتے دارد عشق را دو آفت است یکے آفت
ابتدا دوم آفت انتہا۔ آفتِ ابتدا این است
کہ چندان درد عشق و غم طلب معشوق بر وے
طاری شود کہ او را محیط گردد و مدتے برین برآید تا
او را در اں لذت کامل دست دہد و ہیچ رہ وصول
بمحبوب بر وے نکشاید بداند کہ جز از درد و غم
نقدی دیگر نیست ہمبران ماند بعد مرور ایام این
درد و غم طبیعت او شود و عادت گیرد و ذوق
درد نماند نہ لذت وصال شود و نہ ذوق
الم حرقت ہم چنین ضایع شود سرد گردد بیچارہ خود
ماند ہیچ از وے یادی نماند عاقبت او بر خسران
و حرمان باز آید۔ آفتِ انتہا این است کہ
چوں بوصال معشوق رسد مشغول بہ لذت
وصال گردد و حرقت فراق و الم ہجران از وے
برود و بعد مرور ایام وصال عادت و طبیعت
او گردد ذوق وصال ہم برود و مطلوب از
حالتین جز ذوق و خوشی و راحت محبوب نیست
چوں این حالتین مقصود فوت شود وصال
بے ذوق و فراق بے لذت و الم چہ کار آید
مرد سرد شود ہیچ از وے یاد نماند۔ عشق برود

جمال مین مست رہتے ہین لیکن نماز کے ارکان
و آداب مین غلطی نہین کرتے لیکن بغیر حضور قلب
کے نماز نماز نہین ہے نماز کی صورت ہے۔ خدا
اپنی عنایت سے صورت نماز کا نام نماز رکھتا ہے
فرمایا ہر چیز کے لئے ایک آفت ہے اور عشق کیلئے
دو آفتین ہین ایک آفت ابتدا اور دوسری آفت
انتہا۔ آفت ابتدا یہ ہے کہ اسپر عشق کا درد اور
طلب معشوق کا غم اس درجہ طاری ہو کہ اسے بالکل
گھیر لے اور ایک مدت گذر جائے حتی کہ اُسے پوری
لذت ملنے لگے اور کسی طرح محبوب تک پہونچنے
کی راہ نہ ملے اور سمجھ لے کہ سوائے درد و غم کے
اور کوئی چیز نہین ہے۔ ایک زمانہ گذرنے کے
بعد یہ درد و غم اسکی طبیعت ہو جائے اور وہ اسکا
عادی ہو جائے۔ پھر تو نہ ذوق درد رہجائے نہ
لذت وصال سوزش غم بالکل سرد پڑ جائے اور
اپنی جگہ پہ رہے اسے کسیکی یاد نہ رہے اسکا انجام
ٹوٹا اور رنج ہو۔ آفتِ انتہا یہ ہے کہ جب معشوق کا
وصال ہو وصال کے لطف مین مشغول ہو جائے
اور درد فراق اور الم جدائی کی سوزش
جاتی رہے اور کچھ دنون بعد وصال اس کی
عادت اور طبیعت ہو جائے اور لطف وصال
بھی غائب ہو جائے اور دونون حالتون سے
غرض صرف محبوب کی راحت و خوشی ہے جب

محروم از ذوق جمال محبوب گردد اگرچہ جمال
او باشد ذوق کجا کہ بران راحت گردد و
بجز وصال چہ کار آید اما عاشق برخوردار
آں است کہ در حالت ابتدا مشغول بلذت
فراق و ذوق الم و حرقت ہجران باشد و در
انتہا ہرچند کہ وصال او زیادت شود و
ذوق او مزید تر شود و طلب زیادت تر گردد
درد بر درد افزاید ذوق بر ذوق۔ وما یداین
عاشق را گویند عاقبت او بخیر شد و از
عشق خود برخوردار و حظ کامل گرفت والا والعیاذ
باللہ محروم و خائب و خاسر ماند بہترین حالات
عشق این است کہ زمانے فراق روزے وصال
ہمبرین تردد و تزلزل مینماید اگرچہ عارفان این را
نقصان گویند اما ذوق اینجاست بے آنکہ نظر
بر کمال یا بر نقصان کنی۔ فرمودند ہر کہ از ان خدا
شود ہمہ از آن او شوند ہر کسیکہ او ہم
از آن خدا باشد او را زیانے نرسد
این آن سودا نیست کہ درین وہم زیانے باشد
ہمہ سود در سود ست۔ آنکہ خدائے را برائے
خدا نہ پرستند از ترس دوزخ و حرص بہشت
پرستند او خدائے را نہ پرستند۔ فرمودند حق
تعالیٰ با ہر یکے رازے دیگرے و معاملتے دارد
کہ با دیگرے نیست با ہر یکے معاملت باشد

دونوں حالتوں کا مقصد فوت ہو جائے تو وصال
بے ذوق و فراق بے لذت کس کام کا۔ مرد سرد
ہو جاتا ہے اسکی کوئی آرزو نہین رہ جاتی محبوب
کے ذوق جمال سے محروم رہتا ہے۔ اگرچہ جمال ہوتا
ہے مگر ذوق کہان جو باعث راحت ہو اور صرف
وصال سے کیا ہوتا ہے لیکن کامیاب عاشق وہ
ہے کہ ابتدا مین لذت فراق، ذوق الم و سوزش
جدائی مین مشغول رہے اور انتہا مین جتنا وصال
بڑھے اتنا ہی اسکا ذوق بڑھے اور زیادہ طلب ہو
جائے۔ درد پر درد بڑھے ذوق پر ذوق زیادہ ہو
اس عاشق کو کہتے ہین کہ اسکا انجام بخیر ہوا اور
اسکو عشق سے فائدہ اور خوشی ہوئی ورنہ خدا کی
پناہ محروم و نامراد رہتا ہے۔ عشق کی بہترین حالت
یہ ہے کہ ایک مدت تک فراق رہے ایک دن
وصال ہو ایسا ہی ہوتا رہے اگرچہ عارف لوگ
اسکو نقصان کہتے ہین لیکن کمال یا نقصان پر نظر
کئے بغیر ذوق اسی مین ہے۔ فرمایا جو کوئی خدا کا
ہو جاتا ہے سب کچھ اسکا ہو جاتا ہے، جو خدا کا
ہوتا ہے اُسے کوئی مضرت نہین ہوتی۔ یہ وہ سودا
ہے جسمین گھاٹے کا گمان بھی نہین ہے فائدہ ہی
فائدہ ہے جو خدا کو خدا کے لئے نہین بلکہ دوزخ
کے خوف اور بہشت کی طمع مین پوجتا ہے وہ خدا
کو نہین پوجتا۔ فرمایا خدا ہر شخص کے ساتھ ایک

کہ با پیر نیست فرمودند حالت ممدوح در سماع
این ست کہ از خود نہ شود با خود باشد ہر چہ کند
وگوید و بداند لیکن حالتے اورا افزود گرفتہ باشد
کہ از ان حرکات و سکنات کہ دران وقت ازو
صادر می شود امتناع نہ تواند او، داگرچہ مرد
شیخ با عزت و عظمت است ولیکن دران
وقت ہیچ این عزت اورا مانع نیفتد باوجود آنکہ
آنچہ کند بداند ولیکن قدرت بر باز بودن
ازان نہ باشد چنانچہ مرد مغضوب درحالت غضب
آنچہ کند و گوید و بداند تا آنکہ زن را طلاق گوید
دآن زن معشوقہ اوست ثانی حال پشیمان شود
وسماع وقتے بیہوشی ہم آید ولیکن حالت
ممدوح نہ باشد چنانچہ میان شراب خواران
آنکہ اوست دبیہوش شود اورا اعتبار نہ کنند
فرمودند یکے از طرق وصول بمحبوب سماع ست
چنانکہ بہ نماز و تلاوت و روزہ بخدا برسند آنک
بہ سماع ہم برسند بلکہ در سماع جمع ہم و توجہ
کہ سرمایہ جمیع سعادتہا ست بیشتر است. فرمودند
حظوظ اہل سماع متفاوت باشد شاید کہ در مجمع
چند نفرے باشند حظ ہر یکے از عالمے دیگر و
ذوق ہر یکے از آہنگے دیگر و بیتے دیگر باشد۔
فرمودند تسخیر آفتاب و ماہتاب و سیارہ و یا
شیاطینے و دیوے خروج از دین است

معاملہ اور راز رکھتا ہے جو دوسرے کے ساتھ نہین
رکھتا۔ مرید سے جو معاملہ ہوتا ہے پیر سے نہین ہوتا
فرمایا سماع مین قابل تعریف بات یہ ہے کہ آپ
سے باہر نہ ہوجائے جو کچھ کرے یا کہے اسے جانتا
رہے لیکن ایسی کیفیت طاری ہو کہ جو حرکتین اس
سے ہو رہی ہون اسکو روک نہ سکے اگرچہ شیخ قابل
عزت و عظمت ہے لیکن اسوقت اسکی عزت
قطعی مانع نہ ہو، جو کچھ کرتا ہے اسکو جانتے ہوئے
بھی اس سے باز رہنے کی قدرت نہ رکھتا ہو جس
طرح غضبناک آدمی غصہ کی حالت مین جو کچھ کہتا
یا کرتا ہے جانتا رہتا ہے۔ یہان تک کہ اپنی محبوبہ
بیوی کو طلاق دیدیتا ہے اور پھر پشیمان ہوتا ہے
سماع مین کبھی بیہوشی بھی ہوجاتی ہے مگر ممدوح
حالت نہین ہے۔ جیسے شرابخوارون مین کہ جو
شرابی مست اور بیہوش ہوجاتا ہے اسکا اعتبار
نہین کرتے۔ فرمایا کہ محبوب تک پہونچنے کا ایک
ذریعہ سماع ہے جس طرح نماز، روزہ اور تلاوت
سے خدا تک پہونچتے ہین اسی طرح سماع سے بھی
پہونچتے ہین بلکہ اجتماع خیالات اور توجہ جو تمام
سعادتون کا سرمایہ ہے سماع مین زیادہ ہے
فرمایا اہل سماع کی دلچسپیان مختلف ہین ممکن ہے
کہ ایک مجمع مین کچھ لوگ ایسے ہون جنکی دلچسپی دوسرے
عالم اور دوسرے بیت سے متعلق ہو۔ فرمایا آفتاب

مرد مومن نہ کند. تسخیر علے چیزے خیر نیست مظلم و مکدر باطنی باشد کار اہل دل نیست ولیکن چون کسے را ولایت میدہند حق تعالیٰ فیض ان ہفت سیارہ را اثرے بدومی دہد۔ این سنت الہی است. فرمودند مرد را باید کہ ہر شبے وقت خفتن گرد تمام روزہ خود را باخود بہ نشیند باز گرداند بعد ازان بجنید اگر والعیاذ باللہ منہا ناشائستہ در وجود او آمدہ باشد ازان استغفارے و توبہ کند و باز گرد آن کار نہ گردد و اگر کارے خوبے مستحسنے و اشرع آمدہ باشد شاغل بدان باشد بار دیگر بدان توفیق خواہد و استقامت طلبد و شکر حق گزارد ہر کہ اینقدار کار کند او را فردا قیامت از حساب عرصات قیامت امنے تمام باشد فسوف یحاسب حساباً یسیرا ہم در باب او بود فرمودند شیوۂ دنیاوی کہ براں قوت بگذرد و حلال باشد مانع راہ خدا نیست و لے متوجہ بخدائے و نفس پاک می باید بعد ازان در ہر کار یکہ باشی باش ترا زیانے ندارد فرمودند ہر کہ او را خدائے تعالے نفسے پاکے و دلے متوجہ بخود داد و مستغرق بیاد خویش روزی کرد خمیر جملہ سعادت بدامن مراد او داد خواجہ باشی گو غلام باشی گو تاجر باشی گو کاسب باشی

ماہتاب، ستارے، شیاطین اور کسی دیو کا مسخر کرنا دین سے الگ ہوتا ہے۔ مرد مومن یہ کام نہیں کرتا تسخیر کوئی اچھا عمل نہیں ہے اس سے دل تاریک اور مکدر ہو جاتا ہے اہل دل کا کام نہیں ہی لیکن جب کسیکو ولایت ملتی ہے تو خدا اسے ساتون ستارون کے فیض کا اثر دیدیتا ہے یہ خدا کی عادت ہے۔ فرمایا انسان کو چاہئے کہ سوتے وقت دن کے تمام کاموں پر غور کرے اسکے بعد سوے۔ اگر خدا کی پناہ اس سے کوئی برائی ہوئی ہو تو توبہ کرے اور پھر ایسا کام نہ کرے اور اگر کوئی اچھا کام ہوا ہو تو اوس پر مستقل رہے اور خدا سے اسپر عامل رہنے کی توفیق مانگے اور اسکا شکر ادا کرے۔ جو ایسا کرے گا اسکو قیامت کے دن حساب سے امن رہیگا۔ فسوف یحاسب حسابا یسیرا۔ یعنی بہت آسانی سے حساب کیا جائے گا، اسی کے بارے مین ہوگا۔ فرمایا دنیا کی جائز پیشے جو روزی حاصل کرنے کے لئے ہوں خدا کی راہ کے لئے مانع نہیں ہین نفس پاک اور خدا کی جانب متوجہ دل چاہئے اسکے بعد جو کام چاہو کرو کوئی نقصان نہیں ہے۔ فرمایا کہ خدا نے جسکو نفس پاک، متوجہ اور اپنی یاد مین مستغرق دل دیا، اسکا دامن تمام سعادتون اور مرادون سے بھر دیا۔ آقا ہو یا غلام تاجر ہو یا پیشہ ور اگر وہ دو چیزین رکھتا ہے تو سب کچھ رکھتا ہے لیکن

اگر از ان دو چیز وا دارد او ہمہ دارد والا در حضرت
سبحانہ وتعالے بجوے نیرزد و اورا بہیچ پلہ نہ
سنجند ہرچہ از تعلقات دنیوی کہ سبب تحصیل دنیا
است پیشہ و حرفے است مانع راہ خدا و منافی
قربت حق نیست فرمودند در اصطلاح صوفیان
یک لفظ نفس است یعنی ہیچ دمے بے مشاہدہ
محبوب بر نیاید۔ این را نفس گویند فرمودند
بے یاد دوست دم مزن و بے شہود او یک
ساعت مباش۔ انفاس و خطرات دل پریشان
مگذار بر یک چیز بدار و ہمان را بخواہ و ہم بر آن
باش و بغیر آن نفس و خطرہ بر خود روا مدار
فرمودند اگر بر ہوا پرد و یا بر آب رود و آنچہ
بیند ہمان شود و با مردان غیب ملاقات کند و
آنچہ بیند از خداے ہمان شود و ہرچہ در دلش
گذرد ہمان باشد نہ طعام خورد نہ آب سیر و
طیر کند با این ہمہ او شیخ نہ باشد و لایق
شیخی نبود۔ شیخ او باشد کہ برو کشف ارواح
شود و کشف قبور باشد و ملاقات
ارواح انبیا شود و تجلی افعال و صفات
و ظہور ذات بود و ز عقبہ فنا و بقا گذشتہ بود
و فہم آن معانی نقد وقت او باشد او
شیخ باشد ۔

خدا کی درگاہ مین کوئی حقیقت نہین رکھتا ۔
دنیاوی تعلقات پیشہ وغیرہ جو تحصیل دنیا
کا ذریعہ ہین ۔ راہ خدا و قرب حق کے منافی نہین
ہین ۔ فرمایا صوفیوں کی اصطلاح مین یک لفظ
نفس ہے یعنی کوئی سانس محبوب کے مشاہدہ بغیر
نہ آئے اسکو نفس کہتے ہین ۔ فرمایا دوست کی یاد
بغیر سانس نہ لے اور ایک دم بھی بلا اسکے شہود
کے نہ رہ دلمین پریشان خطرات نہ لا ایک چیز
پر قایم رہ ۔ اسی کو چاہ اسی پر قائم رہ اور اس
کے سوا کوئی خطرہ اپنے دل مین نہ لا ۔ فرمایا
اگر کوئی ہوا پر اڑے پانی پر چلے جو کچھ دیکھے
وہی ہو ۔ مردان غیب سے ملاقات کرے ۔
اسکے دلمین جو گذرے وہی ہو نہ کھائے اور
نہ پانی پیئے ان سب کمالات کے ہوتے ہوئے
بھی وہ شیخی کے لایق نہین ہے ۔ شیخ وہ
ہے جسپر کشف ارواح ہو کشف قبور ہو، ارواح
انبیا سے ملاقات ہو ، افعال و صفات و
ظہور ذات کی تجلی سے متجلی ہوں اور
منزل فنا و بقا سے گذر گیا ہو ، اور ان مطالب
کا سمجھنا اسکا خاص جوہر ہو ۔ وہ شیخ ہوگا ۔

حاشیہ

حضرت بندہ نواز سید محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کی

چند غزلیں و رباعیات

منتخب از جوامع الکلم۔ تخلص ۱۔ ابوالفتح ۲۔ محمد

غزل

ہر کہ از درد من خبر دارد — دست بر سینہ یا کمر دارد
آہ من ہر کہ در سحر شنود — تا دم صبح چشم تر دارد
شوخ سنگ چشمے و فتنہ باز بود — ہر کہ بر روے او نظر دارد
ہمچو من مبتلا شود یکبار — ہر کہ در کوے او گذر دارد
ترک غمزہ اگر کشاید تیر — سینہ را اہل دل سپر دارد
کبک رفتار از بلندپری — مرغ دل را بدیدہ پر دارد

اے ابوالفتح عشق را بشناس
مرد عاشق کجا خبر دارد

تا کہ با ماست جان ما بوجود — یار از ما نمی شود خوشنود
من ز اندوہ و درد و غم نالم — یار از لطف خود ہمی نشنود
ما کجا و وصال او ز کجا — ہمدرین درد شاد باید بود
وصل را از خیال بیرون نہ — ہر کہ با درد ساخت او آسود
راہ وصلش دراز بے پایانست — ماندہ شد ہر کہ راہ را پیمود
با تو نقدست درد ہمواره — نقد بہتر ز وعدۂ نخلود
اے محمد نہ مونس است و نہ یار — ہست اندوہ و درد و غم موجود

شعاع آفتاب مهر افروز — برآمد صبحگه روشن تر از روز
فروغ شمع از پروانه پرسند — چه گوید جز مزید سوز بر سوز
بقدر هر وجود جامه دوزند — بلا و غم لباس ماست در روز
محمد خیره کرد دست عقل دیده — شعاع آفتاب مهر افروز

مگر آواز خاست از قعر چاهی — ز دست درمند از سینه آهی
مگر از آشیان و جفت دوری — نوای قمری که می نالی صباحی
چو من می باش در درد آشام و غمخوار — که من هم زین نمط دارم کلاهی
ترا من دوست می دارم اگر هیچ — نه کردستم جز این دیگر گناهی
چه بد افتد ترا ای شاه خوبان — اگر باشد گدای نیک خواهی
اگر خوانی و گر رانی تو دانی — ندانم من جز این دیگر پناهی
روم اکنون کجا آواره ایدل — بکی ده کوه سپید و روسیاهی
محمد جز درش دیگر دری نیست — ندانم من جز این هیچ راهی

بر دل را جوان تر سازاد — عقل را کند عشق از بنیاد
همه را عدل راست انصافی — نیست در شرع عشق جز بیداد
نیست امید زیست و خاستنش — هر که او تیر عشق خورد افتاد
ذوق دشنام یار پرو زمن — راحت ذکر و لذت اوراد
ای محمد بجز تو کیست دگر — بندهٔ وقت و از جهان آزاد

دوستان می دهند پند مرا — دشمنان طعنه ها زنند مرا
پیر گشتی و عشق سے بازی — اجتهاد از سرشت چند مرا
منکه مخلوق عشق باز هستم — کے بود پند سودمند مرا

منکہ آزاد سرفراز ستم | زلفِ او گشت پائے بندِ مرا
خانمان و دلم پریشاں شد | جعد او دربلا فگند مرا
گریہ و آہ چیست ہر نفسے | دوستی کرد دردمند مرا
سوزشِ شمع رُخ فزوں بدہد | گریہ سوزند چوں سپند مرا
تابہ عشق گرم تر بکنند | چون کبابے براں بہند مرا
پر و بالت مگر محمد سوخت | بیخ و بنیاد عشق کند مرا

ہمیدانم کہ آن بدخو برین دل ماچہ می بازد | سوارست می آید سمندِ حسن می تازد
غبار از سینہ می خیزد و جاں از درد می نوزد | مگر آن شہسوارِ من بمیداں گوئی میبازد
ہمہ عالم نظر دارد بجاہ و مال خود آخر | چہ عیب ست این جوانِ من بحسنِ خویش میبازد
تعالی اللہ کہ دنیا چناں موزوں و زیبائی | توانہ جز خدائے من چنین نقش دگر سازد
لب لعل و سیہ خال حبش باروم یکجا شد | زہے سکینِ دل بیدل و لشکر بکطرف تازد

اجازت بوسہ گر باید محمد عاشقِ بیدل
ہمی معذور میدارش ہستی گر لبش گازد

رباعیات

بے شمع رخی اگر نہ سوزم چہ کنم | صد بارہ دلے شدہ نہ دوزم چکنم
چون عکس مہے وہر در چشم آید | اے مردم اگر بمی فروزم چکنم

دل در پئے دلبرے نپوید چہ کند | از درد فراق جاں بخوید چہ کند
دل آئینہ عکس بت در و شد پیدا | دل خود در اعین بت نگوید چکند

در دیدہ بجائے خواب آبست مرا | زیرا کہ بدیدنش شتابست مرا
گویند بخسپ تا بخوابش بینی | اے بیخبراں چہ جائے خوابست مرا

باب پنجم

در تصانیف حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

بدانکہ تصانیف حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بسیار است ملتقط تفسیر[1] قرآن در قالب سلوک و تفسیرے[2] دیگر آغاز کردہ بودند بر طریق کشاف موازنہ پنج سیارہ شدہ بود بیشتر تمام نشدہ بود حواشی کشاف شرح[4] مشارق در قالب سلوک ترجمہ[5] مشارق معارف[6] شرح عوارف ترجمہ[7] عوارف شرح تعرف[8] شرح[9] آداب المریدین عربی و پارسی شرح[10] فصوص۔ شرح[11] تمہیدات قاضی عین القضاۃ۔ ترجمہ[12] رسالہ قیشری و آن کتابے است برأسہ خطائر[13] القدس و آن را عشقنامہ ہم میگویند رسالہ[14] استقامت الشریعۃ بطریقۃ الحقیقۃ ترجمہ[15] رسالہ شیخ محی الدین ابن اعرابی رسالہ[16] سیر النبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ شرح[17] فقہ اکبر دو عدد یکے عربی دوم[18] فارسے حواشی[19] قوت القلوب اسمار[20] الاسرار حدایق[21] الانس ضرب[22] الامثال۔ شرح[23] قصیدہ امالی شرح[24] عقیدہ حافظیہ۔ عقیدہ[25] چند ورق رسالہ[26] دربیان اداب سلوک رسالہ[27] دربیان اشارت محبان رسالہ[28] دربیان ذکر۔ رسالہ[29]

باب پانچوان

حضرت مخدومؒ کی تصانیف کے بیان مین

حضرت مخدوم کی تصانیف کثیر ہین۔ ملتقط[1] قرآن کی تفسیر سلوک کے رنگ مین دوسری[2] ایک تفسیر آپنے کشاف کے طرز پر شروع فرمائی تھی اور تقریباً پانچ پارہ تک ہو چکی تھی مگر پوری نہ ہوسکی۔ کشاف[3] کے حواشی۔ شرح[4] مشارق قالب سلوک مین ترجمہ[5] مشارق۔ معارف[6] شرح عوارف۔ ترجمہ[7] عوارف۔ شرح[8] تعرف۔ شرح[9] آداب المریدین فارسی و عربی۔ شرح[10] فصوص الحکم۔ شرح[11] تمہیدات قاضی عین القضاۃ ہمدانی۔ ترجمہ[12] رسالہ قشیریہ یہ ایک مستقل کتاب ہے۔ خطائر[13] القدس جسکو عشقنامہ بھی کہتے ہین۔ رسالہ[14] استقامت الشریعت بطریقۃ الحقیقت ترجمہ[15] رسالہ شیخ محی الدین ابن عربی۔ رسالہ[16] سیر النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شرح[17] فقہ اکبر عربی و فارسی[18]۔ حواشی[19] قوت القلوب۔ اسمار[20] الاسرار حدایق[21] الانس۔ ضرب[22] الامثال۔ شرح[23] قصیدہ امالی۔ شرح[24] عقیدہ حافظیہ۔ عقیدہ[25] چند ورق رسالہ[26] بیان آداب سلوک۔ رسالہ[27] اصحاب حب و عشق کے اشاروں کے بیان مین۔ رسالہ[28] ذکر کے بیان مین۔ رسالہ[29] معرفت کے بیان مین۔ رسالہ[30]

در بیان معرفت۔ رسالہ[30] در بیان رایتُ ربیّ فی احسن صورة۔ رسالہ[31] در بیان بود و ہست و باشد و خلافت[32] نامہ مخصوص برای خدمت مولنا علاء الدین گوالیری نویسانیدہ بودند و خلافت نامہ برای قاضی اسحاق چھترہ خلافت نامہ برای خدمت قاضی سلیمان برادر قاضی اسحاق و خلافت[35] نامہ مخصوص بجہت شیخ صدر الدین خواند میر و خلافت[36] نامہ بجہت خدمت مولانا ابوالفتح علاء الدین گوالیری نویسانیدہ بودند کاتب این سیر محمدی راجی برحمت ربانی محمد علی سامانی در فترت مغل برابر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در گوالیر می بود نسخۂ خلافت نامہ خدمت مولنا علاء الدین نبشتہ شدہ بود و در وقت خلافت یافتن خدمت مولنا ابوالفتح نیز در گلبرگہ حاضر بود و نسخۂ خلافت نامہ ایشاں ہم نبشتہ شدہ بود۔ در وقت یافتن دیگر مخادیم حاضر نبود و ایشان سکونت در گلبرگہ نداشتند کہ نسخۂ خلافت نامہ ایشان کتابت کردہ شود یک خلافت نامہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در دہلی کنانیدہ بودند نام کسے دران نبود آخر وقت نامہاے بعضی خلفاء دران درج کنانیدہ بودند این ہر

بیان رایت ربی فی احسن صورة مین۔ رسالہ[31] بود وہست و باشد مین۔ خلافت[32] نامہ جو خاص حضرت مولانا علاء الدین گوالیری کے لئے لکھوایا تھا۔ خلافت[33] نامہ قاضی اسحاق چھترہ۔ خلافت[34] نامہ قاضی سلیمان قاضی اسحاق کے بھائی کا۔ خلافت[35] نامہ مخصوص شیخ صدر الدین خوند میر کے لئے۔ خلافت[36] نامہ مولانا ابوالفتح بن مولنا علاء الدین گوالیری[1]۔ اس سیر محمدی کا لکھنے والا راجی رحمت ربانی محمد علی سامانی مغلوں کے ہنگامہ کیوقت گوالیر مین حضرت مخدوم کے ہمرکاب تھا۔ اسی نے خلافت نامہ کی نقل کرکے حضرت مولانا علاء الدین کو دیا تھا۔ مولنا ابوالفتح کی خلافت کے وقت بھی گلبرگہ مین حاضر تھا اور یہان بھی وہ خدمت انجام دی تھی۔ البتہ دوسرے مخدومون کے خلافت پانے کیوقت موجود نہ تھا۔ یہ لوگ گلبرگہ مین سکونت پذیر نہ تھے کہ ان کے خلافت نامون کی مین نقل کرکے دیتا۔ حضرت مخدوم نے ایک خلافت نامہ دہلی مین لکھوایا تھا اس مین کسیکا نام نہ تھا آخر وقت بعض خلفاء کا نام اسمین آپ نے درج کرایا تھا۔ یہ تینوں خلافت نامے یہاں درج کئے جاتے ہین۔

[1] اسکے علاوہ اور کتابین بھی ہین جو مترجم کی نظر سے گذری ہین اونمین سی بعض دکھنی اردو مین ہین جو عوام کی تعلیم کیلئے تصنیف کیگئی ہین۔

خلافت نامہ یہن جا درج کردہ شدہ اند خلافت
نامہ خدمت شیخ علاء الدین گوالیری قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ الَّذی تفرَّدَ بالوحدانیّۃِ
الاَزلیۃِ وَتوحَّدَ بالفردانیّۃِ الاَبدیّۃِ
وَاَکمَلَ بعنایتہٖ اُبھتَ الدینِ القویمِ
وَاَظھرَ برعایتہٖ مشارعَ الصراطِ
المُستقیمِ وَاَسَّسَ قواعدَ الارشادِ
باولیائہٖ واحکَمَ مبانی الرشادِ
باصفیائہٖ وَخصَّ اَھلَ الوِدادِ
بالفضلِ العظیمِ وَفتحَ علیہم بحظٍّ
جسیمٍ نحمدُہٗ علی الوسعِ وَالامکانِ
ونستعینُہٗ علی وِجدانِ اسبابِ
الرضوانِ وَنشھدُ ان لا الٰہ الا اللّٰہُ
وَحدَہٗ لا شریکَ لہٗ شہادۃً دعتْ
صاحبَھا الی جنانِ الوجدانِ وحفظتْ
قائلَھا عن نیرانِ الفقدانِ ونشھدُ
انَّ محمدًا عبدُہٗ وَرسولُہُ الذی
علیٰ بہٖ سلالیمُ الاسلامِ وَقوَّیٰ
بہٖ ایمانَ الایمانِ وَارتفعَ شرفُ
الشرفِ وَامتلأ قدورُ القدرِ
ووصلَ ارحامَ المرحمۃِ وطلعَ شفقُ

خلافت نامہ مولانا شیخ علاء الدین گوالیری قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام حمد اللہ کیلئے ہی جو اکیلا ہے۔ وحدانیت ازلیہ اور یکتا
ہے فردانیت ابدیہ کے ساتھ۔ دین محکم کی روشنی
اور تازگی اسنے اپنی عنایت سے مکمل کردی اور شرع
مستقیم کی راہین ظاہر فرمادین اوسنے اپنے اولیائکے
ذریعے سے دین کی بنا ڈالی۔ اور برگزیدہ
لوگوں کے وسیلہ سے رشد و ارشاد کی بنائین
مضبوط کین اور خاصکر محبوں کو بڑی فضیلت دی
اور انپر نصب وافر کا دروازہ کھولدیا۔ حتی الامکان ہم
اسکی حمد کرتے ہین اور اسی سے اسباب خوشنودی
کے حصول کیلئے مدد طلب کرتے ہین اور گواہی دیتے
ہین کہ سوائے اللہ کے اور کوئی معبود نہین ہے، وہ
اکیلا اور تنہا ہے کوئی اسکا شریک نہین۔ ایسی گواہی
جو شاہد کو وجدان کو جنت کیطرف بلاتی ہے اور
محرومی اور گمراہی کی دوزخ سے محفوظ رکھتی ہی
ہم گواہی دیتے ہین کہ بیشک محمد صاحب اسکے
بندہ اور رسول ہین جنکی وجہ سے اسلام کے درجے
بلند ہوئے اور ایمان حقیقی کی حفاظت ہوئی اور
شرف و بزرگی کا معیار بلند ہوا۔ آپ نے قدر و انداز
کی دیگون کو بھر دیا۔ اور مہربانی کے رشتونکو ملادیا

الشفقة وغاب فجر الفجور ونصلي
عليه وعلى آله الذين لم يستر اقمار
دينهم بغمام الشك والبلاء
ولم يحجب انوار يقينهم باكمام البدعة
والاهواء صلوة تكون جزاء
لفضلهم ومكافات بعلمهم ما
طلع في الخضراء نجم ونجم في
الغبراء طلع اما بعد فقد
جرت سنة الله سبحانه ان لا
طريق لاحد ولا سبيل لواحد ان
يقف بين يديه الا بابتغاء الوسيلة
وجعل الامام نصا مين
عليه نصب الوصي وجعل الام
نصا بين علمه نصب الوصي
اماما لسادات القوم حتى
بقيت تلك الطريق الى اليوم
حتى تسلسلت السلسلة فيه
الى الشيوخ حتى اليوم و
انصب بالشيخ الامام
قدوة الانام قاعد الكرام

شفقت کی شفق آپ کی ذات سے پھیلی اور
فسق و فجور کی صبح آپ ہی کیوجہ سے نابود ہوئی ہم
صلوۃ و درود بھیجتے ہین آپ پر اور آپکی اولاد پر جنکے
دین کا چاند شک اور بلا کے ابر مین نہین چھپا اور نہ
انکے یقین کی روشنی پر بدعت اور خواہشات نفسانی کی
آستینون کا پردہ پڑا ایسا درود جو انکی فضیلت کی پوری
جزا دے اور انکے علم کا پورا بدلہ ہو جبتک آسمان کے
سبز گنبد مین ستارے رہین اور زمین سے پودے اگتے
رہین۔ حمد و صلوۃ کے بعد معلوم ہو کہ اللہ تعالے سبحانہ کی
عادت شریف یون جاری ہے کہ نہ تو کسی شخص کو اسکی بارگاہ
تک پہونچنے کا بطور خود کوئی راستہ ملتا ہے اور نہ اس
کی پیشگاہ مین اسوقت تک رسائی ہو سکتی ہے
جبتک وہ اپنے لئے کوئی وسیلہ نہ تلاش کرے اور
کسی امام کو خدائے عز و جل کے علم کے سامنے اسطرح نہ ظاہر
کرلے جسطرح وصی کو سادات قوم کے سامنے کھڑا
کیا کرتے ہین۔ اور یہ طریقہ آجتک باقی ہے اور
شیوخ طریقت سے ہوتا ہوا آجتک یہ سلسلہ چلا آتا ہے
اور حضرت شیخ امام خلق خدا کے پیشوا اچھے لوگون کے
سردار بڑے بڑے لوگون کو راہ راست کیطرف
بلانے والے۔ نصیر الحق والدین محمود بن یوسف
اودھی چشتی قدس سرہ کی ذات مبارک سے قائم
ہے اللہ انکی قبر کو منور فرمائے۔ انھون نے
پوشیدہ طور سے اشارہ فرمایا اور رمز ہی رمز مین

داعی العظام نصیر الحق والدین
محمود بن یوسف الاودھی ثم
الچشتی قدس سرہ ونور ضریحہ
واشار باشارۃ خفی ورمز
سنی وذلک ان کان اشارۃ و
رمز الکسر تلک الاشارۃ وذلک
الرمز لیس مما یمکن البتۃ والغمز
بل کان اظہر من الصریح وابین
بینھم من التنبیہ بعد ان کان
قولا صریحا وکلاما صحیحا واشار
ایضا الی ان علیک ان ترشد
القابل وتوصل الطالب الناھل
اللھم الزمان زمان الفترۃ والاوان
اوان النقصۃ کنت مترددا و
بقیت مترصدا ھل تیسر لی ان
امضی ھذا الامر بقولی وحالی
حتی رایت شخصا تنسم شیئا
من نصیبنا ھذا حیث یصح ان
تقول ھو الذی ولد من سری
ونتیجتی الذی برز من ضربی صالحا
تارکا ھذا متعبدا یلبس الخرقۃ
لقابلیھا ویفقہ الطریقۃ لموالیھا
بشرط ان یفھم التعریفات الالھیۃ

مجھسے فرمایا۔ اگرچہ وہ اشارہ اور رمز اشارات سابق
کا توڑنے والا تھا۔ اور یہ اشارہ نہ تو کسی ایسی چیز کی
طرف تھا جو دائرہ امکان سے خارج ہو کر ابھی ظہور
مین نہ آئی ہو۔ ایسی چیز کیطرف تھا جو بالکل راز سربستہ
ہو بلکہ صریح سے بھی زیادہ ظاہر اور تنبیہ سے بھی زیادہ
صاف تھا۔ اگرچہ یہ قول صریح و صحیح تھا پھر بھی مجھہ
سے اشارہ فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کر لو کہ جس شخص مین
استعداد ہو اسکو راہ بتانا اور ایسے طالب کو جو تشنہ ہو
خدا تک پہونچانا۔ اے اللہ یہ فترت اور مایوسی کا زمانہ
اور نقصان و کمی کا وقت ہے۔ غرضکہ مین کوشش اور
جستجو مین رہا کرتا تھا اور منتظر تھا کہ یہ امر میرے لئے
آسان ہو جائے تاکہ مین اسکو اپنے قول اور حال
سے پورا پورا نباہ سکون حتی کہ مین نے ایک شخص کو
دیکھا جسکو میرے اس حصہ کی ہوا کچھ لگی تھی اور اس
حیثیت سے اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہوگا کہ وہ میرے
باطن کے بھید سے پیدا ہوا ہے اور میرا بچہ ہے جو میری
پستان سے پرورش پاکر ظاہر ہوا ہے۔ صالح۔ تارک
اور عبادت گذاری جو لوگ اس قابل ہونگے اونکو
یہ خرقہ پہنا سکیگا اور جو لوگ اس طریقہ کے شیدا ہونگے
انکو اس شرط کے ساتھ آگاہ کر سکیگا کہ تعریفات الٰہیہ
کو سمجھین اور ایسے امور اخرویہ پر مطلع ہون۔ جیسے کشف
قبور۔ صحبت ارواح۔ پل صراط کا علم۔ حوض کوثر۔ دوزخ
آگ سے نجات جنت مین جانا فائز المرام ہونا۔ نہ وہ

ویطلع علی الامور الاخرویة الکشف
القبور وصحبة الارواح والعلم
بالصراط والحوض والنجاة من
النار ودخول الجنة والفوز وان
لایختلف علی اهل الدنیا لایطلبهم
بالقهر والغلظة والمصلحة لمرات
کالنصح والعظة وان لایرکن
الی اسبابها واحبابها ویکون
فارغا للوقت مشغولا بمصلحة
وان یغتنم لیلة الفاقة وان نزل
نزیل ولیس عنده شیٔ ونضیف
بقلیل ویغتنم تلک الحالة کل
الاغتنام کما هو داب سادات
الانام یا علاء النصیر علیک ان
تکون لبریة القدیر هادیا ومرشدا
بوصف النذیر والبشیر بتوفیق
الله ان فعلت کما امرت به فانت
خلیفتی علی المسلمین والا فانه
خلیفتی رب العالمین بالحق الیقین
والصلوة علی رسوله سید العارفین
وقائد المحبین - والسلام

اہل دنیا کے پاس جایا کریگا اور نہ انسے کوئی چیز
شدت وسختی کیساتھ طلب کیا کریگا جیسا ناصح اور
واعظ کیا کرتے ہین اور اسباب دنیا اور اس سے
محبت کرنیوالون کی طرف مائل نہ ہوگا اپنے وقت کے
لئے بالکل فارغ رہیگا، اپنی باطنی مصلحت مین مشغول
رہیگا۔ فاقہ کی رات کو غنیمت سمجھیگا اور اگر ناداری
کے وقت اسکے یہان کوئی مہمان آجائیگا تو تھوڑی
سی چیز سے بھی اسکی مہمانداری کریگا اور اس حالت
کو بہت غنیمت سمجھیگا یہ بات سادات کا خلق ہے
اور بہت غنیمت ہے علاء نصیر تمکو چاہئے کہ تم توفیق
الٰہی اللہ قدیر کی مخلوق کیلئے ایسے ہادی اور مرشد
ہو کہ انھین خوشخبری بھی دو اور ڈراو بھی اگر تم نے
میرے حکم کی تعمیل کی تو تم مسلمانون پر میرے خلیفہ
ہو ورنہ میرے بعد میرا خلیفہ اللہ رب العلمین ہے
اور یہ بات حق الیقین ہے۔ اللہ کا درود وسلام
پہونچے عارفون کے سردار اور دوستون کے راہبر پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلافت نامہ رکن الدین ابوالفتح بن علاء گوالیری

الحمد للہ المبدئ المعید الفعال
لما یرید ذی الفضل السدید و
البطش الشدید والصلوٰۃ علی
رسولہ محمد الحمید المبعوث
الی خیر الامم انہم کانوا یامرون
بالمعروف وینہون عن المنکر
بالجہد الجہید والسعی الاکید
ثم بالوعد الوعید واصحابہ القائمین
بالسنۃ وامرہ الرشید والہ
وعترتہ الدعاۃ الہداۃ الی الواحد
العزیز وبعد فقد اجتمعت
الادیان واتفقت الاذہان ان
اجل المقاصد واعز المطالب
معرفۃ اللہ تعالیٰ عن العیب والنقصان
والمعرفۃ معرفتان معرفۃ بالکفر
والاستدلال بالنظر والتعلیل
علی السماع والخبر ومعرفۃ معاینۃ
بالعیان ومشاہدۃ بنعت البیان
ہذا ہو الاصل فی الباب والمطلوب

خلافت نامہ مولانا رکن الدین ابوالفتح بن علاء گوالیری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ساری حمد اللہ کے لئے ہے، وہ پیدا کرنیوالا اور مارنیوالا
ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اوسکا فضل مستحکم اور خالص
ہے۔ درود اسکے رسول محمد صاحب پر جو محمود ہین
اور بہترین امت کیطرف مبعوث ہوئے ہین اور
درود انکی آل پر جو نیک ہدایت کرنیوالے اور
برائیوں سے روکنے والے تھے اور انکی مخالفت مین
جان توڑ کوشش کرتے تھے، اسکے بعد بھلائیون
پر جزاء خیر کی بشارت دینے والے اور برائیوں پر
عذاب الٰہی سے ڈرانیوالے تھے ورود ان کے
اصحاب پر جو سنت پر قائم اور آپکے امر رشید پر چلنے
والے تھے، اور درود نامحدود آپ کی عترت واولاد
پر جو ہادی برحق اور خدا کیطرف بلانے والے تھے
حمد وصلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ تمام مذاہب و ادیان
اس بات پر متفق ہین کہ بزرگ ترین مقصد واہم ترین
مطلب معرفت الٰہی ہے۔ ذات باری تعالےٰ جو
عیب ونقصان سے مبرا ہے اسکی معرفت دو طرح
کی ہے ایک یہ کہ کفر کیا ہے۔ خدا ے عزوجل کے
وجود کے دلائل عقلی کیا ہین اور سنی سوئی باتوں
اور احادیث سے اسکے وجود کے اسباب وعلل کیا ہین

عِنْدَ الْاَرْبَابِ وَلَا تَحْصُلُ ذٰلِكَ
اِلَّا بِاِرْشَادِ الْمُرْشِدِ وَهِدَايَةِ
الْوَلِيِّ الْمُؤَيَّدِ الْوَاصِلِ بِكَوْنِهٖ مِنْ اَسْرَارِ
الْفَائِزِ بِتَجَلِّيَاتِ الْوَاحِدِ
الْقَهَّارِ وَهُوَ الْعَارِفُ الْمَعَارِفِ وَ
السَّالِكُ الْمَسَالِكِ وَالْوَاصِلُ الْفَاضِلُ
وَالْعَالِمُ الْعَامِلُ وَمَعَ ذٰلِكَ اَلْهَمَهٗ
رَبُّهٗ وَاَمَرَهٗ شَيْخُهٗ اَنْ يَّبْسُطَ الْيَدَ
لِطُلَّابِ رَبِّ الْاَرْبَابِ وَالتَّائِبِيْنَ
اَيْضًا لِيَتَحَقَّقُوْا بِهٖ مِنْ حَيْثُ اللُّطْفِ
مِنَ اللّٰهِ التَّوَّابِ فَاَمَّا الطُّلَّابُ فَهُمُ
الَّذِيْنَ يَسْلُكُوْنَ مَسَالِكَ الْقَوْمِ
وَيَكْتَفُوْنَ مِنَ الدُّنْيَا بِمَا هُوَ اَقَلُّ مِنَ
الْمَطْعَمِ وَالْمَشْرَبِ وَاَمَّا التَّائِبُوْنَ
فَهُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَرْبَابِ الْعَادَاتِ
الْمُتَمَسِّكُوْنَ بِذَيْلِ هٰؤُلَاءِ السَّادَاتِ
فَخِرْقَةُ التَّبَرُّكِ مَبْذُوْلَةٌ لِكُلِّ طَالِبٍ
وَخِرْقَةُ الْاِرَادَةِ مَمْنُوْعَةٌ اِلَّا عَنِ السَّالِكِ
النَّاسِكِ الَّذِيْ عَرَفَ عَنِ الدُّنْيَا وَاَهْلِهَا
وَاَرْبَابِهَا فَلْتَفْهَمْ اَيُّهَا الْوَلَدُ الَّذِيْ
وُلِدَ مِنْ سِرِّيْ رُكْنُ الدِّيْنِ اَبُو الْفَتْحِ بْنُ
عَلَاءِ الْگُوَالِيَرِيْ اِنْ اَنْتَ تَسْلُكُ
مَسْلَكِيْ وَتَضْرِبُ مَضْرَبِيْ وَلَا

معرفت کی دوسری قسم۔ وہ مشاہدہ ہے جسکا تعلق
آنکھ سے ہے وہ مشاہدہ نے اس طرح حاصل ہوتی
ہے کہ رب کے صفات بیان ہوسکیں یہی معرفت اصل
مقصود اور لوگوں کا خاص مطلوب ہے اور یہ اسوقت
حاصل ہوتی ہے جب مرشد ارشاد کرے اور ایسا
ولی جو اللہ کی طرف سے مؤید اور اسرار تک پہنچا ہوا اور خدائے
واحد قہار کی تجلیوں سے واقف ہو راہ بتائے۔
ایسا شخص عارف، سالک، واصل، فاضل عالم
عامل اور بعد بلند بھی ہوتا ہے اور شیخ کی طرف
سے مامور ہوتا ہے کہ وہ رب الارباب کے طلبگاروں
کی بیعت کیلئے ہاتھ بڑھائے اور توبہ کرائے تاکہ وہ
تائبین کی عظمت و شان کو معلوم کرسکیں طالب
وہ ہیں جو حضرات صوفیہ کی راہ پر چلیں اور خورد و نوش
دنیا سے بقدر کفایت حصہ لیں اور توبہ کرنیوالے
گناہ کے بعد ابتدائی حالت کیطرف عود کرنیوالے
اور سرداران قوم کا دامن پکڑنے والے ہیں خرقہ
تبرک وہ ہے جو حصول برکت کیلئے ہر طالب کو دیا
جاتا ہے اور خرقہ ارادت صرف اس سالک کو
دیا جاتا ہے جو دنیا کے فریب اور اہل دنیا کو جانتا ہو
پس اے میرے باطنی فرزند رکن الدین ابو الفتح
بن علاء گوالیری اگر تو میرے مسلک اور راہ پر
چلیگا اور اہل دنیا کے پاس آیا جایا نہ کرے گا
اور تیرے دل میں غیر اللہ کا خطرہ نہ گذرے گا

تختلف على اهل الدنيا وارباها
واحبابها ولا تخطر ببالك غير الرب
تعالى فانت خليفتي ان تبسط اليد
للبيعة وتجلس على تكرمة الشيوخة و
الا فالله خليفتي على المسلمين و
ارجوا ظني فيك ان تقتدي بي وتحفظ
مذهبي ولكن عليك ان تعرف ان
لا تلقين الذكر والمراقبة الا من
عرف غر الدنيا وصغر نفسه وهواه
باذل هيئة تشرع في تقليل الطعام
والشراب وتدرج الخلوة عن الصحبة
الخواص والعوام وتقل الكلام وكان
يداه ولسانه ومقلتاه ناكسون الى
المضغة الصنوبرية المعلقة في الجانب
الايسر المسمى بالفواد والقلب
ايها المسترشد خذ ما اتيتك وامض
الى ما اشرتك تكن من القوم واحتسب
من الغدو والامس واليوم اللهم
هذا الدعاء ومنك الاجابة ومني
الجهد وعليك التكلان ولا حول
ولا قوة الا بك وصلى الله على محمد

اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائیگا اور مسند ارشاد
پر بیٹھے گا تو میرا جانشین ہوگا۔ اور اگر ایسا نہین
ہے تو مسلمانون پر میرا خلیفہ اللہ ہے لیکن مجھکو امید
ہے تو میری اقتدا اور میری روش کی حفاظت کریگا
تمکو یہ بھی جاننا چاہئے کہ سوائے ایسے شخص کے جو
فریب دنیا سے واقف ہو اپنی ذات کو سب سے چھوٹا
سمجھے اور اپنی خواہشات کو ذلیل ترین تصور کرے
کسی اوکو مراقبہ اور ذکر کی تلقین نہ کرنا۔ ایسے شخص
کو ضروری ہوگا کہ خورونوش مین کمی کرنا شروع کرے
اور خواص وعوام کی صحبت سے الگ ہو باتین کم
کرے۔ اسکے ہاتھ۔ زبان اور دونون آنکھین
گوشت کے اس صنوبری شکل کے لوتھڑے کیجانب
متوجہ رہین جو بائین جانب لٹکا ہوا ہے اسکا نام دل
ہے۔ اے طالب ارشاد مین نے جو تجھے دیا ہے
لے اور جدہر مین نے اشارہ کیا ہے چل۔ اگر ایسا
کریگا تو تیرا شمار جماعت صوفیہ صافیہ مین ہوگا صبح و
شام اور سارے دن کے اعمال کی جانچ کرلیا کر
اے اللہ یہ میری دعا ہے تو ہی اسکو قبول
کرنیوالا ہے۔ مین صرف سعی کرنیوالا ہون۔ بھروسا
تیرا ہی ہے بغیر تیری امداد کے گناہ سے بچنے کی طاقت
ہے، نہ عبادت کی قوت ہے، اللہ درود نازل
فرمائے محمد صاحب پر انکے اصحاب، ذریت اور انکے
متبعین سب پر والسلام مع الاکرام۔

عه آمین اعرابا پانچ وجہین جائز ہین۔ سید نذیر احمد

وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ اَجْمَعِيْنَ
وَالسَّلَامُ وَالْاِكْرَامُ

خلافت نامہ کہ در دہلی نویسانیدہ بودند بعدہ
نام بعضی یاران درج فرمودند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اَنَّنِيْ طَلَعْتُ عَلٰى خَفَايَا
الْاُلُوْهِيَّةِ وَوَقَفْتُ عَلٰى اَسْرَارِ الرُّبُوْبِيَّةِ
بِحَسَبِ الْعِبَادَةِ وَطَاقَةِ الْعُبُوْدِيَّةِ وَالصَّلٰوةُ
عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَاحِبِ لِوَاءِ الْحَمْدِ وَمَالِكِ
مَقَامِ الْوُصْلَةِ بِالطَّاقَةِ الشَّرِيْعَةِ وَعَلٰى
اٰلِهٖ وَعِتْرَتِهٖ ذَوِي الْاَخْلَاقِ السَّنِيَّةِ
الْمَرْضِيَّةِ وَاَصْحَابِهِ الْمُتَّصِفَةِ بِاَنْوَارِ
الْقُدْسِيَّةِ الْمُشْتَمِلَةِ بِصِفَاتِ الزَّاهِدَةِ
السُّبُّوْحِيَّةِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا الْعِبَادُ لَيْسَ
الطَّرِيْقُ اِلَيْهِ اِلَّا بِابْتِغَاءِ الْوَسِيْلَةِ
وَالْاِتِّصَافِ بِاَوْصَافِ الرُّبُوْبِيَّةِ
وَالتَّقَدُّمِ بِالْاِقْدَامِ عَلٰى مَحْوِ الْاٰثَامِ
وَالْخِصَالِ الدَّنِيَّةِ وَتَلْقِيْنِ شَيْخٍ
مُرْشِدٍ كَامِلٍ مُهَذَّبٍ وَاقِفٍ عَلٰى
تَنَوُّعِ طُرُقِ الْوُصُوْلِ بِتِلْكَ الْعَتَبَةِ
الْعَلِيَّةِ وَالتَّلْقِيْنُ مُفَوَّضٌ اِلٰى رَاْيِ

خلافت نامۂ عام

یہ وہ خلافت نامہ ہے جسکو حضرت مخدومؑ نے دہلی
مین لکھوایا تھا، اسکے بعد اسمین خلفاء کا نام درج فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریف اللہ کے لئے ہے جسنے مجھے الوہیت کے
راز بتائے اور ربوبیت کے اسرار پر بحسب طاقت
بشری مجھے مطلع کیا اور درود اللہ کے رسول پر
جو صاحب لواے حمد ہین اور بزور شریعت مقام
وصلت کے مالک ہین اور انکی اولاد پر جو صاحب
اخلاق پسندیدہ و روشن تھے اور انکے احباب جو ایسے
انوار قدسیہ سے متصف تھے جو سبوحیت کے اوصاف
پر مشتمل ہین۔ بعد حمد و درود کے واضح ہو کہ اسے بندگان
خدا بغیر تلاش وسیلہ والصاف اوصاف ربوبیت
و ازالہ معاصی و ترک عادات بد و تلقین شیخ جو
مرشد کامل اور اس بارگاہ تک رسائی کی مختلف
راہوں سے واقف ہو اللہ کی طرف راستہ نہین
ہے۔ رہی تلقین وہ ایک ایسے عالم شیخ کی راے
پر منحصر ہے جو علوم دینیہ سے واقف ہو، یہ وہ دروازہ
ہے جسمین عالم غیب سے عالم شہادت مین طرح
طرح کے رنگ اسکے سامنے ظاہر ہوتا شروع ہوتی

شیخ العالم الواقف بالعلوم اللدنیة
هذا باب فیما یبدء وله من عالم الغیب
بالظهور فی عالم الشهادة من الالوان
المتلونة کالصفرة والحمرة والخضرة
والزرقة والبیاض والسواد ثم
الراس الانوار لاجنس فیها لون و
شکل وجهة وسمت من القبلة
والبعدة ثم الهواتف واستماع الا
صوات الخارجة عن حد الحروف
من المخارج والاسنان والملهمات
فیها الکلمات فیها التعلیمات فیها
الاشارات لایعرف علیه الا هولاء
السادات ثم کشف الارواح و
القبور خاصة دوام التوجه و
لزوم الحضور ثم الصور التی مما
یناسب ویوافق طبایع البشریة
حتی یظن فیها الظانون شکی فهم تلك
المصفة الصنوبریة ثم اللوایح ثم
الطوالع ثم اللوامع ثم البوارق ثم
الحقایق ثم المعارف ثم الصناعات
ثم الکرامات ثم المقامات ثم
الغلوات ثم البوادی ثم المشاهدات
ثم المعاینات ثم المکاشفات

ہین جیسے زرد سرخ سبز نیلگوں سفید سیاہ
پھر اسکے بعد ایک راس الانوار ہے جسمین کوئی
رنگ ہے نہ صورت نہ جہت ہے نہ سمت نہ سامنے
کیطرف سے نہ دور سے اسکے بعد ہواتف ہین اور
آوازونکا سننا ہے جو ایسے حروف کی تعریف سے
خارج ہوتی ہین جو مخارج اور دانتوں کی مدد کی
ادا ہوتے ہین پھر اسکے بعد الہامات ہوتے ہین
جسمین کلمات تعلیمات اور ایسے اشارات ہوتے
ہین جنپر سوا ان سرداروں کے کیسکو واقفیت
نہین ہوتی۔ پھر کشف ارواح ہے کشف قبور کی
یہ خاصکر دوام توجہ اور لزوم حضور سے حاصل
ہوتا ہے۔ پھر اس کے بعد صورتین نظر آتی ہین
جو اسکے مناسب اور طبایع بشریہ کے موافق
ہوتی ہین حتی کہ گمان اور ظن کرنے والے اپنی
اپنی سمجھ کے مطابق اس صنوبری شکل کے گوشت
کے لوتھڑے (قلب) کی حقیقت مین طرح
طرح کے گمان کرنے لگتے ہین۔ اسکے بعد لوائح
ہین۔ پھر طلوع ہونے والے پھر چمکنے والے
پھر تجلیان۔ پھر حقیقتین پھر معارف۔ پھر صناعات
پھر کرامات۔ پھر مقامات پھر غلوات پھر بوادی
پھر مشاہدات، پھر معاینات۔ پھر
مکاشفات پھر مناجات۔ پھر منازعات
پھر محاضرات، پھر معاتبات

ثُمَّ الْمُنَاجَاتُ ثُمَّ الْمُنَازَعَاتُ ثُمَّ الْمُحَاضَرَاتُ ثُمَّ الْمُعَاتَبَاتُ ثُمَّ الْمُنَازَلَاتُ ثُمَّ الْمُرَاسَلَاتُ ثُمَّ الْمُوَاصَلَاتُ ثُمَّ الْمُجَاذَبَاتُ ثُمَّ الْمُسَامَرَاتُ ثُمَّ الْمُتَمَلِّقَاتُ ثُمَّ الْمُعَانَقَاتُ ثُمَّ الْاِتِّصَالَاتُ ثُمَّ التَّدَاخُلَاتُ ثُمَّ الْمُعَاوَدَاتُ ثُمَّ الْاِجْمَالَاتُ ثُمَّ التَّفْصِيلَاتُ ثُمَّ الْاِطْلَاقَاتُ ثُمَّ الْمُرَاجَعَاتُ ثُمَّ الْحَيْرَةُ ثُمَّ الْعُسْرَةُ لَامَزِيدَ هٰهُنَا وَلَاحَيْرَةَ فِي الْحَقِيْقَةِ وَاِنَّ الْحَيْرَةَ هٰذِهٖ هِيَ نَفْسُ مَا فِيهِ الْحَيْرَةُ كُلُّ هٰذَا شَكْلُ شَطْرِ اَقْسَامِ الْوِلَايَاتِ ثُمَّ يُقَالُ ثُمَّ هُوَ مَالَاعَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَاخَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ اَيْ لَمْ تَبْقَ عَيْنٌ حَتّٰى تَرَا وَلَا اُذُنٌ حَتّٰى تَسْمَعَ وَلَا قَلْبٌ حَتّٰى تُخَاطِرَ وَلَا اِنْسٌ وَلَاجِنٌّ وَلَامَلَكٌ وَلَا نَبِيٌّ ثُمَّ بَدَءَ شُطْبَتَهٗ عَنْ حَقَايِقِ الصَّمَدِيَّةِ هٰهُنَا لَافَقْدٌ وَلَاوَجْدٌ وَلَا قُرْبٌ وَلَابُعْدٌ وَلَافَصْلٌ وَلَاوَصْلٌ فَاِذَا تَحَقَّقَتِ الْعُبُودِيَّةُ بَرَزَتِ الْاِنِّيَّةُ فَاِذَا تَحَقَّقَتِ الْاِنِّيَّةُ رَضِيَ الرَّبُّ

پھر منازلات پھر مراسلات پھر مواصلات پھر مجاذبات پھر مسامرات، پھر متملقات پھر معانقات پھر اتصالات پھر تداخلات پھر معاودات پھر اجمالات، پھر تفصیلات پھر اطلاقات پھر مراجعات۔ پھر حیرت پھر عسرت ہے اس سے زیادہ یہان نہین ہے حقیقت مین حیرت نہین ہوتی بلکہ حیرت بھی ایک قسم کا نفس ہے جسمین حیرت پائی جاتی ہے۔ یہ سب ولایت کے اقسام کے اجزاے اصلی ہین۔ پھر اسکے بعد کہا جاتا ہے کہ وہ چیز ہے جسکو نہ آنکھ نے دیکھا ہی نہ کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے قلب پر اسکا خطرہ گذرا ہوگا یعنی آنکھ آنکھ ہی نہ باقی رہیگی جب دیکھتی رہیگی اور جب تک سنتا رہے گا کان کان ہی نہ رہے گا اور قلب قلب ہی نہ رہے گا کہ خطرہ کر سکے۔ اور وہان نہ انسان ہونگے نہ جن نہ ملک نہ نبی پھر وہان سے حقایق صمدیت کی شاخین پھوٹتی ہین اور یہان نہ فقدان ہے نہ وجدان نہ قرب ہے نہ بعد اور نہ وصل ہے نہ فصل پھر جب بندگی ثابت ہو جائیگی تو انیت صاف ظاہر ہوگی اور جب اناکی حقیقت معلوم ہو جاے گی تو پروردگار کی رضامندی حاصل ہوگی اور بندہ کامل ہو جائے گا۔ یہی بندہ واصل فاصل ہے یہی عالم و سیراب ہے یہی عالم ربانی ہے

كَمُلَ الْعَبْدُ فَفَنٰى مَا بَقِيَ وَبَقِيَ مَا فَنَا
فَنَا مَا فَنَا بَقَا مَا بَقَا فَهٰذَا الْوَاصِلُ
الْفَاصِلُ وَهٰذَا الْعَالِمُ التَّاهِلُ وَ
هٰذَا الْعَالِمُ الرَّبَّانِيُّ الْمُطَّلِعُ عَلَى الْمُتَشَابِهَاتِ
الْوَاقِفُ عَلَى الْخَفِيَّاتِ وَالْعَارِفُ عَلٰى
كَيْفِيَّةِ سِرِّ التَّخْلِيْقِ وَالتَّكْوِيْنِ
يُرٰى أَنَّهُ يُصَوِّرُ كَمَا يُصَوِّرُ الْمُصَوِّرُ
بِيَدِهٖ وَلٰكِنَّ بِدُوْنِ الْمُبَاشَرَةِ
وَالْمُلَاقَاتِ وَإِنْ كَانَ يُرٰى هٰكَذَا
فَإِنَّهُ مِنْ صِفَاتِ التَّشَكُّلَاتِ وَالتَّمَثُّلَاتِ
هٰذِهٖ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الرَّائِيْ وَلَا الْمَرَائِيْ
إِنَّهُ سُبْحَانَهٗ مُنَزَّهٌ عَنِ النِّسْبَةِ وَ
الْإِضَافَاتِ فَأَمَّا مَنْ أَرَادَ اللّٰهُ
أَنْ يُرَقِّيَهٗ عَلٰى دَرَجَاتِ الْأَنْبِيَاءِ
وَيَجْعَلَهٗ عَلٰى صِفَاتِ الْأَصْفِيَاءِ يَبْعَثُهٗ
لِدَعْوَةِ الْخَلْقِ إِلَى الْحَقِّ وَيُجْلِسُهٗ
مَجْلِسَ الصِّدْقِ وَالْقُرْبَةِ مَقَرَّ الْعَيْنِ
فَيَكُوْنُ عَيْنٌ بِلَا عَيْنٍ لَا يَسْتُرُهٗ عَيْنٌ
وَلَا يَلْحَقُهٗ شَيْنٌ وَهُوَ لَائِقُ الْحَاذِقِ
وَهُوَ الْأَحَقُّ السَّابِقُ ثُمَّ الْعَلَامَاتُ
الظَّاهِرَةُ وَالْمُعَامَلَاتُ الشَّاهِدَةُ
أَنْ لَا يَرْكَنَ إِلَى الدُّنْيَا وَأَرْبَابِهَا
وَلَا يَتَعَلَّقُ بِآلَاتِهَا وَأَسْبَابِهَا وَأَنْ

جو جانتا ہے کہ متشابہات کیا ہین اور جو اسرار
خفی اور راز تخلیق و تکوین سے مطلع ہوگا۔ یہ دیکھا
گیا ہے کہ یہ شخص ایسی تصویر بناتا ہے جیسی مصور
اپنے ہاتھ سے بنایا کرتے ہین۔ اس مین صفت
یہ ہے کہ گو ایسا دکھائی دیتا ہے مگر بلا مباشرت
و ملاقات کے وہ ایسی تصویر بناتا ہے یہ سب
تشکلات و تمثیلات کے صفات ہین اور یہ سب
دیکھنے والے کے لحاظ سے ہین، مرئی کا اسمین دخل
نہین ہے اللہ تعالیٰ سبحانہ نسبت و اضافات
سے منزہ ہے لیکن وہ جسکو ترقی درجات انبیا دینا
چاہتا ہے اور جسکو صفات اصفیا سے متصف
کرنا چاہتا ہے اسکو دعوت حق کے لئے خلق کیطرف
بھیجتا ہے۔ اسکو مجالس صدق و قرب مین
جگہ دیتا ہے۔ اسکی آنکھین ٹھنڈی رہتی ہین
وہ آنکھہ بلا آنکھہ کے ہوتی ہے اسکو کوئی عیب
نہین لگتا وہ لایق حاذق ملنے والا اور سبقت
کرنیوالا ہوتا ہے اب اس کے بعد یہ ظاہر علامات
اور کھلے ہوئے معاملات اس مین موجود ہوتے
ہین، وہ دنیا اور اہل دنیا کی طرف مائل نہین
ہوتا۔ اور نہ دنیا کے اسباب و آلات سے اسکو
کچھ تعلق ہوتا ہے اور نہ یہ اہل دنیا کے پاس
جاتا ہے اور نہ ان سے میل جول رکھتا ہے اور
نہ اسکو انسے محبت ہوتی ہے، اس کی تھوڑی

لا یختلف علی اهل الدنیا ولا یتردد
ولا یود ویکون بالشرایع کثیرها
وقلیلها وحقیرها وجلیلها
متثبتا حق التثبت متعلقا
حق التعلق بحیث لا یفوت
عنه سنة من سنن سید المرسلین
النبی صلی الله علیه و آله وسلم
وسیرة من سیرته الا بضرورة
اجازها الفقهاء ومضی علیها العلماء
وهو من سیر السلف الصالح
وسنة النبی الفاتح فیقول الملقب
بگیسو دراز محمد بن یوسف
حسینی الحسینی بالتحقیق الحقیقی
والعلم الیقینی اللهم من کان من
تلامیذی ومسترشدی یتصف
بصفتی هذه ومضی علی سیرتی
وسریرتی هذه ویتملک صنعتی
وصنیعتی هذه فهو ولدی الذی
ولد من سری وابنی الذی رضع
من ضرعی فهو قرینی وقرنینی و
خلیفتی ومن لم یکن کذلك فانا
والله تعالی وشیخی منه برآء و
الله خلیفتی علی اهل ملتی والسلام

یا بہت چھوٹی یا بڑی سب باتین شریعت کے
مطابق ہوتی ہین، اس کا سارا دارمدار شریعت
پر ہوتا ہے اور سختی کے ساتھ پابند شریعت
ہوتا ہے نہ کوئی سنت اس سے چھوٹتی ہے نہ
سیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی خصلت
اس سے ترک ہوتی ہے سوائے اسکے جس کی
اجازت ضرورتاً فقہانے دی ہے اور علما جسکو
جائز رکھتے ہین اور یہ عادت سلف صالح کی ہے
اور سنت نبی فاتح کی ہے، پس بندہ ملقب بہ
گیسو دراز محمد بن یوسف حسین الحسینی بہ تحقیق
حقیقی وبعلم یقینی کہتا ہے کہ اے اللہ جو میرا
شاگرد یا مسترشد میری اس صفت سے متصف
ہو اور میری خصلت پر زندگی گذارے اور میرے
خصائل باطنی پر عمل پیرا ہو اور میرے اعمال
وافعال کا پابند ہو وہی میری اولاد ہے جو
میرے باطن سے پیدا ہوئی ہے اور وہی میرا
بچہ ہے جو میری پستان سے پرورش پاکر دنیا
مین ظاہر ہوا ہے وہی میرا مصاحب یار اور
میرا خلیفہ ہے اور جو اسکے خلاف ہے اور ایسا نہین
ہے تو اس سے اللہ تعالی اور مین اور میرے شیخ
مرشد سب بری الذمہ ہین اور اللہ تعالی
میرے ہم مشربون کے حق مین میرا خلیفہ ہے والسلام

وَایضاً اَمَّا بعدُ اَرٰی حَسبَ هٰذا
الزَّمانِ اَنَّ الرَّغبَ قد فَتَرَ و
الطَّلبَ قد اِستَتَرَ فاُجیزُ الواحدَ
علیٰ طریقِ الوکالۃِ والنیابۃِ بعدَ ما
اَرٰی صلاحَہٗ وزُهدَہٗ وتَرْكَ الاختلاط
علیٰ اَهلِ الدُّنیا ورِفْدِہٖ اَن یَبسُطَ
یدَہٗ لِطالبِ التوبۃِ لِئلّا یکونَ
بابُ التوبۃِ مسدودًا وطریقُ
الانابۃِ مُعوَجًّا ومَردودًا فاِنَّ
الزَّمانَ قَرُبَ اِذا اَنَّہٗ اَن یُغلَقَ
بابُ التوبۃِ وهٰذا مِمّا مضیٰ علیہِ
شیخی وشیخُ شیخی واَنا علیٰ منها
جِهِم وطریقُهم اَمضیٰ والمُضِیُّ علیٰ
طریقهم طریقتی وسُنّتی وهٰذا المُجازُ
لیسَ مِنَ المُرشِدِ خلیفتی ولیسَ
مِن وَلَدی الذی وُلِدَ مِن سِرّی
وتَرَبّٰی مِن ضَرّی فافهَموا واغتنموا
اَیُّها الاخوانُ فمِنَ الذینَ اَشَرتُهم
بالاشارۃِ التی سَبَقَت بذلکَ
الکلامِ علاءُ الدینِ گوالیاری وابنُہٗ
رُکنُ الدینِ اَبُوالفتحِ الگوالیاری
وخواندمیر بن شیخِ الاسلامِ
الایرجی واِسحاقُ بنُ محمّدِ الجهتری

ایضاً۔ اما بعد۔ میں اس زمانہ کو دیکھتا ہوں کہ
اسمیں رغبت سست ہو گئی ہے اور طلب معدوم
ہے لہذا ایک شخص کو میں اجازت بطور وکالت
ونیابت دیتا ہوں۔ مگر پہلے یہ دیکھ لیتا ہوں کہ
اسمیں صلاحیت اور زہد کس قدر ہے اہل
دنیا کے پاس آنا جانا ترک کر چکا ہے یا نہیں
اسکے بعد اجازت دیتا ہوں کہ توبہ کے طلبگار
کیطرف ہاتھ پھیلائے تاکہ توبہ کرنے کا دروازہ
بند نہ ہو جائے اور طریقہ انابت کج مج اور
ناپسندیدہ نہ سمجھا جائے۔ اب وہ زمانہ قریب
آگیا ہے کہ توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ یہ
وہ طریقہ ہے جس پر میرے شیخ اور میرے شیخ کے
شیخ کا عمل درآمد رہا ہے اور میں بھی انھیں حضرات
کے طریقہ اور نقش قدم پر چلتا ہوں اور ان
حضرات کے قدم بقدم چلنا ہی میرا طریقہ ہے
اور یہی میری عادت وروش ہے اور جسکو
میں نے اجازت دی ہے اور وہ میرے اس طریقہ
پر نہ چلے تو وہ مجھسے ہدایت یافتہ نہ سمجھا جائے
وہ میرا خلیفہ نہیں ہے اور نہ وہ میرا ایسا بچہ
کہا جائیگا جو میرے سر باطن سے پیدا ہوا ہو اور
میرے پستان سے پرورش کا ظاہر ہوا ہو۔ اے

لہ بعض خلافت ناموں میں حضرت بندہ نوازؒ یہ بھی لکھا کرتے تھے

وَاَخُوْہُ سُلَیْمَانُ بْنُ مُحَمَّدِ الْجَھْتَرِیْ
وَابْنُ ابْنَتِیْ کَلِمَۃُ اللّٰہِ بْنُ سَالَارِ[1]
اللَّاھُوْرِیْ وَاَبُو الْمَعَالِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ
الْمُغْرِبِیْ وَسِرَاجُ الدِّیْنِ ابْنُ شَھْرِیَارُ
الْقُیُسِیْ وَبَھَاءُ الدِّیْنِ ابْنُ شَھْرِ اللّٰہِ
لَاھُوْرِیْ وَسَیْفُ الدِّیْنِ لَکْھِنُوِیْ وَ
حَمِیْدُ الدِّیْنِ اَجْھُوْدَھِنِیْ وَعَلَمُ الدِّیْنِ
بْنُ شَرَفُ الدِّیْنِ مِنْ اَقَارِبِ قَاضِیْ
شَاہ دَوْلَہ اَجْھُوْدَھِنِیْ وَالْخِرْقَۃُ
وَالسَّجَّادَۃُ وَالْخَاتَمُ الَّذِیْ بِیَدِیْ کُلُّ
ذٰلِکَ مَتْرُوْکَۃٌ وَمَمْلُوْکَۃٌ لِمُحَمَّدِ
نِ الْاَصْغَرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ شَرِیْعَۃً
وَطَرِیْقَۃً وَحَقِیْقَۃً وَسَھْوًا مِنَ
الْغَفْلَۃِ طَرَأَتْ عَلَیْہِ الْمُسَمَّاۃُ
بِالْجُنُوْنِ وَکُلُّ مَنْ ھُوَ یُجِیْزُہٗ
مِنْ جِھَۃٍ فَھُوَ مُجَازٌ مِنْ جِھَتِیْ وَاِنْ
قَالَ اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اِنِّیْ قَرِیْبٌ
مِنْہُ بَلْ اَقْرَبُ مِنْ کُلِّ اَحَدٍ
فَاَنَا اَحَقُّ بِہٖ فَلَیْسَ بِشَیْءٍ مِنِّیْ مَنْ
لَازَمَ الْبَابَ وَحَفِظَ الْاٰدَابَ وَ
مَضٰی عَلَیْہِ زَمَانًا مِنْ عُمْرِہٖ فَھُوَ
اَیْضًا مِنْ مُجَازِیْ وَمُرِیْدِیْ فَاَمَّا
اَحْمَدُ بْنُ الْعَزِیْزِ الدَّبِیْرُ فَمِنَ الَّذِیْنَ

بچا یو ایکو سمجھو اور غنیمت جانو۔ جنلوگوں کی طرف
مین نے اشارہ کیا اور سلسلہ کلام مین جنکا ذکر
گذر چکا انھین مین سے علاء الدین گوالیری اور
انکے بیٹے رکن الدین ابو الفتح گوالیری اور خواجہ میر
بن شیخ الاسلام ایرجی اور اسحاق بن محمد جھتری
اور انکے بھائی سلیمان بن محمد جھتری اور میرا
نواسہ کلمۃ اللہ بن سالار لاہوری۔ ابو المعالی
بن احمد مغربی۔ سراج الدین بن شہریار قیسی
بہاء الدین بن شہر اللہ لاہوری سیف الدین
لکھنوی حمید الدین اجھودنی اور علم الدین
بن شرف الدین رشتہ دار قاضی شاہ دولہ
جھودنی مین خرقہ سجادہ اور انگوٹھی جو میرے
ہاتھ مین ہے یہ سب چیزین بطور ترکہ و مملوکہ
محمد اصغر رضی اللہ عنہ کی انھوین سے واسطے
اور از روے شریعت و طریقت و حقیقت
کل انکی ملک ہی، اسکے اوپر سہو طاری ہے جسکو
لوگ جنون کہتے ہین اور کل جسکو محمد اصغر اجازت
دیدین میری طرف سے مجاز سمجھے جائین اگر
کوئی یہ کہے کہ انکے مقابلہ مین عزیز قریب یا
قریب ترین ہوں ان چیزونکا مستحق مین ہونا تو

---

[1] ایک قصبہ ہے جو اسوقت ملتان ... مشہور ہی
[2] ایک قصبہ کا نام ہے

فَازُوْا بِاَکْثَرِ الْاَشْیَاءِ الَّتِیْ اَشَرْنَا مِنْ اَوَّلِ الْکِتَابِ اِلٰی اٰخِرِہٖ فَھُوَ وَلَدِیَ الَّذِیْ وُلِدَ مِنْ سِرِّیْ فَعَلَیْہِ اَنْ یُّرْشِدَ الْمُسْتَرْشِدِیْنَ کَمَا اَرْشَدْتُہٗ فَاِنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَاَنَا غَیْرُ رَاضٍ مِّنْہُ وَاللّٰہُ تَعَالٰی سَاخِطٌ عَلَیْہِ وَالنَّبِیُّ مُعْرِضٌ عَنْہُ وَعُثْمَانُ بْنُ جَعْفَرٍ رَجُلٌ مِّسْکِیْنٌ ضَعِیْفُ الْحَالِ غَیْرُ قَوِیِّ الْبَالِ فَاِنْ جَآءَہٗ تَائِبٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عِنْدَہٗ فَلَا یَمْنَعُہٗ وَیَبْسُطُ الْیَدَ لَہٗ وَیُلْبِسُ الْخِرْقَۃَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الشَّاھِدُ عَلٰی مَا کَتَبْتُ وَاَشَرْتُ اِنْ کَانَ فِیْہِ شَیْءٌ مِّنْ وُّجُوْدِیْ وُجُوْدِ نَفْسِیْ فَاَنَا بَرِیْءٌ مِّنْہُ وَاَنْتَ غَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ فَاغْفِرْ عَنِّیْ وَاغْفِرْلِیْ وَوَفِّقْنِیْ عَلٰی اَحْسَنِ الْاَحْوَالِ وَاَجَلِّ الْاَقْوَالِ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنْتَ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۞

اسکا یہ دعویٰ میرے نزدیک کوئی چیز نہین ہے جو اس بارے مین میری نصیحت پر عمل کرے آداب کی نگہداشت رکھے اور اسکی پابندی کرے تو وہ بھی میرا مرید اور مجاز ہے اور احمد بن عزیز دبیر یہ ان لوگوں مین ہین جنکی طرف مین نے کتاب کی ابتدا اور انتہا تک اشارہ کیا ہے اور ان اشیار پر وہ فائز ہین وہ میرے بچے اور باطنی اولاد ہین انپر واجب ہے مسترشدین کی رہنمائی کرین اسلیے کہ مین نے انکی رہنمائی کی ہے اور اگر وہ نہ کرین گے تو مین اونسے راضی نہونگا اسد تعالیٰ انپر غضبناک ہوگا حضور اقدس نبی صلعم منہ پھیرلین گے نیز عثمان بن جعفر ایک مرد مسکین کمزور حال شخص ہے اسکا دل قوی نہین ہے اگر کوئی طالب اسکے پاس آئے اور توبہ کرنا چاہے تو اسکو انکار نہ کرنا چاہیے اپنا ہاتھ بڑہانا چاہیے اور اسکو خرقہ پہنانا چاہیے اے میرے اسد تو شاہد ہے اسپر جو مین نے لکہا اور جسکی طرف مین نے اشارہ کیا ہے اگر اسمین میرا یا میری نفس کا کچھ دخل ہو تو اس سے بری ہون اور تو غفار الذنوب ہے اور ستار العیوب ہے مجھکو معاف فرما۔ اور مجھکو بہترین افعال اور بزرگ اقوال کی توفیق دے تو غفور، رحیم کریم اور حلیم ہے۔ برحمتك یا ارحم الراحمین والحمد للہ رب العالمین۔

باب ششم

در ذکر اولاد حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ و
فضائل و شمائل ایشان رضی اللہ عنہ

بدانکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را
دو پسر بودند یکے بزرگ زبدۂ اصحاب
شریعت قدوۂ ارباب طریقت و حقیقت
مرشد ثقلین تاج الدولۃ سید حسین
رضی اللہ عنہ المعروف بسید محمد اکبر
طاب ثراہ و حسن مثواہ و فضایل ایشان
بیشتر از آنست کہ در کتاب آید چنین گویند
بعد تولد از ایشان طائفۂ ابدالان بہ تہنیت
آمدند میوہ از تہیہ بنی اسرائیل آوردند
از درختے کہ آنرا درخت تجلی میگویند
آنجا ازین جنس چند درخت معدود است
اول مخدوم زادہ بزرگ را ازان بآب
سودہ گھٹی ذوقہ دادند چنانکہ مردمان خرما می
دہند و مخدوم زادۂ خورد را نیز ہمین دادہ
بودند ہر دو مخدوم زادہ دانشمند دہلی
بودند در جمیع علوم معقول و منقول پیش
اساتذۂ دہلی چنانکہ خدمت قاضی
عبد المقتدر رضی اللہ عنہ و مخدوم مولنا

باب چھٹواں

حضرت مخدومؒ کی اولاد اور انکے فضائل اور خصایل کا ذکر

حضرت کے دو لڑکے تھے بڑے خلاصہ اصحاب شریعت
پیشوائے ارباب طریقت وحقیقت تاج الدولہ
والدین سید حسین رضی اللہ عنہ معروف بہ سید
محمد اکبر طاب ثراہ و حسن مثواہ انکے فضائل احاطہ
تحریر سے باہر ہین لوگ کہتے ہین کہ جب وہ پیدا
ہوئے تو ابدالون کی جماعت مبارکباد دینے کیلئے
آئی اور بنی اسرائیل کے میدان سرگردانی سے
ایک درخت کا میوہ لائے تھے جسکو درخت تجلی
کہتے ہین - وہان اس قسم کے چند گنتی کے درخت
ہین سب سے پہلے مخدوم زادے کو پانی مین گھسکر
گھٹی بنا کر دیا - اسی طرح چھوٹے مخدوم
زادہ کو بھی یہ پھل دیا تھا - دونون صاحبزادے
عالم اور اہل تھے - تمام علوم معقول و منقول ان
اساتذہ دہلی سے پڑھے تھے جیسے قاضی عبد المقتدر
مولنا خواجگی نحوی - مولانا محمد بغرا مولنا
نصیر الدین قاسم اور سلوک وتلقینات و
ارشادات حضرت مخدومؒ سے حاصل کی تھین
بڑے مخدوم زادے سے ابتدائے حال مین
خواجہ خضرؑ سے ملاقات ہوئی تھی خواجہ خضرؑ نے کہا کہ

خواجہ بگیرے نحوی و مولنا محمد بغزاد و مولنا
نصیر الدین قاسم و علوم سلوک و تلقینات
و ارشاد از حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
گرفتہ بودند مخدوم زادۂ بزرگ را در ابتدار
حال با خواجہ خضر علیہ السلام ملاقات
شد خواجہ فرمودند بخواہ ہرچہ میخواہی مخدوم
زادہ بزرگ گفتند مقصود من ازاں جنس
نیست کہ از شما خواستہ شود گاہی در
زیارت حضرت شیخ الاسلام شیخ قطب الدین
رضی اللہ عنہ رفتہ بودند با روح حضرت شیخ
ملاقات شد تمام شب با ایشان یکجا
بودند - روزے در ہوائے سرما با خدمت
مولنا علاء الدین گوالیری و مولنا
بہاء الدین امام یکجا بودند و آتش انجا افروختہ
بودند فرمودند ما را از مقصود ہیچ حجاب
نیست ہر وقتی کہ بخواہیم مقصود را بہ بینیم
واگر استوار نمی دارید شما را بنمایم ایشان
گفتند بنمائید در حال سوی ایشان اشارت
کردند کہ بہ بینید خدمت مولانا علاء الدین
فرمودند انچہ مقصود بود دراں دیدم حضرت
مخدوم کرامت میفرمودند اگر محمد اکبر پسر من نمی
بودی من ابریق کشی او میکردم و میفرمودند
ہیچ مریدے از پیر بہتر نشدہ است مگر دو نفر

مانگو کیا مانگتے ہو مخدوم زادے نے جواب دیا میرا
مطلوب ایسا نہین جو آپ سے مانگا جائے۔
ایکبار شیخ الاسلام شیخ قطب الدین کی زیارت
کو تشریف لے گئے تھے، حضرت شیخ کی روح
پر فتوح سے ملاقات ہوئی، تمام رات آپکے ساتھ
ایک جگہ رہے۔ ایکدن جاڑے کے موسم مین مولانا
علاء الدین گوالیری مولانا بہاء الدین کے ساتھ
آپ یکجا تھے آگ جلائی تھی۔ صاحبزادہ صاحب
نے ارشاد فرمایا مجھکو مقصود سے کچھ حجاب نہین
رہ گیا ہے جسوقت چاہتا ہون مقصود کو دیکھ لیتا
ہون۔ اگر تم لوگوں کو یقین نہ ہو تو دکھا دون ان
حضرت نے عرض کیا دکھایئے، اسی وقت آپ نے
ان لوگون کی طرف اشارہ کیا کہ لو دیکھو حضرت
مولانا علاء الدین نے کہا کہ جو کچھ مقصود تھا اسکو
اسی وقت مین نے دیکھا۔
حضرت مخدومؒ ارشاد فرماتے تھے کہ اگر محمد اکبر
میرا لڑکا نہ ہوتا تو مین اسکے لیے لوٹے مین پانی
بھر کر لاتا اور فرماتے تھے کہ کوئی مرید پیر سے بہتر
نہین ہوا مگر دو شخص ایک حضرت قطب الدین
حضرت مخدوم معین الدین سنجری سے اور دوسرے
محمد اکبر مجھسے۔ جب مولانا ابو الفتح گلبرگہ مین حاضر
ہوئے تو مخدوم زادہ بزرگ کے مرقد منور کی زیارت
کے لیے حضرت مخدوم سے گذارش کی حضرت

یکے خدمت شیخ قطب الدین از شیخ معین الدین
رضی اللہ عنہما دوم محمد اکبر از من چون خدمت
مولٰنا ابو الفتح بجہت پابوس حضرت
مخدوم در گلبرگہ آمدند۔ التماس رفتن زیارت
مخدوم زادہ بزرگ کردند حضرت مخدوم فرمودند
تو او را شناختہ ایشان گفتند بندہ را
این مقام کجاست کہ ایشان را بشناسد فرمودند
از من بشنو آن روز کہ آن توت فروش بچہ
یعنی شیخو مردود کہ پیش ازین خدمت میکرد
آخر راندہ شد برائے محمد اکبر سحر کردہ چند محل
او را دفن کردہ بود دیدن او رفتم گفتم ترا چہ
زحمت است چون سخت مزاحم شدم
گفت فلان سحر کردہ است و در فلان
محل و فلان جا دفن کردہ ست نفران
فرستادم آنجا عین بیرون آوردند دیگر
فرمودند آخرین ماہ رمضان کہ بعد آن نقل
کردہ است جلابے ہر شب میخوردی من
گفتم چرا بخوری این ترا مضر است۔
گفت حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا
فرمودند من درین ماہ رمضان ہر شب بر تو
خواہم بود ہر چہ میدانی بخور ترا مضرت نخواہد
بود دیگر فرمودند یک روز بر من گفت مرا فراشی
خطیرۂ قدس میدہند و این مقامی ست

مخدوم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم نے انھیں پہچانا
بھی ہے۔ عرض کیا کہ غلام کو یہ مقام کب حاصل ہے
کہ انکو پہچانے، ارشاد ہوا تو سنو جس دن توت
فروش کے بچے شیخو مردود نے جو اس سے پہلے
خدمت گاری کرتا تھا اور آخر راندہ درگاہ ہوا
محمد اکبر پر سحر کیا اس سحر کو چند مقامات پر دفن
کیا تھا۔ مین محمد اکبر کو دیکھنے گیا۔ مین نے پوچھا
تمکو کیا بیماری ہے۔ جب بہت اصرار کیا تو کہا کہ
فلاں نے سحر کیا ہے اور فلاں جگہ اسکو دفن کردیا
ہے۔ مین نے چند آدمی بھیجے خاص اسی جگہ سے
لوگ نکال کر لائے۔ حضرت مخدومؒ ارشاد فرماتے
تھے اس رمضان کے آخر مین جسکے بعد محمد اکبر نے
انتقال کیا ہے وہ ہر رات کو جلاب کھایا کرتے
تھے مین نے کہا کیون کھاتے ہو یہ تمہارے لئے
مضر ہے تو کہنے لگے کہ حضرت بی بی فاطمہ فرماتی ہین
کہ مین اس رمضان کے مہینہ مین ہر رات
تمہارے پاس رہونگی جو کچھ جی چاہے کھاؤ کوئی
مضرت نہ کرے گا ایک مرتبہ اور حضرت
مخدوم ارشاد فرماتے تھے کہ ایکدن مجھسے محمد اکبر
کہنے لگے کہ مجھکو خطیرہ قدس کی فراشی کا منصب
عطا کر رہے ہین۔ خطیرہ قدس عرش کے نیچے
ایک مقام ہے۔ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ
وجہہ بھی وہان کے عہدہ دار ہین اور حضرت

زیر عرش امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
ہمانجا عہدہ دارند وخدمت شیخ فرید الدین
ہم آنجا اند گفتم زنہار قبول نکنی آنگاہ مرا
خراب کنی بربادی گفت قبول کنم بل کردم
فرمودند من ہمانروز دانستم کہ این را نخواہند
گذاشت روز چہارشنبہ پانزدہم ماہ ربیع
الآخر سنہ ۸۱۲ اثنا عشر وثمان مایہ ازین
جہان دراں جہاں رحلت فرمودند ایشان را
حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ غسل دادند۔
می فرمودند من دو کس را غسل دادم یکے
حضرت خواجہ خود شیخ نصیر الدین رضی اللہ
عنہ بحکم وصیت ایشاں دوم محمد اکبر را روزی
مولانا ابو الفتح پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
گذرانیدہ کہ من امشب مخدوم زادۂ بزرگ
را در واقعہ دیدم ایشان مرا چنین ذکر تلقین
کردند حضرت مخدوم فرمودند عجب لطفے کہ
او را بر توست تحقیق ہمچناں است من
ان ذکر جز او دیگر کسی را تلقین نکردہ بودم
حضرت مخدوم ہر چہارشنبہ بزیارت
ایشان می رفتند وکند وری انجا خرچ
میکردند مقام علاحدہ طریق جماعت خانہ ساخت
کنانیدہ بودند پیش قبر ایشان سر بر زمین
می آوردند و روشن می داشتند

شیخ فرید الدین گنج شکر بھی وہان ہین مین نے محمد اکبر سے
کہا کہ ہرگز ہرگز قبول نہ کرنا۔ اگر تم نے قبول کرلیا
تو مجھکو خراب وبرباد کرڈالوگے اس نے فوراً جواب
دیا کہ مین قبول کرتا ہون بلکہ قبول کرلیا۔ مین
اسی دن سمجھ گیا کہ اب وہ دنیا مین زیادہ دن نہ
رہین گے۔ چنانچہ چہارشنبہ پندرہوین جمادی
الثانی سنہ ۸۱۲ھ کو اس دنیا سے اس دنیا مین رحلت
فرماگئے۔ انکو حضرت مخدوم نے غسل دیا۔ ارشاد
فرماتے ہین کہ مین نے دو آدمیوں کو غسل دیا ہے
ایک بحسب وصیت اپنے پیر مرشد حضرت شیخ
نصیر الدین محمود کو دوسرے محمد اکبر کو۔ ایک
دن مولانا ابو الفتح نے حضرت مخدوم کی خدمت
مین گذارش کی کہ مین نے رات حضرت مخدوم
زادہ بزرگ کو عالم واقعہ مین دیکھا کہ مجھکو یہ
ذکر تلقین فرمایا ہے۔ حضرت مخدوم نے ارشاد
فرمایا تمپر ان کی عجیب مہربانی ہے۔ اس ذکر کو
مین نے انکے سوا کسیکو تلقین نہین کیا تھا۔
حضرت مخدوم ہر چہارشنبہ کو انکی زیارت کے
لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور وہین سر خوان
بچھوا کر کھانا کھلواتے تھے اور ذرا الگ ایک جگہ جماعت
خانہ کی طرح ایک مقام تیار کرایا تھا۔ انکی قبر
کے سامنے حضرت مخدوم زمین پر سر جھکا کر نذر
دیا کرتے جسکو مجاور اٹھا لیا کرتے تھے۔ اور فرمایا

محاورہ او را بر گرفتند و میفرمودند محمد اکبر
مستحق این است اگر من بغیر استحقاق میکنم
خود فردا در قیامت چنگ ہمہ عارفان و
دامن من کتابہا بسیار تصنیف کردہ بودند
بدین تفصیل معارف عربی در علم نحو شرح
ملتقط کہ حضرت مخدوم در تفسیر نوشتہ اند شرح
آن عقیدہ پارسی رسالہ اباحت سماع رسالہ
اباحت پوشیدن کفش در مسجد مقامات
صوفیان عربی تصریف مالکی شرح سوانح
شرح مسالہ رسالہ فارسی در علم صرف ملفوظ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ دو نسخہ یکے در دہلی و دوم
در گجرات و مخدوم زادہ بزرگ را کار خیر
در خانہ ملک چھجو نبیسہ حاتم خاں برادر سلطان
علاء الدین خلجی شدہ بود۔ ایشان را یک پسر است
مخدوم زادہ میاں شاہ سیف اللہ و برائے
ایشاں عجوزہ مخدوم زادہ خرد کار خیر شدہ ست
و یک دختر بود برائے میاں کلمۃ اللہ کار خیر
شدہ بود۔ پسر دوم شیخ اعظم مقتدا اکرم
محبوب اہل کتب و صحف جمال ملت
والدین سید یوسف المعروف۔ سید محمد اصغر
طاب ثراہ وحسن مثواہ فضایل ایشاں
از حیز تحریر و معرض تقریر متجاوز است
ہفت سالہ بودند کہ میگفتند بعضی صوفیاں

کرتے تھے کہ محمد اکبر ان باتوں کا مستحق ہے۔ اگر میں
بلا استحقاق یہ کرتا ہوں تو کل قیامت کے دن میرا
دامن اور تمام عرفا کا ہاتھ۔ مخدوم زادہ بزرگ نے
بہت سی کتابیں تصنیف کی تھیں جنکی تفصیل یہ ہے
معارف عربی نحو میں ملتقط عقیدہ فارسی زبان
میں۔ رسالہ اباحت سماع۔ مسجد میں جوتا پہننے
کی اباحت میں ایک رسالہ۔ مقامات صوفیان عربی
زبان میں۔ تصریف مالکی۔ شرح سوانح۔ رسالہ
مسئلہ فارسی زبان۔ رسالہ علم صرف۔ ملفوظات
حضرت مخدومؒ دو نسخے ہیں۔ ایک دہلی میں
لکھا تھا دوسرا گجرات میں۔ بڑے صاحبزادے
کا عقد حاتم خاں برادر سلطان علاء الدین خلجی کے
نواسہ ملک چھجو کے گھر میں ہوا تھا۔ آپ کے صاحبزادہ
میاں سیف اللہ کا عقد نکاح مخدوم زادہ خرد کی لڑکی
سے ہوا۔ آپ کے ایک لڑکی بھی تھی جسکا نکاح
میاں کلمۃ اللہ سے ہوا تھا۔

دوسرے مخدوم زادہ شیخ اعظم مقتدائے اکرم
محبوب اہل کتب صحف جمال الملۃ والدین سید
یوسف المعروف بہ سید محمد اصغر طاب ثراہ وحسن
مثواہ انکے فضائل تحریر و تقریر سے متجاوز ہیں۔ سات

۵۴ فارسی میں لفظ عجوزہ غالباً بجائے صبیہ لکھا ہے معلوم نہیں کاتب کی غلطی ہے یا اس زمانہ کا محاورہ ہے۔ ۱۲

میگویند ما خدا را می بینیم حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ خدای تبارک وتعالی
را بمن نمایند ہم از ان وقت در سلوک
شدند کشوفات وتجلیات جلالی وجمالی
نصیب ایشان شد وحقیقت اشیار
کماہی اشارت بران است برایشان
کشف شد روزے مولانا ابو الفتح
برایشان عرضہ داشت کہ والد این بندہ
یعنی مولنا علاء الدین گوالیری قدس
سرہ در نظر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بودند
مخدومزادہ بزرگ بندگی مخدوم برایشان لطف
وشفقت میفرمودند برین بندہ اگر مخدوم زادہ
خورد لطف کند وازان اسرار کہ از حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ نصیب شدہ چیزے
نصیب کنند مخدومزادہ خورد فرمودند مولانا
شیخ یعنی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در
باب شما تقصیر نمی کنند ہمان کافی است
مولانا ابو الفتح عرضہ داشت کرد فرمودند امروز
در جماعتخانہ باشید با تو چیزے خواہم گفت
بعد از نماز عصر از درون خانہ بیرون آمدند
پیش درگہ استادہ شدند فرمودند مولانا
ابو الفتح خدمت مولانا ابو الفتح شتاب رفتند
مخدوم زادہ خورد فرمودند درون بیائید برابر

برس کی عمر مین حضرت مخدوم سے فرمایا کرتے
تھے کہ بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہم خدا کو دیکھا کرتے
ہین ہمکو دکھا دیجیے۔ اسی عمر سے آپ سلوک مین
مشغول ہو گئے اور کشوفات جلالیہ وجمالیہ آپ کو
حاصل ہوئین اور تمام اشیا کی حقیقت کما حقہ
آپ پر ظاہر ہو گئی۔

ایکدن مولانا ابو الفتح نے گذارش کی کہ اس
غلام کے والد مولانا علاء الدین گوالیری قدس
سرہ حضرت مخدوم کے منظور نظر تھے۔

اور بندگی مخدوم کے بڑے صاحبزادے بھی
ان پر عنایت فرماتے تھے، اگر اس غلام پر چھوٹے
مخدومزادے شفقت فرمائین اور ان اسرار سے
جو حضرت مخدوم رض نے ارشاد فرمایا۔ تھوڑا سا مجھے
بھی حصہ عطا فرمائین تو عین بندہ نوازی ہو حضرت
مخدومزادہ خورد نے ارشاد فرمایا مولانا صاحب
حضرت شیخ یعنی بندگی مخدوم رض آپ کے حق مین
کمی نہین فرماتے ہین یہی کافی ہے۔ مولانا ابو الفتح
نے پھر گذارش کی۔ ارشاد فرمایا کہ آج تم جماعت
خانہ مین رہنا تم سے کچھ کہونگا۔ بعد نماز عصر گھر
سے باہر تشریف لائے اور درگاہ کے سامنے
کھڑے ہو کر مولانا ابو الفتح کو آواز دی۔ مولانا
فوراً حاضر ہوے۔ فرمایا اندر آؤ۔ ساتھ لیے ہوئے
کوٹھے پر جا کر چھجہ پر بیٹھ گئے اور وہ ذکر جس سے

خود کردہ بالاے بام رفتند درحجرہ نشستند بعدہ ایشاں را ذکرے بجہت کشف حقیقت ہر شئے تلقین کردند خدمت مولانا ابو الفتح ازاں اسرار ہا بسیار دیدند خدمت مخدوم زادہ میاں ید اللہ طال عمرہٗ میفرمودند گاہے در مقام مشغولی مخدومزادہ خورد میرفتم ناگاہ آں مقام مملو بذات ایشاں میدیدم باز ناگاہ ایشاں را ہمانجا نشستہ میدیدم یکباری خدمت مخدومزادہ خورد بالاۓ بام مشغول بودند ناگاہ مخدومزادہ میاں یمین الرحمن بالاۓ بام رفتند و بر عادت خردگان چیزے بازی میکردند و آواز بلند برداشتند خدمت مخدومزادہ خورد را تفرقہ شد فی الحال میاں یمین الرحمن را برگرفتند و از بالاے بام بر زمین زدند در صحن خانہ شور شد خلق خانہ دویدند۔ میاں یمین الرحمن را برداشتند اصلا جاے زخم نرسیدہ جراحتے نشدہ از صحبت خلق بکلی تنفر داشتند بیشتر در خلوت می بودند بر اسپ و پالکی سوار نمی شدند در مسجد جامع پیادہ میرفتند و دست بکسے نمیدادند و بیشتر وقت در طرف نمازگہ و حوض تنہا می رفتند مشغول می شدند و دو نفر یار بودند از پیوستگان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

ہر شئے کی حقیقت کا کشف ہوتا ہے۔ تلقین فرمایا مولانا ابو الفتح نے اس سے بہتیرے اسرار دیکھے۔ حضرت مخدوم زادہ میاں ید اللہ طال عمرہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی میں مخدوم زادہ خورد کی مشغولی کی جگہ میں چلا جایا کرتا تھا۔ کبھی اس جگہ کو آپ کی ذات سے بھرا ہوا دیکھتا تھا۔ اور پھر آپ کو اسی جگہ بیٹھا ہوا بھی دیکھتا تھا۔ ایک مرتبہ چھوٹے مخدوم زادہ مشغول بحق تھے کہ اتفاقاً مخدوم زادہ میاں یمین الرحمن کوٹھے پر چلے گئے اور عام لڑکوں کی طرح کھیل میں بلند آوازے بولنے لگے جس سے حضرت مخدوم زادہ کی مشغولیت میں خلل پڑا اور آپ نے میاں یمین الرحمن کو کوٹھے سے نیچے پھینکدیا۔ گھر میں شور ہو گیا۔ لوگ دوڑے میاں یمین الرحمن کو اٹھایا نہ کہیں چوٹ تھی نہ زخم۔ صحبت خلق سے قطعی نفرت تھی۔ خلوت میں رہا کرتے تھے۔ گھوڑے پالکی پر سوار نہ ہوتے تھے۔ جامع مسجد پیادہ پا جاتے تھے۔ بیعت کے لئے اپنا ہاتھ کسی کے ہاتھ میں نہیں دیتے تھے۔ اکثر اوقات نماز پڑھنے کی جگہ اور حوض کیطرف تنہا جاتے اور مشغول رہتے۔ دو آدمی آپکے یار تھے۔ جو حضرت مخدوم کے مرید اور خوش گلو تھے وہ پیچھے پیچھے چلتے اور دور بیٹھے رہتے تھے۔ کبھی کبھی مخدوم زادہ خرد انکو بلاتے اور اسنے سرود ادر

خوش الحان بودند عقب شدہ می رفتند ودو
می نشستند گاہ گاہے مخدوم زادہ خورد ایشانرا
می طلبیدند و از ایشان سرودی و غزلی
می شنیدند باز می رفتند و مشغول می شدند
و ایشان را برابر گرفتہ باز می گشتند۔ مخدوم
زادہ خورد را کارخیر در خانہ علاء الدین سید اجل
دہلی شدہ بود ایشاں را ہفت پسر بودند۔
پسر بزرگ مخدوم زادہ مقبول حضرت
اللہ میاں ید اللہ طال عمرہٗ بعد ازاں میاں
یمین الرحمن و میاں یمین اللہ و میاں اللہ و
میاں باللہ و میاں من اللہ و میاں صبغت اللہ
الغرض برائے میاں ید اللہ دختر میاں سالار
کارخیر شدہ بود و برائے میاں یمین الرحمن دختر
قاضی راجا و میاں یمین اللہ و میاں باللہ رحمت
حق پیوستہ بودند حق تعالےٰ باقی ماندگانرا
عمر دراز دہد و مخدوم زادہ خرد اعنی محمد اصغر را
یک دختر بود کہ برائے مخدوم زادہ میاں صغیر اللہ
ولد محمد اکبر را کارخیر شدہ بود و خدمت مخدوم زادہ
میاں ید اللہ را ہم از خوردگی آثار و قبولیت
و نجابت ظاہر بود ہم ازاں حضرت مخدوم رضی اللہ
عنہ ایشاں را گاہ گاہ قبولا می گفتند در آنکہ
خدمت مخدوم بی بی را مرض موت شد حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ میاں ید اللہ را فرمودند

اور غزل سنتے تھے۔ سماع کے بعد پھر آپ چلے جاتے
اور مشغول بحق ہو جاتے اور پھر جب لوٹتے تو
ان لوگوں کو ہمراہ لئے واپس تشریف لاتے
حضرت مخدوم زادہ خرد کی شادی سید علاء الدین
کے یہاں ہوئی تھی جو دہلی کے جلیل القدر سادات
میں تھے، آپ کی سات لڑکیاں ہوئیں۔ بڑے
مخدوم زادہ مقبول[1] حضرت الہ میاں ید اللہ طال
عمرہ تھے ان کے بعد میاں یمین الرحمن پھر میاں
یمین اللہ۔ میاں للہ میاں باللہ میاں
من اللہ میاں صبغۃ اللہ رضی اللہ عنہم۔
الغرض میاں ید اللہ سے میاں سالار کی لڑکی بیاہی
گئی تھیں میاں یمین الرحمن سے قاضی راجا کی
لڑکی میاں یمین اللہ و میاں باللہ وصال فر
فرما گئے۔ حق تعالےٰ باقی صاحبزادوں کی عمر
دراز فرمائے۔
مخدوم زادہ خرد میاں محمد اصغر کے ایک لڑکی تھی تھیں
جو مخدوم زادہ میاں صغیر اللہ ولد محمد اکبر کے
نکاح میں آئیں۔ حضرت مخدوم زادہ میاں ید اللہ
میں لڑکپن ہی سے آثار قبولیت و نجابت و
شرافت ظاہر تھے، اسی وجہ سے حضرت

---

[1] ان کا لقب حضرت قبول اللہ حسینی تھا اور حضرت بندہ
نواز گیسو دراز کے بعد آپ ہی خلیفہ و صاحب سجادہ ہوئے۔

یداللہ برو مشغول شو و دریاب کہ عاقبت مرض
ایشان چیست - میان یداللہ عرضہ داشتند
ایشان را بیشتر حیات نیست بعد چند روز ممات
یافتند حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در خلوت میان
یداللہ را اذکار و مراقبات تلقین میکردند ومی
گفتند این را بر کسے مگوے بعدہٗ میان
یداللہ عرضہ داشتند کہ بر مولانا ابوالفتح
بگویم یا نہ فرمودند او را بگوئی پدر تو و محمد
اکبر با پدر او یعنی مولانا علاء الدین گوالیری
محبت بسیار داشتند - ہیچ از و نپوشیدند
تو ہم از و ہیچ مپوش ہم از ان خدمت میان
یداللہ و خدمت مولانا ابوالفتح بالائے بام
مقام قاضی سراج الدین بیشتر یکجا مشغول
بودند و یکبارگی خدمت مولانا ابوالفتح
بر مخدوم زادہ خورد نشستہ بودند حضرت مخدوم
فرمودند مولانا ابوالفتح با یداللہ یکجا مشغول باشی
یداللہ اگرچہ خردست از ماست بعدہٗ این
بیت خواندند ؎

بچہ بط اگرچہ دینہ بود
آب دریاش تا بسینہ بود

حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ را سہ[1] دختر

مخدوم[1] کبھی کبھی قبولاً ارشاد فرمایا کرتے۔ جسوقت
مخدوم کی بی بی کو مرض موت لاحق ہوا تو حضرت
مخدوم نے ارشاد فرمایا - میان یداللہ جاؤ
اور مشغول بحق ہو اور یہ معلوم کرو کہ انکے مرض کا
کیا انجام ہوگا - میان یداللہ نے عرض کیا
کہ انکی حیات زیادہ نہیں ہے چنانچہ تھوڑے
دن کے بعد انکا انتقال ہوگیا - حضرت مخدوم
میاں یداللہ کو خلوت میں اذکار - مراقبات
کی تلقین فرمایا کرتے اور ارشاد فرماتے کہ اسکو
کسی سے نہ بتانا - میان یداللہ نے گذارش
کی کہ مولانا ابوالفتح سے کہوں یا نہ کہوں حضرت
نے ارشاد فرمایا انسے کہدینا تمہارے باپ
اور محمد اکبر انکے باپ مولانا علاء الدین
گوالیری سے بہت محبت کرتے تھے اور انسے
کچھ بھی نہ چھپاتے تھے۔ تم بھی انسے نہ چھپاؤ۔
اسی الفت کیوجہ سے میان یداللہ اور حضرت
مولانا ابوالفتح اکثر دونوں قاضی سراج الدین
کے جائے قیام پر یکجا مشغول بحق رہا کرتے تھے

---

[1] بی بی فاطمہ ستی - بی بی بتول - بی بی امۃ الدین

[1] حضرت بندگی میان سید یداللہ حسینی کے ملفوظات میں
درج ہے کہ حضرت بندہ نواز نے اپنی تمام اولاد کو بارگاہ حضرت
جل وعلیٰ میں پیش فرمایا وہاں سے شرف قبولیت میان یداللہ
حسینی کو بخشا گیا اسلئے آپکا عرف قبولا قرار پایا۔ اسی وجہ

بودند دختر بزرگ بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی
بحوالہ میاں ابن الرسول پسر میانگی سید
چندن برادر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہما
خدمت سید چندن را چہار پسر بودند و
دو دختر۔ پسر بزرگ سید احمد وایشان را
یک پسر بود سید اصغر نام دوم پسر سید
ابن الرسول وایشان را از دختر حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ یک پسر بود میاں مثال اللہ
کار خیر ایشاں درخانہ نصیر خاں شدہ بود بعد
چند روز ہر دو نقل کردند۔ فرزندے بنت
چہار دختر بود یکے درخانہ سید زین العابدین
ویکے درخانہ سید عبد الحلیم ویکے درخانہ
سید فضل اللہ ویکے درخانۂ قرابت سید
رسول سید علی را دو پسر بودند یکے یوسف
دوم سید جلال ولد شاہ علی برج العاشق
ولد شاہ فضل اللہ داماد بی بی فاطمہ بنت
حضرت مخدوم ولد شاہ محمود نبسۂ بی بی
فاطمہ وشاہ محمود داماد شاہ ید اللہ نام
زن شاہ محمود بی بی منۃ اللہ بنت بی بی حجۃ
ہمشیرۂ شاہ کلمۃ اللہ بن بی بی بتول بنت
حضرت مخدوم وسیوم پسر سید
چندن سید پیر رسول نام داشتہ وچہارم
پسر سید پیر رسول نام داشتہ وچہارم

اکبر تہ حضرت مولانا ابو الفتح و مخدوم زادہ خرد
بیٹھے ہوے تھے حضرت مخدوم نے ارشاد فرمایا
مولانا ابو الفتح ید اللہ کے ساتھ ایک ہی جگہ مشغول
رہا کرو۔ ید اللہ اگرچہ عمر مین تم سے چھوٹے ہین
مگر میرے ہین اسکے بعد آپ نے یہ شعر پڑھا ع

بچہ بط اگرچہ دینہ بود
آب دریاش تا بسینہ بود

حضرت مخدوم کے تین لڑکیاں تھین بڑی
صاحب زادی بی بی فاطمہ عرف ستی بی بی میاں
ابن الرسول منجھلے صاحبزادہ سید چندن
برادر مخدوم کے نکاح مین تھین۔ حضرت سید
چندن کے چار صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں
تھین۔ سب سے بڑی سے صاحبزادہ سید
ابن الرسول تھے۔ آپ کے حضرت مخدوم کی
صاحبزادی سے ایک لڑکا ہوا جسکا نام میاں
مثال اللہ تھا جسکی شادی نصیر خان کے
گھر مین ہوئی تھی۔ تھوڑے دن کے بعد دونون
انتقال کر گئے۔ اور اون سے کوئی لڑکا نہیں ہے
صرف چار صاحبزادیاں۔ ایک سید زین العابدین

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۷
ے حضرت بندہ نواز پیار مین انکو قبولا کہا کرتے
تھے ۱۲

پسر سید بعض رسول یکدختر سید چندن
بنت رسول نام درخانۂ سید جیون حق بود
ازان دو پسر بودند سید کبیر الدین و سید
فخر الدین وایشان در دہلی اند دوم دختر سید
چندن تاخاتون نام داشت درخانہ بود دو دختر
میانکی حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ بی بی بتول
بحوالہ سید سالار بود وایشانرا دو پسر بودند
میان کلمۃ اللہ و کارخیر ایشان درخانۂ مخدوم
زادۂ بزرگ شدہ بود۔ ومیاں روح اللہ
کہ ایشانرا از سلطان احمد خطاب دولتخان
شدہ بود واین ہر دو برادر را فرزندان
نہ اند ومیاں سالار را سہ دختران بودند یکے
بحوالہ شمس الدین دیگے بحوالہ میاں عبد اللہ
پسر سید ابو المعالی خُسر پورہ حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ ودر خانۂ میاں عبد اللہ پسرے
شدہ بود۔ درانکہ تولد آں پسر می شد
خیلے تعلق سبب درد زہ بود۔ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ بعضے یارانرا فرمودند
بروید مشغول شوید دریابید کہ عاقبت کار این
چیست ازانجملہ یکے مولنا ابو الفتح ہم بودند
ایشاں رفتند مشغول شدند آخر شب
درواقعہ کسے برایشاں گفت کہ درخانۂ
میاں عبد اللہ پسر تولد شد ایشاں در

گھر مین دوسری سید عبد الحلیم کے گھر مین تیسری
سید فضل اللہ کے گھر مین چوتھی سید رسول کے
قرابتمند کے گھر مین بیاہی گئین سید علی کے دو
لڑکے تھے ایک سید یوسف دوسرے سید جلال
اونکے صاحبزادہ شاہ علی برج العاشق اونکے صاحبزادہ
شاہ فضل اللہ داماد بی بی فاطمہ بنت حضرت
مخدومؓ اونکے صاحبزادہ یعنی حضرت مخدوم کی
صاحبزادی کے نواسہ شاہ محمود یہی صاحب شاہ
محمود میاں ید اللہ کے داماد تھے اُن کی زوجہ
مطہرہ کا اسم گرامی منۃ اللہ بنت بی بی حجۃ ہمشیرہ
شاہ کلمۃ اللہ بن بی بی بتول بنت حضرت مخدومؓ
تیسرے لڑکے سید چندن کا پیر رسول نام تھا۔
چوتھے کا سید بعض رسول۔ ایک لڑکی سید چندن
کی بنت رسول نامی سید جیون حق کے گھر مین
بیاہی تھین ان سے دو لڑکے سید کبیر الدین اور
سید فخر الدین ہوئے۔ یہ لوگ دہلی مین ہین۔
دوسری لڑکی سید چندن کی تاخاتون نامی گھر مین
تھین منجھلی صاحبزادی حضرت مخدومؓ کی بی بی بتول
سید سالار کے نکاح مین تھین انکے دو لڑکے تھے
ایک میان کلمۃ اللہ جن کی شادی صاحبزادہ بزرگ
کے گھر مین ہوئی تھی، دوسرے میاں روح اللہ جنھین
سلطان احمد بہمنی کی طرف سے دولتخاں کا خطاب ملا تھا
یہ دونوں بھائی لاولد تھے میان سالار کے تین

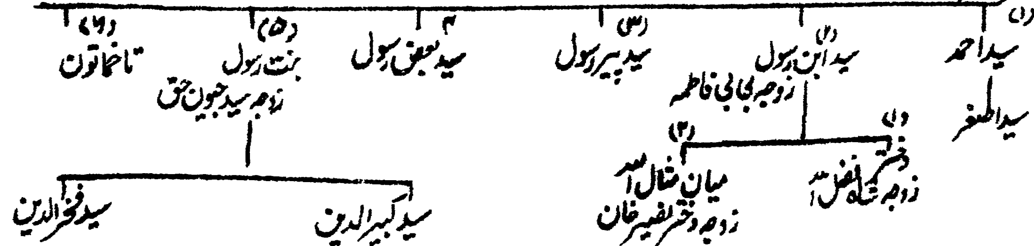
حال آمدند پیش حضرت مخدوم گذرانیدند
و بر میاں عبداللہ گفتند الغرض کیفیت
تمام گفتند۔ ہماں کہ نعرے از درون
دویدہ آمد گفت پسر زادند ہمہ خوش
شدند۔ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
برایشاں مرحمت بسیار کردند و یکے در حبالۂ
مخدوم زادہ میاں ید اللہ دختر سیوم حضرت
مخدوم بی بی امتہ الدین بحوالہ میاں بعض رسول
پسر سید جیندن بودند و از ایشاں یک دختر
بود رضی اللہ تعالے عنہا۔

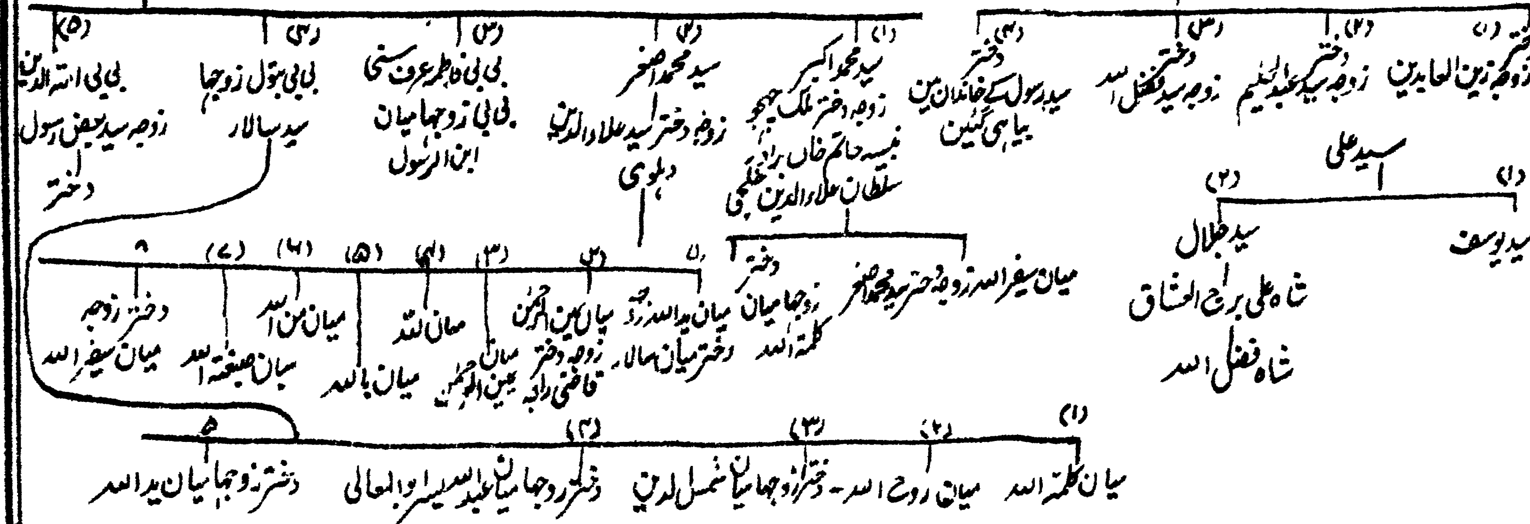
لڑکیاں تین۔ ایک لڑکی میاں شمس الدین سے اور ایک
لڑکی میاں عبداللہ پسر سید ابو المعالی سے بیاہی
گئی۔ سید ابو المعالی حضرت مخدومؓ کے سالے تھے
میاں عبداللہ کے گھر مین لڑکا ہوا تھا اسکی ولادت
مین شدید درد زہ ہوا جس سے بہت ہی تعلق خاطر پیدا
ہو گیا تھا۔ حضرت مخدوم نے بعض مریدین سے ارشاد
فرمایا کہ جاکر مشغول بحق ہوں اور اس ولادت کا
انجام دریافت کریں ان مریدین مین مولنا
ابو الفتح بھی تھے، سب لوگ جاکر مشغول بحق ہوئے
آخر شب مین کسی نے مولانا ابو الفتح سے عالم واقعہ
مین کہا کہ میاں عبداللہ کے گھر مین لڑکا پیدا ہوا۔
وہ اسی وقت حاضر خدمت ہوئے اور حضرت مخدوم سے
کل واقعہ بیان کیا عالم واقعہ کی ساری کیفیت میاں
عبداللہ سے بھی بیان کی اوسی وقت ایک آدمی
دروازہ سے دوڑتا ہوا آیا اور لڑکا پیدا ہونے کی
اطلاع دی سب لوگ خوش ہوئے۔ حضرت مخدوم نے
مولانا ابو الفتح پر بہت شفقت و مہربانی فرمائی میاں
سالار کی ایک لڑکی حضرت مخدوم زادہ میاں ید اللہ سے
بیاہی گئی تھی۔ حضرت مخدوم کی تیسری صاحبزادی
بی بی امتہ الدین میاں بعض رسول پسر سید جیندن
کے نکاح مین آئین اونکے بطن سے صرف ایک لڑکی
تھی رضی اللہ عنہا۔

ناظرین کی آسانی کے لئے تفصیل قرابت حضرت بندہ نوازؒ مندرجہ متن سے تیار کرکے اس مقام پر شجرہ کی شکل میں درج کیا جاتا ہے۔

شجرہ

حضرت سید یوسف رحمۃ اللہ علیہ





باب هفتم

در ذکر خلفا حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ از
فرزندان وغیرہم آوردہ اند کہ اول خلافت شیخ
علاؤالدین گوالیری یافت دانشمند ذو
فنون بودند تحصیل علوم ظاہر بر حضرت قاضی
عبدالمقتدر و شیخزادہ و شہاب الدین علی
کردہ بودند و تحصیل علوم باطن بر حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ در ابتدا ارحال درس سلطان
محمد داشتند و تولیت و فتوی قصبہ گوالیر
خیلخانہ ایشان بسیار بود کاتب این
سیر محمدی برابر حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
در گوالیر آمدہ بود ہمہ را دیدہ و قضا و احتساب
ہم در خانہ ایشان بود دستگاہ دنیاوی
بیشتر داشتند چون بحضرت مخدوم پیوستند
وجہ و عہدہ ترک دادند فقر اختیار کردند و متوکل
شدند بیشترے گوالیر و بھاندیر در کوہہا
و خرابہ ہا مشغول می بودند صوم دوام داشتند
دوگان چہارگان طے میکردند در آخرین ماہ
رمضان کہ بعد ازان رحلت فرمودند در تمام
ماہ سہ افطار کردہ بودند بیش از نقل چہاردہ
ماہ خبر کردہ بودند کہ نقل من در فلان وقت
خواہد بود پنجگان ششگان ماہ نان خورش

باب ساتوان

حضرت مخدوم کے خلفا و صاحبزادے وغیرہ کے
بیان مین -

لوگ کہتے ہین کہ سب سے پہلے خلیفہ مولسنا
علاءالدین گوالیری تھے جو عالم اور متعدد علوم و فنون
سے واقف تھے علم ظاہری کی تحصیل آپ نے مولانا
عبدالمقتدر سے شیخ زادہ شہاب الدین علی سے کی تھی
اور علم باطن کی تحصیل حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ سے
کی - ابتدا مین سلطان محمد کو پڑہاتے تھے - تولیت فتویٰ
نویسی قصبہ گوالیر کی انکے تعلق تھی - انکا خاندان اور
ساز و سامان بہت تھا - کاتب سیر محمدی حضرت مخدوم
کے ہمرکاب گوالیر مین تھا اور ان سب کو وہین دیکھا تھا -
عہدہ قضا احتساب بھی انھین کے گھر مین تھا
دنیاوی ثروت بہت زائد تھی - جب حضرت
مخدوم کے مرید ہوئے تو وجہ معاش و عہدے سب
ترک کرکے فقر و درویشی اختیار کر لی - متوکل ہوگئے
مدت تک گوالیر - بھاندیر اور پہاڑون اور
ویرانون مین مشغول رہے - ہمیشہ روزے سے
رہتے، دو دو دن اور چار چار دن طے کے روزے
رکھتے تھے - آخر مہینہ رمضان مین جس کے بعد
وصال کیا پورے مہینہ رمضان مین صرف
تین دن افطار کیا تھا - انتقال سے چودہ مہینے

نمی خوردند۔ استغراق با حق بکلی داشتند
ایشان را کشف القبور و کشف ارواح و
ملاقات با مردمان غیب بود و بسیار خارق
عادت از ایشان ظاہر بود در آخر شعبان
سنہ ۸۰۱ھ احدی و ثمانمائۃ حضرت مخدوم رضی
اللہ عنہ ایشان را خلافت دادند چون گوالیر را
کافران گرفتند با فرزندان در کالپی آمدند
سکونت گرفتند و ہمانجا در آخر محرم
سنہ ۸۲۴ھ اربع و عشرین ثمانمائۃ بحضرت حق
پیوستہ قدس اللہ سرہ و در وقت وداع
ایشان حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ایشان را
فرمودہ بودند کہ قاضی نور الدین اجہودھنی و
مولنا معین الدین توہانی را من اجازت
کردہ ام و خلافت دادہ از جہت من مثال
برای ایشان بنویس بفرستی و ایشان
ہر دو مردمان دانشمند و مشغول و صاحب
حال بودند بعد از ان شیخ صدر الدین،
خوندمیر خلافت یافتند سکونت ایشان در
قصبۂ ایرچہ پور بود۔ پدر و جد ایشان شیخ الاسلام
ایرچہ بودند بسیار دیہات در وجہ خود
و در وجہ لنگر داشتند و در قصبہ مذکور ایشان
را اعتبار تمام بود در اوایل سنہ ۸۱۰ھ عشر و
ثمانمایہ بتقبیل پابوس حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ

پہلے خبر کردی تھی کہ فلان وقت میرا انتقال
ہوگا۔ پانچ پانچ مہینے چھ چھ مہینے سالن نہین کھاتے
تھے اللہ تعالٰے کے ساتھ استغراق کلی رکھتے تھے
آپ کو کشف قبور کشف ارواح غیبی لوگوں سے
ملاقات کثرت سے حاصل تھی۔ خوارق عادات
کرامات آپ سے بہت ظاہر ہوتی تھین آخر شعبان
کے مہینے سنہ ۸۰۱ھ مین حضرت مخدوم نے آپ کو
خلافت عطا فرمائی۔ جب گوالیر کو کافروں نے
لیلیا تو کالپی چلے آئے وہاں سکونت اختیار کرلی
وہین آخر محرم سنہ ۸۲۴ھ مین رحلت فرمائی قدس اللہ
سرہ۔ انکو جب حضرت مخدومؒ نے رخصت فرمایا
تو ارشاد فرمایا تھا کہ قاضی نور الدین اجہودہنی
مولانا معین الدین توہانی کو مین نے اجازت دی
ہے اور اس کے ساتھ خلافت بھی دی ہے انکے
لئے فرمان خلافت لکھدو اور بھیجدو یہ دونون
صاحب عالم مشغول صاحب حال تھے۔
اسکے بعد شیخ صدر الدین خوندمیر نے خلافت
پائی ان کی سکونت قصبہ ایرچہ پور مین تھی انکے
والد دادا ایرچہ کے شیخ الاسلام تھے۔ بہت
سے دیہات اپنی معاش مین اور لنگر کے خرچ کے
لئے رکھتے تھے۔ قصبہ مذکور مین ان کے خاندان
کا اعتبار اعزاز بہت تھا سنہ ۸۱۰ھ کے اول مین
گلبرگہ حضرت مخدومؒ کی پابوسی کے لئے تشریف

در گلبرگہ آمدند چندگاہ در نظر حضرت مخدوم بودند
و تربیت برگرفتند و تلقین ذکر و مراقبہ
شدند و در وقت وداع حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ ایشانرا خلافت دادند بعد ازاں
خدمت قاضی اسحاق محمد خلافت یافتند دانشمند
بودند و سبق میگفتند و فتوی قصبہ چہترہ
داشتند پدر و جد ایشاں نیز مفتی بودند
خیلخانۂ ایشاں ہم بسیار بود ہمہ اہل علم و فضل
بودند در آخر سنہ ۸۱۰ عشر و ثمانمائۃ بر حضرت
مخدوم در گلبرگہ رفتند و خیلی تربیت و ارشاد
گرفتند و نیکو مشغول شدند وقت
وداع حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ ایشانرا
خلافت دادند بعد ازاں قاضی سلیمان محمد
برادر قاضی اسحاق خلافت یافتند و ایشاں
نیز اہلیت تمام داشتند و بیشتر در کوہہا
و صحرا یہا مشغول می بودند بعدہٗ خدمت
قاضی اسحاق قصد گلبرگہ کردند چندگہ
آنجا در نظر حضرت مخدوم بودند تلقینات
یافتند و در وقت وداع حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ ایشانرا نیز خلافت دادند بعد
ازاں خدمت قاضی علیم الدین بن شرف
از اقارب قاضی شاد اجھودہنی خلافت یافتند
او مردی اہل علم و صلاح بود چندگاہ

لائے تھے۔ چند دنوں حضرت مخدومؒ کی حضوری
مین حاضر رہے اور تربیت حاصل کی۔ ذکر مراقبہ
مین مشغول رہتے۔ رخصت کے وقت حضرت مخدوم
نے خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد حضرت
قاضی اسحاق محمد نے خلافت پائی یہ عالم تھے اور
سبق پڑھایا کرتے تھے اور فتوی نویسی قصبہ چھترہ
کی کیا کرتے تھے۔ ان کے دادا بھی مفتی تھے۔ انکا
گھرانا بھی بہت بڑا تھا اور سب اہل علم و فضل ہوئے
ہین۔ آخر سنہ ۸۱۰ھ مین حضرت مخدومؒ کے پاس
گلبرگہ تشریف لے گئے اور بہت کچھ تربیت و ارشاد
حاصل کیا اور اچھی طرح سے مشغول بحق ہوگئے
حضرت مخدومؒ نے رخصت کرتے وقت انکو خلافت
عطا فرمائی۔ اسکے بعد قاضی محمد سلیمان۔ قاضی اسحاق
کے بھائی نے خلافت پائی۔ ان کے بھی بہت اہلیت
تھی اور زیادہ تر پہاڑون اور ویرانون مین
مشغول بحق رہتے تھے۔ اس کے بعد قاضی اسحاق
نے گلبرگہ آنے کا قصد و ارادہ کیا۔ چند مہینے حضرت
مخدوم کی خدمت مین پیش نظر فیض اثر رہے تلقینات
حاصل کین رخصت کے وقت ان کو بھی حضرت
مخدوم نے خلافت عطا فرمائی۔ اسکے بعد قاضی
علیم الدین بن شرف نے جو قاضی شاد اجھودہنی کے
عزیز قریب تھے۔ خلافت پائی۔ وہ صاحب علم اور
بڑی صلاحیت کے آدمی تھے۔ حضرت مخدوم رضی اللہ

صحبت و تربیت حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
و مخدومزادگان بود و تلقین و ارشاد گرفتہ
بود وقت وداع در ۸۱۱ھ احد و عشر ثمانمائۃ
حضرت مخدوم رضی اللہ او را خلافت دادند
بعد ازان خدمت مخدومزادۂ بزرگ یعنی
محمد اکبر رضی اللہ عنہ در آخر ۸۱۱ھ احدی
عشر و ثمانمائۃ خلافت و نہالچہ خود دادند و
مقابلہ خود در جماعت خانہ بر نہالچہ نشاندند و
ہمہ یاران را فرمودند ایشان روش
برید چنانچہ پیش من آرید ہمچنان پیش او بیارید
یاران ہمچنان کردند بعد این قصہ موازنہ
ہفت ماہ ازین سرای فانی بدان سرای
باقی رحلت فرمودند بعد ازان خدمت سید
ابو المعالی خلافت یافتند خسر بورہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ و خادم بودند دانشمند
و مشغول و تارک دنیا بودند بعد ازان خدمت
خواجہ احمد دبیر خلافت یافتند در ابتداء حال
عہدہ دبیری سلطان فیروز بادشاہ گلبرگہ
داشتند وجہ او استقامت میان حشم
بود چون ۸۰۶ھ ست و ثمانمائۃ شیخ علاء الدین
گوالیری برای پابوس حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ در گلبرگہ آمدند پیش حضرت
مخدوم فصوص آغاز کردند و دانشمندانیکہ

تعالی عنہ اور مخدوم زادون کی خدمت مین کچھ عرصہ
تک رہی اور تلقین وارشاد حاصل کی ۸۱۱ھ مین انھین
بھی حضرت مخدوم نے رخصت کہتے وقت خلافت
عطا فرمائی ۔ اسکے بعد حضرت مخدوم زادہ بڑے سید محمد
اکبر نے ۸۱۱ھ کے آخر مین خلافت پائی ۔ حضرت
مخدوم نے خود بنا نہالچہ عطا فرمایا اور جماعت خانہ
مین اپنے روبرو نہالچہ پر بٹھایا اور تمام مریدین جو
موجود تھے ان سے ارشاد فرمایا انکو اسطرح نذر
ویسے میرے سامنے لاتے ہو ۔ سب نے حکم کی
تعمیل کی ۔ اس قصہ کے بعد تقریباً سات مہینہ
گذرنے پر مخدوم زادۂ بزرگ نے وصال فرمایا
اس کے بعد سید ابو المعالی نے خلافت پائی ۔ یہ
حضرت مخدوم کے سالے تھے اور خادم ۔ عالم مشغول
تارک الدنیا تھے ۔ اس کے بعد خواجہ احمد دبیر نے
خلافت پائی ۔ ابتدار حال مین سلطان شاہ فیروز
بادشاہ گلبرگہ کی سلک ملازمت مین آپ منشی دبیر
تھے اور سررشتۂ فوج مین ملازم تھے ۸۰۶ھ مین
جب مولانا شیخ علاء الدین گوالیری قدمبوسی مخدوم
کے لئے گلبرگہ حاضر ہوئے اور حضرت مخدوم کی خدمات
اقدس مین انھوں نے فصوص[1] پڑھنی شروع کی ۔ تو
علماء نے جو سلطان شاہ فیروز کے ہر وقت ساتھ
رہتے تھے ۔ بادشاہ سے یہ کہدیا کہ فصوص مین مصنف

[1] یعنی فصوص الحکم یہ محی الدین ابن العربی کی کتاب کا نام ہے

ملازمت با سلطان فیروز داشتند بر
سلطان گفتند سخن فصوص بیشتر محل منحرف
از شریعت است حضرت مخدوم در آن محل چہ
می گویند کسی در مجلس ایشان برود حاوی
شود اینجا باید بگوید خواجہ احمد دبیر را
اختیار کردند خواجہ احمد دبیر عوارف بدست
گرفت پیش حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ
آمد التماس خواندن کرد حضرت مخدوم
فرمودند برو پیش محمد اکبر بخوان خواجہ احمد
گفت معنی ظاہر تر ہر کسے بندہ را معلوم
است فرمودند پس چہ حاجت است کہ
بخوانی باز گرد باز گشت پیش در نشستہ ماند
ند از ہر کسے استفسار کردند باز بر حضرت مخدوم
کہ تواند گفت کہ سخن او رد کند ہمہ گفتند جز
خدمت شیخ علاء الدین دیگری نتواند گفت
خواجہ احمد شیرینی ستدہ بہر ملاقات خدمت
شیخ علاء الدین رفت ایشان پرسیدند
شمارا ارادت کجاست ایشان گفتند بر
حضرت شیخ فرید الدین اجودہنی خدمت
شیخ علاء الدین گفتند سن شما اندک می نماید
با ایشان ملاقات از کجا دست داد خواجہ گفت
بندہ ربط قلب با حضرت شیخ دارد ہر وقتی
کہ می خواہد با ایشان در خواب ملاقات

نے بہت سی جگہ جادہ شریعت سے منحرف ہو کر اقوال
لکھے ہین۔ دیکھئے حضرت مخدوم رضؓ اس جگہ ان اقوال
کو کیا فرماتے ہین کسیکو آپ کی مجلس مین جانا چاہئے
اور آپ کے بیانات کو سمجھکر آئے اور یہان بیان
کرے سب نے خواجہ احمد دبیر کو منتخب کیا۔ خواجہ دبیر نے
عوارف ہاتھ مین لی اور حضرت مخدوم کی خدمت
مین حاضر ہوئے اوس کتاب کے پڑھنے کی استدعا
کی حضرت مخدوم نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ سید محمد اکبر سے
اسکو پڑھو (آپ حضرت مخدوم کے بڑے صاحبزادے
تھے) خواجہ احمد دبیر نے عرض کیا کہ اس کتاب کے
معنی ظاہری مجھکو معلوم ہین حضرت مخدوم نے ارشاد
فرمایا کہ پھر پڑھنے کی کیا ضرورت ہے واپس چلے
جاؤ۔ خواجہ احمد دبیر واپس ہوے اور چوکھٹ کے
پاس بیٹھ گئے اور ہر شخص سے یہی پوچھتے رہے کہ
وہ شخص کون ہے جس کی بات حضرت مخدوم کی
بارگاہ مین مقبول ہوتی ہے۔ سب نے کہا کہ مولانا
علاء الدین گوالیری ہین۔ انکے سوا کوئی کچھ نہین
کرسکتا ہے۔ خواجہ احمد دبیر نے شیرینی منگوائی اور
مولانا علاء الدین کی ملاقات کو گئے۔ مولانا
نے پوچھا کہ آپ کو کس سے بیعت ہے۔ خواجہ نے
کہا کہ حضرت شیخ فرید الدین اجودہنی شکر گنج سے
مولانا علاء الدین نے کہا کہ آپ کا سن تو کم معلوم
ہوتا ہے۔ آپ کو حضرت فرید الدین گنج شکر اجودہنی سے

میشود. خدمت شیخ علاء الدین فرمودند امشب بروید مشغول شوید چون حضرت شیخ را در خواب به بینید پیش ایشان عرضه داشت کنید که بنده فلان عرضه داشت کرده است در کتابہا طائفہ شما ہم چنین ست که پیوند خواب اعتبار ندارد اگر معتبر است پس در کتابہا چگونه نوشته اند که پیوند خواب اعتبار ندارد و اگر معتبر نیست پس مرا چرا اضایع می کنید خواجه احمد دبیر رفت مشغول شد حضرت شیخ فرید الدین مسعود را در خواب دید کیفیت تمام عرضه داشت خدمت شیخ فرمودند مولانا علاء الدین نیکو میگوید پیوند خواب اعتبار ندارد برو بمولانا علاء الدین مرید شو بامدادان خواجه احمد دبیر با پسران و درویش بخدمت مولٰنا علاء الدین آمد کیفیت شب تقریر کرد و التماس پیوند ایشان کرد ایشان گفتند خدمت شیخ مقتدای این طائفه اند روش این کار ایشان بہتر دانند مرید را در خانقاه پیر مرید گرفتن بے ادبی باشد ایشان ہرگز نه فرمایند که من در جماعت خانه پیر خود مرید بگیرم

ملاقات کا موقع کیسے ملا - خواجہ نے کہا کہ بندہ کو ربط قلبی حضرت کیساتھ ایسا ہے کہ جس وقت مین چاہتا ہون خواب مین ملاقات ہوجاتی ہے - مولانا علاء الدین نے کہا کہ جائیے اور آج کی رات مشغول ہوجیے - جب حضرت کو خواب مین دیکھیے تو انسے گذارش کیجیے کہ فلان بندہ نے عرض کیا ہے کہ آپکے ہم مشرب لوگون کے کتابون مین لکھاہے کہ خواب مین بیعت کرنے کا کوئی اعتبار نہین ہے - پس اگر یہ بیعت قابل اعتبار ہے تو پھر کتابون مین دیسا کیون لکھدیا ہے اور اگر معتبر نہین ہے تو پھر مجکو کیون آپ برباد کرتے ہین - خواجہ احمد دبیر اوٹھکر چلے گئے اور جاکر مشغول ہوئے - جب حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کو خواب مین دیکھا تو سارا قصہ عرض کیا - حضرت شیخ نے ارشاد فرمایا کہ مولانا علاء الدین نے ٹھیک بات کہی ہے، خواب کی بیعت کا اعتبار نہین ہے - جاؤ اور مولانا علاء الدین کے پاس جاکر مرید ہوجاؤ - صبح کو خواجہ احمد دبیر مع اپنے لڑکون کے علاء الدین کی خدمت مین نذر لیکر حاضر ہوئے اور تمام خواب کا قصہ عرض کیا اور انسے مرید کرنے کی درخواست کی - مولٰنا علاء الدین نے کہا کہ حضرت مخدوم اس جماعت کے پیشوا ہین - اس کام کی روش وہ بہتر جانتے ہین -

ایشان بدین معنی گفته اند که برو بر مولسنا
علاء الدین مرید شو یعنی هرجا که او بگوید خواجه
احمد گفتند من نمیدانم هرچه شما را مصلحت
افتد بکنید ایشان گفتند برابر من بیائید
مرید حضرت مخدوم کنانم همچنان کردند بر
حضرت مخدوم آوردند مرید کنانیدند بعده
چندگاه در صحبت خدمت شیخ علاء الدین بودند
بفرمان حضرت مخدوم رضی الله عنه تربیت
از ایشان گرفتند بعده مدت مدید در نظر
حضرت مخدوم ماندند تلقینات گرفتند وجه و
استقامت ترک دادند مشغولی بکمال
داشتند در سنه ۸۱۵ خمس وعشر وثمانمائة
حضرت مخدوم رضی الله عنه ایشانرا خلافت
دادند بعد از آن خدمت شیخ ابو الفتح بن علاء الدین
گوالیری خلافت یافتند دانشمند متبحر ذوفنون
صاحب تصانیف در علوم ظاهر و باطن تحصیل
علوم ظاهر بر پدر خود خدمت شیخ علاء الدین
کردند و بر خدمت مولسنا احمد تھانیسری و
پسر برادر زادهٔ ایشان تحصیل علوم باطن و
مشغولیها در ابتداء بر پدر خود در انتها
بر حضرت مخدوم رضی الله عنه همیشه متوکل بودند
و در خانهاے هیچ بادشاهے و ملوکے وغیر
آن رفتن و در مجلس حاضر شدن نبود چون پدر

مرید کے لئے پیر کی خانقاہ مین کسی کو مرید کرنا بھی
بے ادبی مین داخل ہے ۔حضرت گنج شکرؒ ہرگز
یہ نہ فرمائین گے کہ مین پیر کے جماعتخانہ مین بیٹھکر
کیکو مرید کرون ۔حضرت نے صرف یہ فرمایا ہے
کہ مولانا علاء الدین کے پاس جاؤ اور مرید ہوجاؤ ۔اس
کا یہ مطلب ہے کہ جہان مین کہوں وہان مرید
ہوجائیے ۔خواجہ احمد دبیر نے کہا کہ مین نہین جانتا
آپ کے نزدیک جو مصلحت ہو وہ کیجئے ۔مولانا
علاء الدین نے کہا کہ آپ میرے ساتھ آئے مین
آپ کو حضرت مخدوم کا مرید کرادیتا ہون ۔چنانچہ
ایسا ہی کیا ۔خواجہ احمد کو حضرت مخدوم رضی اللہ
کی خدمت مین لائے اور حضرت کا مرید کرادیا اسکے
بعد خواجہ صاحب مولانا علاء الدین کی خدمت مین
چند روز حاضر رہے اور حضرت مخدوم کے فرمان
کے بموجب مولانا سے تربیت حاصل کرتے رہے
بعدہٗ بہت زمانہ تک حضرت مخدوم کی خدمت
مین حاضر رہے اور تلقینات حاصل کین ۔نوکری
ترک کردی اور بجد مشغول بحق رہتے تھے ۸۱۵ھ
مین حضرت مخدوم نے انکو خلافت عطا فرمائی ۔اسکے
بعد حضرت مولانا ابو الفتح بن مولانا علاء الدین گوالیری
نے خلافت پائی ۔یہ بڑے متبحر، عالم، ذوفنون
صاحب تصانیف علوم ظاہر و باطن تھے ۔علوم
ظاہری کی تحصیل اپنے والد بزرگوار یعنی مولسنا

ایشان خدمت شیخ علاء الدین نقل میکردند
ایشان را خلافت و سجاده دادند در آخر محرم
سنه ۸۱۴ه اربع و عشر و ثمانمائة بعد نقل پدر
خود قصد پابوس حضرت مخدوم رضی الله
عنه کردند در گلبرگه آمدند جیلی تربیت از
حضرت مخدوم رضی الله عنه گرفتند و تلقین
اذکار و مراقبات بسیار یافتند و در وقت
وداع پانزدهم ماه شعبان سنه ۸۱۸ه ثمان
عشر و ثمانمائة از حضرت مخدوم خلافت یافتند
حضرت مخدوم رضی الله عنه جامها مرتب و
نهالچه و نمکدان دادند تا سر کوچه رسانیدن
آمدند. حضرت مخدوم خرج راه دادند قبول نه
کردند. به شیخ زاده جلال الدین تھانیسری
فرمودند برو از سلطان وزیران خرج بیار
موازنه چهار هزار تنکه می آورد و خدمت شیخ
ابوالفتح او را مانع شدند. گفتند من نخواهم
ستد او بر حضرت مخدوم رضی الله عنه
گذرانیده فرمان شد بله باش که درویش
را این مقدار استقلال باید بایسے
از ان مولنا ابوالفتح بر کاتب این
سید محمدی حکایت میکرد در ان ایام خدمت
ایشان تعلم میکردند موازنه هفده یا هژده
ساله بودند خوابی دیده بودند که آفتاب

علاء الدین گوالیری سے، نیز مولانا احمد تھانیسری اور
انکے بھتیجہ سے کی تھی علوم باطنی ابتدا مین اپنے
والد ماجد سے حاصل کیے تھے اور آخر مین حضرت مخدوم
سے ہمیشہ متوکل رہے۔ کسی بادشاہ کے مکان پر نہ گئے
اور نہ کسی مجلس ہی مین جاتے تھے۔ جب آپ کے
والد ماجد مولانا علاء الدین کا وصال ہوگیا تو وقت
انتقال انھوں نے خلافت و سجادہ انھین عطا فرمایا
اور باپ کی وفات کے بعد آخر محرم سنہ ۸۱۴ھ مین مولانا
ابوالفتح نے حضرت مخدوم کی پابوسی کا قصد کیا
گلبرگہ حاضر ہوئے اور پھر کچھ تربیت حضرت مخدوم سے
حاصل کی اور بہت کچھ ذکر ول، مراقبون کو حاصل کیا
اور رخصت کرنے کے وقت پندرہوین شعبان سنہ ۸۱۸ھ
کو خلافت حضرت مخدوم نے عطا فرمائی۔ حضرت
مخدوم نے پورا لباس ترتیب وار نہالچہ، نمکدان۔
آپکو مرحمت فرمایا اور گلی کے کنارے تک مشایعت
فرماتے ہوئے خود تشریف لائے سفرخرچ عطا کیا
مگر مولانا ابوالفتح نے سفرخرچ لینے سے انکار کیا۔ شیخزادہ
جلال الدین تھانیسری سے حضرت نے ارشاد فرمایا
کہ جاؤ اور بادشاہ کے وزیر سے انکا سفرخرچ لادو
تقریباً چار ہزار تنکہ وہ جاکر لائے مولانا ابوالفتح نے
انکو جانے سے روکا اور کہا کہ بادشاہ کے وزیر کا بھی
سفرخرچ دیا ہوا مین نہ لونگا۔ حضرت مخدوم نے ارشاد
فرمایا خبردار درویش کو اسقدر استقلال ضرور چاہیے

ومهتاب هردو بر سر ایشان برآمده اند و
ایشان در نور هر دو نیر اند این خواب بر
استادان خود تهانیسریان گفتند ایشان
تعبیر گفتند که شما را تربیت از دو بزرگوار
خواهد بود آخر همچنان شد که تربیت و
خلافت از حضرت مخدوم که مثل آفتاب
بودند و از پدر خود که بمنزله مهتاب بودند یافتند
بعد ازان خدمت مخدوم زاده میان کلمة الله
را اجازت کردند و ایشان در ابتداے
حال در کار تیر و ترکش بودند آخر مشغول شدند
نظر لطف حضرت مخدوم رضی الله عنه بر ایشان
بسیار بود هر وقتی که برگ می خوردند پس
خورده ایشان را میدادند این جمله دوازده
نفر شدند بعد ازان چون آخر وقت
شد و رحلت ازین سراے فانی بدان
سراے باقی نزدیک شد و موعد وصال
محبوب نزدیک تر رسید- سیزده نفر دیگر
را خلافت دادند بدین تفصیل اول خدمت
مخدوم زاده خورد میان سید یوسف
المعروف- سید محمد اصغر و بعد حضرت مخدوم
رضی الله عنه بر سجاده نشست بحکم حضرت
مخدوم کاتب این سیر محمدی نیز در آوان
جلوس سجادگی پابوس کرد و تبرک صحبت

مولانا ابوالفتح کے ایک مرید نے اس کاتب سیر
محمدی سے یہ حکایت بیان کی تھی کہ جس زمانہ
مین مولانا ابوالفتح پڑھتے تھے ان کی عمر سترہ یا
اٹھارہ برس کی ہوگی، آپ نے خواب دیکھا تھا کہ
سورج چاند دونوں آپ کے سر پر نکلے ہوئے
ہین اور آپ دونوں کی روشنی مین ہین، آپ نے
اس خواب کو اپنے تھانیسری استادوں سے بیان
کیا۔ انھون نے یہ تعبیر دی کہ آپ کی تعلیم و تربیت
دو بزرگوں سے ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت
مخدوم رضی اللہ عنہ سے جو مثل آفتاب کے تھے
آپنے تربیت و خلافت حاصل کی اور اپنے والد ماجد
سے بھی جو مثل ماہتاب کے تھے تربیت و خلافت پائی
اسکے بعد مخدوم زادہ میان کلمۃ اللہ کو آپ نے
اجازت فرمائی۔ ابتدا سن مین تیر و ترکش کا آپکو
شوق تھا اور اسی مین وقت صرف ہوتا۔ آخر الامر
مشغولیت بحق نصیب ہوئی، نظر لطف، کیمیا اثر
حضرت مخدوم کی آپ پر بحد تھی، ہر وقت جب
پان کھاتے تو منہ سے چبایا ہوا پان انکو مرحمت
فرماتے۔ یہ تمام خلفا بارہ عدد ہوئے اسکے بعد
جب آپکا آخر وقت ہوا یعنی اس دنیاے فانی سے
عالم جاودانی کیطرف تشریف لیجانے کا زمانہ قریب
آیا۔ اور محبوب سے وصال کا موعودہ وقت بہت
قریب پہنچ گیا تو آپ نے تیرہ آدمیوں کو اور خلافت

دویم خدمت مخدوم زادہ میان ید اللہ
سیوم خدمت مخدوم زادہ میان
سیف اللہ چہارم میان عبد اللہ پسر سید
ابو المعالی پنجم خدمت قاضی راجا
اول صدر جہان گلبرگہ بودند و پیشتر
برادر و پدر ایشان نیز صدر جہانی
داشتند تارک شدہ بودند و عہدہ
گذاشتند مشغول باحق گشتہ اند
ششم خدمت شیخ زادہ شہاب
الدین کہ دانشمند بودند و سبق می گفتند
و پدر ایشان نیز شیخ سلیمان شیخی
بزرگ در گلبرگہ بود۔ نسبت خلافت
شیخ الاسلام زین الدین دولتا
بادی داشت ہفتم خدمت مولٰنا
بہاء الدین دہلوی از خیلخانہ مولانا
ضیاء الدین سنامی بودند دانشمند
حضور مشغول بودند سالہا حضرت
مخدوم را امامت کردہ بودند ہشتم
خدمت قاضی سراج الدین کہ سالہا
حضرت مخدوم را خدمت کردہ بودند۔ در
جماعتخانہ سبق می گفتند نہم
قاضی سیف الدین از لکھنو بودند
از بزرگ زادگان انتقام خیلخانہ ایشان

عطا فرمائی جسکی تفصیل یہ ہے پہلے مخدوم زادہ حضرت
میان یوسف المعروف بسید محمد اصغرؒ حضرت
مخدوم کے وصال کے بعد بحکم حضرت مخدوم سجادہ
نشین ہوئے سیر محمدی کا لکھنے والا بھی اس جلسہ
مین موجود تھا۔ قدم بوسی کی برکت حاصل کی تھی۔
دوسرے مخدوم زادہ میان ید اللہ تیسرے مخدوم زادہ
میان سیف اللہ چوتھے میان عبد اللہ بن سید
ابو المعالی۔ پانچوین قاضی راجا۔ آپ پہلے گلبرگہ
مین صدر جہان تھے (یہ اسوقت کا بادشاہی معزز
عہدہ تھا) آپ کے بھائی والد بھی صدر جہانی کے
عہدہ پر ممتاز تھے۔ آپ نوکری چھوڑ کر تارک
ہوگئے اور مشغول بحق ہوئے چھٹے شیخ زادہ
شہاب الدین عالم تھے ہمیشہ پڑھایا کرتے آپ کے
والد شیخ سلیمان گلبرگہ مین بڑے بزرگ شیخ تھے
جنکو نسبت خلافت شیخ الاسلام زین الدین
دولت آبادی سے تھی۔ ساتوین مولانا بہاء الدین دہلوی
تھے جو مولانا ضیاء الدین سنامی کے خاندان سے
تھے۔ آپ عالم مجرد پرہیزگار مشغول بحق تھے کئی
برس تک آپنے امامت نماز حضرت مخدوم کی
ہے۔ آٹھوین۔ قاضی سراج الدین تھے جنھوں نے
سالہا سال حضرت مخدوم کی خدمت گذاری کی
ہے اور جماعتخانہ مین سبق پڑھایا کرتے تھے۔ نوین
قاضی سیف الدین لکھنؤ کے رہنے والے تھے یہ

هم علماء و مشائخ بودند اہل علم و فضل و سماع
بودند دہم ملک زادہ عزالدین یازدہم ملک
شہاب الدین ہر دو پسران ملک قطب الدین
چکنی کہ ہر دو متعلم و صالح و مشغول بودند و در
ذکر و مراقبہ ذوقی تمام داشتند دوازدہم
شیخ حمید الدین جہودہنی صوفی نیک و مشغول
بودہ است سیزدہم ملک زادہ عثمان کہ اول
صاحب دستگاہ بود وجہ استقامت دیوانی
بسیار داشت بعدہٗ تارک شد ہم در روضہ
مقام گرفت و سہ نفر دیگر بودند ایشان را
صریح اجازت نبود اما در حیات حضرت مخدوم
رضی اللہ عنہ مرید گرفتند و خدمت مخدوم
این را شنیدند ساکت شدند اما ہم
در حیات مخدوم رضی اللہ عنہ یکے سید سعد الدین
در دہلی مردی مشغول صاحب سماع بود
دوم شیخ در حالہ سکر جام محبت آشامیدہ
مہابت بود تا بروے مواخذہ نکردند و دعا نیز
کردند و سکر مہابت چنانکہ عمر رضی اللہ عنہ
ردای رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گرفتہ
میکشید و مانع می شد از نماز بر عبد اللہ
ابی کہ او از منافقان بود و سکر محبت چنانکہ
حق تعالے در قصہ مہتر موسیٰ و ہارون علیہ السلام
میگوید و اخذ برأس اخیہ یجرہ الیہ موسیٰ ہارون

وہاں کے بزرگ زادے تھے آپکا خاندان علماء و مشائخ
کا خاندان تھا، جو سب اہل علم و فضل و سماع تھے،
دسوین ملک زادہ عزالدین اور گیارہوین ملک
شہاب الدین یہ دونوں ملک قطب الدین چکنی کے
لڑکے تھے۔ یہ دونوں پڑھتے پڑھاتے تھے اور ذکر و
مراقبہ کے ساتھ پورا پورا ذوق رکھتے تھے۔ بارہوین شیخ
حمید الدین جہودہنی، صوفی۔ نیک مشغول بحق تھے
تیرہوین ملک زادہ عثمان جو پہلے بہت خوشحال آدمی
تھے۔ دیوانی اور سررشتہ مین ملازم تھے اور بہت تنخواہ
تھی اسکے بعد یہ تارک ہوگئے، روضہ ہی مین مقیم ہی رہے
تین شخص اور رہتے تھے جنکو صریحی اجازت نہ تھی لیکن یہ
لوگ حضرت مخدوم کے زمانۂ حیات مین لوگون کو مرید
کرنے لگے آپ نے اس بات کو سنا اور سنکر خاموشی
اختیار فرمائی ان مین سے ایک شخص دہلی مین سید
سعد الدین نامی تھے۔ جو آدمی مشغول و صاحب
سماع تھے دوسرے شیخ [۵] مدہوشی کے
زمانہ مین محبت کا پیالہ پیا تھا۔ آدمی ہیبت ناک
تھے حضرت مخدوم نے اونپر کسی قسم کا مواخذہ
نہین فرمایا تھا۔ بلکہ اون کے لئے دعا فرمائی اور
مدہوشی ہیبتناکی اون مین اس قسم کی تھی۔ جیسی
حضرت عمر خلیفہ دوئم مین تھی کہ آپ نے حضرت

[۵] یہان پر نام ایسا لکھا ہوا ہے کہ پڑھا نہین جاتا نواب
کلیان والے نسخہ مین بھی جگہ صاف ہے مترجم غفرلہٗ

[illegible] گرفته [illegible] و ارادت [illegible]
یا [illegible] امر لا تاخذ [illegible]
روا نباشد که [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] زو [illegible] مکرده [illegible]
[illegible] اکن [illegible] وزی [illegible]

[illegible]
شفا [illegible]
[illegible]
[illegible] حالت [illegible]
[illegible]
بود باز آید الا [illegible] است که [illegible]
[illegible] انبیا علیهم السلام جائز باشد
واگر انند که از [illegible] حقی ورقی پدید آمد موجب
[illegible] گردد [illegible] است [illegible]
وبیان احکام شریع و این سکرات [illegible]

[illegible]
عجم [illegible]

و نشاید که کسی از امت درین ذلت
پریشان شده اند ابتدا چون موسی با هارون
در سکر محبت این فعل بکرد و بعد ازان
بمقام استغفار باز آمد گفت رب
اغفر لی و لاخی در سکر محبت بنده را غفلت
و حیرت است در مستی ثمره از خوردن شراب
مقصود مستی است بلکه مقصود انبساط
نشاط و ذوق است و انبیا را [illegible]
نشاط دائم حاصل است و از مستی معصوم
اند کرامة لهم من الله تعالی و بعضی اولیا
محفوظ اند درین جهت و جمیع ایشان بالاتر
اند مرتبه از سکر دنیا. مقام تابعیت
اند و انبیا در مسند اقتدا و امامت اند
پس این سکر بر شرط محبت به ایشان
جائز است و هر چه درین نوع سکر
از اولیا در وجود آید آنرا انکار نباید کردن
و تقلید و اقتدا هم نباید کردن و هر وقت
که در علم سبب محتاج شوی باید که عیبها
او در نظر نیاری [illegible] اگر عیوب او نظر کنی
از برکت علم و نعمت تعلیم او محروم مانی
و یقین بدانی که [illegible] گفتار سکر از ربوبیت
کفر است مهتر موسی علیه السلام چون
از غلبات سکر بیهوش شد [illegible] گفته خود

۵ روزی تو باز نگردد ز در
کار خدا کن غم روزی مخور

تمہارے دروازہ سے روزی واپس نجائیگی
خدا کے کام میں مشغول رہو روزی کا غم نکرو
جو شخص مخلوق سے غافل اور مخلوق کے ساتھ
مشغول رہیگا تو تمام مخلوق خدا اوسکی فرمانبردار
مطیع رہیگی اور جو شخص اقدام سے [illegible]
[illegible] کے ساتھ مشغول رہیگا تو تمام
عالم کی [illegible] اوسکے [illegible] کا سبب
بنیگی - جو کوئی اوامر و نواہی سے بے شعور ہو
جائیگا تو اس حالت میں حکم اوامر و نواہی کا اس
سے ساقط ہو جائیگا اسوقت [illegible]
[illegible] میں [illegible] سے [illegible]
[illegible] آسکے لیکن وہ [illegible]
رہیگا - تو بیشک اس سے حکم ساقط رہیگا اس قسم کا نشہ
مدہوشی انبیا علیہ السلام کے حق میں جائز نہیں ہے اگر
ذرا بھی اس قسم کی حالت نبی میں پیدا ہو تو وہ استغفار
کو واجب کرتی ہے کیونکہ انبیاء تو مخلوق کی
دعوت کے مکلف ہیں انکو احکام کا بیان اور
شرایع کی وضاحت کرنی چاہیے اور اس
قسم کا نشہ اسباب کا مانع ہوتا ہے - خدا نکرے
کہ کوئی امت والا اس قسم کی لغزش کرے
اور حضرت انبیا کی ان امور میں پیروی کرے

توبہ کرد و گفت سبحانک انی تبت
الیک وانا اول المومنین و شیخ
جنید قدس سرہ درین آیت کریمہ میفرماید
وما یتبعوا اکثرھم الا ظنا آنست کہ
جہال و اصلان می پندارند کہ رسیدند و
ایشان در محل انفصال اند ابویزید ازین
عالم بیرون رفت الا بتدو نعم وابوبکر
واسطی میفرماید الا ظنا آنست کہ جہال و اصلان
می پندارند کہ رسیدند و ایشان
در محل انفصال اند۔ بہترین گمان کہ اینجا
حقیقت توحید است نہ اتصال و نہ
انفصال است و گفتہ اند ظن خواص اتصال
است در طلب مراد خود گفتہ کہ نزول
واردات حصول مواجید بر اندازہ حفظ
قلوب مشائخ و رعایت آداب سماع
است کہ واردات الٰہی بر سہ قسم است
یک قسم واردی آنست کہ کمتر است
قوت بشری می آید و تغیر مزاج کند.
ولشکر سلطنت حواس برقرار ماند لیکن
اورا از تمیز بعود غائب کند قسم دوم
واردی آنست کہ چون نزول کند قوت
بشری طاقت آن ندارد و از آنچہ در وجود
آید بجبر بود۔

ہی سے خبر ہوتی ہے جب یہ فعل ہارون کے
ساتھ ہوگیا اور حضرت موسیٰ جب اوس حالت سے
واپس ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہی اور
عرض کیا رَبِّ اغْفِرْلِي وَلِاَخِي پروردگار مجھکو
اور میرے بھائی کو معاف فرما محبت کا نشہ بمنزلہ
غفلت و حیرت کے ہے جیسے کہ شراب سے نشہ
مین حالت ہوتی ہے۔ شراب پینے سے مقصود نشہ نہین
ہے بلکہ مقصود نشہ و نشاط و ذوق ہوتا ہے۔
انبیاء علیہم السلام کو ذوق بلکہ مسرت دائمی حاصل
ہوتی ہے اور نشہ سے وہ معصوم ہین اور اللہ تعالیٰ
کیجانب سے یہ شرف و بزرگی انکو عطا کیگئی ہے
بعض اولیاء اللہ بھی معصیت سے محفوظ ہین اس
وجہ سے انکو مرتبہ نشہ و سکر محبت۔ الہی کا ملتا ہے
کیونکہ یہ اولیاء اللہ ہین انکی پیروی کیجاتی
ہے اور انبیاء علیہم السلام کل کے کل سنت اقتدا
واامامت پر ہین لیکن نشہ شراب محبت کا ان حضرات
اولیاء اللہ کے لئے جائز ہے اور جو کچھ اس قسم کے
نشہ مین اولیاء اللہ سے سرزد ہوتا ہے اسکا انکار
کرنا مناسب نہین ہے اور نہ اسکا اقرار و اتباع
کرنا مناسب ہے او ر جب کسی کے تم ہر وقت
مشتاق ہو تو پھر اوسکے عیب نظر مین نلاؤ اگر تم اوس
کے عیب گیری کروگے اسکے عیوب کو دیکھوگے تو اسکے
علم کی برکت و نعمت تعلیم سے محروم رہ جاؤگے اور یقینا

هر خوش حسنی چه می پرسی
خبر از دیدن که بے خبر است

قوت و ضعف واردی اند از حفظ قلوب
مشائخ و رعایت آداب سماع است چه
در ین دو چیز از قوی تر نزول وارد داشت
مقولی و شوقی مواجب. و تواتر و یکے از شرایط
سماع آنست که زمان و مکان و اخوان نیز
باید داشت زمان آنکه هر وقتی که دل
مشغول شود یا وقت نماز است یا وقت [illegible]
یا وقت طعام یا وقتیکه دل پراگنده بود
سماع هیچ اثر نکند و دو مکان آنکه
آنکه رهگذرے باشد یا جائے ناخوش
و تاریک بود یا خانه ظالمے بود و وقت شوریده
شود و اخوان آنکه هر که حاضر بوند از اهل سماع
باشند و اگر اهل سماع مریدان یک پیر
باشند یا معتقدان یک خاندان اثر بیشتر
بود و الا درویشان یک صفت یا همه صوفیان
یا همه مولهان یا همه [illegible] ال یا همه [illegible]
که حقیقت حالت احوال مکدر است چون
متکبرے از اهل دنیا حاضر بود یا زاهدے
متکبر منکر بود یا متکلفے که بتکلف [illegible] و رقص
کند یا قومے از اهل غفلت حاضر باشند
و [illegible] یا زنان نظاره کنند

جان ہو کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مشاہدہ میں فنا ہو گیا
ہے حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ السلام کے غشی سے
جب ہوش میں آئے تو پہلی کہی ہوئی بات سے توبہ کیا
اور عرض کیا سُبْحَانَكَ تُبْتُ إِلَيْكَ وَأَنَا أَوَّلُ
الْمُؤْمِنِينَ تو پاک ہے، میں تیری جناب میں توبہ
کرتا ہوں اور میں مومنوں میں پہلا ہوں۔ حضرت جنید
قدس سرہ سے [illegible] شاد فرماتے ہیں [illegible]
[illegible] اور اکثر لوگ پیری نہیں
کرتے [illegible] ان کی [illegible] سے کرتے اپنے کو
پہونچا ہوا جانتے ہیں کہ پہنچ گئے حالانکہ [illegible] نفس
میں ہیں [illegible] یہ نہیں سمجھا [illegible] اس
عالم سے باہر نہیں گئے۔
ابو بکر واسطی فرماتے ہیں کہ الاتصال کے معنی میں
کوتاہ [illegible] ہوئے لوگ گمان کرتے ہیں کہ ہم پہنچ گئے
[illegible] یہ لوگ ابھی محل انفصال میں اسی خیال
میں ہیں جہاں حقیقت توحید ہے وہاں اتصال
ہے اور نہ انفصال۔ حضرت صوفیہ نے فرمایا ہے کہ
[illegible] کا سماع نفسانی ہے جو اسباب مراد کی طلب میں
کہتے ہیں کہ نزول واردات [illegible] مواجید اندازہ
حفظ قلوب مشائخ و رعایت آداب سماع کے موافق
ہوتا ہے۔ واردات الٰہی تین قسم کے ہوتے ہیں، ایک
قسم وہ کہ واردات قوت بشری سے کم درجہ کے وارد
ہوتے ہیں، اس میں مزاج میں تغیر نہیں ہوتا ہے۔

یا جوانان درمیان قوم باشند۔ از اہل غفلت کہ شہوت درایشان غالب باشد سماع حرام بود۔ چہ سماع درین وقت آتش شہوت از ہر دو جانب تیز کند یعنی از جانب زنان و مردان و ہر کہ بشہوت طرفی نگرد دل بروآویختہ شود وآن بختہ فسق و فساد گردد و این چنین سماع مفید نہ بود بلکہ مضر باشد وآداب دیگر آنست کہ اہل سماع ہمہ چشم در پیش افگنند و دریکدگر نہ نگرند وہر کسے ہمگی خویش بسماع دہد و درمیان سخن نہ گویند وآب نہ خورند و از جوانب نہ نگرند و دست و سر نہ جنبانند و بتکلف ہیچ حرکت نکنند بلکہ چنانکہ در تشہد می نشینند و در نماز بادب و ہمہ دل باحق سبحانہ تعالی دارند و منتظر آن باشند تا چہ فتوح پدید آید از غیب بنسبت سماع و خویشتن نگاہ دارند تا بہ اختیار بر نہ خیزند و حرکت نہ کنند۔ وچون کسے از غلبات وجد بجد برخیزد با وے موافقت کنند۔ واگر دستارش بافتاد دستار ہا بنہد و این ہمہ اگرچہ بدعت است ولیکن نہ ہر چہ بدعت است نشاید کہ بسیار بدعت

سلطنت حواس کا لشکر ثابت قدم و برقرار رہتا ہے لیکن اسکو تمیز معہود سے غائب کردیتا ہے، دوسری قسم واردات کی یہ ہے کہ جب وہ نازل ہوتا ہے تو قوت بشری اسکی متحمل نہین ہوتی اور جو کچھ وجود مین آتا ہے اس سے انسان بیخبر ہوجاتا ہے ؎

خبر خواجگی چہ می پرسی
خبر او ہمین کہ بیخبر است

خواجگی کی خبر کیا پوچھتے ہو، اسکی خبر یہی ہے کہ وہ بیخبر ہے اور اسمین قوت وضعف باندازہ قوت وضعف حفظ قلوب مشائخ اور باندازہ آداب سماع ہوتا ہے جس شخص مین یہ دو چیزین زیادہ قوی ہونگی۔ نزول واردات حصول مواجید اسکو مدام ہونگے۔ سماع کے شرایط مین ایک شرط یہ ہے کہ زمانہ۔ جگہ۔ ساتھ سننے والون پر نگاہ رکھنا ضروری ہے۔ زمانہ یہ کہ دل جو وقت کہ کسی فکر مین مشغول ہوتا ہے۔ یا طہارت کرنے کا وقت ہوتا ہے یا نماز کا وقت یا کھانے کا وقت ہو یا دل مین جس وقت انتشار۔ پراگندگی ہو اس وقت سماع کچھ اثر نہین کرتا۔ مکان یہ کہ رہگذر ہو یا ناپسندیدہ جگہ ہو۔ اندھیرا ہو یا کسی بدکار کا گھر ہو اس جگہ شوریدہ وقتی پیدا ہوتی ہے۔ ساتھ سننے والے وہ ہین جو سماع کی مجلس مین موجود ہون۔ اگر سننے والے سب ایک پیر کے معتقد یا ایک پیر کے مرید ہون تو انکا اثر بہت اچھا پڑتا ہے سننے والے درویش ایک ہی مشرب کے ہون یا سب صوفی ہون یا

نیکو باشد بدعت مذموم آن باشد که
بر مخالفت سنت باشد اما حسن خلق و
دل مردمان شاد کردن در شرع محمود
است و هر قومے را عادتے ست و با ایشان
مخالفت کردن در اخلاق ایشان بدخوی
بود که رسول علیہ السلام فرمودہ اند ــ
خالقوا الناس باخلاقهم که با هر کسے
بر وفق عادت وخوی او زندگانی کنید
چوں این قوم بدان موافقت شاد
شوند و ازین مخالفت متوحش گردند
مخالفت ایشان از سنت نہ بود و تحلیہ
رسول علیہ السلام پیش او بر پائے نہ
خواستندے کہ وے آنرا کارہ و متوحش
بودے بر خواستن برائے خوشدلی را اولی
ترکہ عادت عرب دیگر است و عادت
عجم دیگر مطلوب اسرار مومنے است کہ
رسول صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ مَن
سَرَّ مومنا فکانما سَرَّ اللّٰہ و حسن خلق
آنست کہ کسے را بہ مراد خود ندارد بلکہ خود را
بر مراد خلق دارد مادام کہ مراد ایشاں موافق
شرع بود و دیگر شرط برائے نزول و
ارادت و حصول مواجید حفظ قلوب مشائخ
است چنانکہ حق تعالے میگوید در قصہ موسیٰ

اہل عشق و محبت یا سب قلندریا سب حیدری
ہون اس لیئے کہ اونکے احوال کی حالت کی حقیقت
ایک سی ہوتی ہے اور اگر جلسہ مین کوئی متکبر دنیا دار
موجود ہوگا یا کوئی زاہد خشک۔ مغرور و مکار موجود
ہوگا یا ایسا شخص جو بتکلف حالت پیدا کرے اور
ناچے وجد مین آئے یا کوئی ایسا آدمی موجود ہو جو اہل
غفلت سے ہین یا ہر طرف نگاہ اٹھا اٹھا کر دیکھ
رہے ہین یا عورتین تماشہ دیکھ رہی ہوں یا ایسے
نوجوان لوگ ہوں جو اہل غفلت سے ہون اور جنمین
مادہ شہوت زیادہ غالب ہے تو پھر سماع حرام ہوگا
اسوقت سماع شہوت کی آگ دونوں طرف سے تیز
کریگا یعنی مردوں عورتوں دونون مین اور جو شخص شہوت
کی نظر سے کسیطرف دیکھیگا تو دل کو اسی طرف تعلق
ہوگا۔ اور یہ فسق و فجور کی بات ہے ایسا سماع فائدہ
مند نہین ہے بلکہ مضر ہے۔ اداب سماع مین دوسرا
یہ ہے کہ اہل سماع سب کے سب اپنی نگاہ صرف سامنے
رکھین ایک دوسرے کو نہ دیکھین اپنے آپ کو ہمہ تن
سماع مین محو کردے سماع کے درمیان بات چیت
نہ ہو پانی نہ پیئے دایئن بایئن نہ دیکھے۔ ہاتھ سر نہ
ہلائے اور تکلف سے کسی قسم کی کوئی حرکت نہ کرے
بلکہ جس طرح سے نماز مین تشہد پڑھنے کے لئے بیٹھتے
ہین ویسے باادب بیٹھے دل کو حق سبحانہ تعالیٰ کیطرف
متوجہ رکھے اور اس بات کے سب سننے والے منتظر ہین

باخضر علیہ السلام هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰی اَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا امراد صحبت حضرات - شرائط ادب طلب اذن است در صحبت کہ موسیٰؑ اذن صحبت طلبید است بعدہٗ خضرؑ باو شرط کرد کہ در ہیچ مسئلہ باوا اعتراض نہ کند و در ہیچ حکمے باو معارضہ پیش نیارد چوں مہتر موسیٰؑ اعتراض بکرد او عفو کرد و کرت سیوم میان ایشان اعتراض برائے نفس بود مفارقت شد سبب آنکہ اول کرت و دوم کرت اعتراض للہ بود و کرت سیوم اعتراض برائے نفس بود کہ لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اجرًا و رسول علیہ السلام فرمودہ کہ ہیچ جوانے پیرے را سبب کبر سن گرامی نکند مگر آنکہ حق بگمارد کسے را در ایام پیری او را پیرے او گرامی کند یعنی سبب کبر سن و گفتہ اند تخم جملہ فرقہا مخالفت است یعنی ہر کہ با شیخ خود مخالفت کند کہ بر طریق او مستقیم تواند ماند و حلقہ کہ میان ایشان است منقطع گردد یا آنکہ در بقعہ مجتمع باشد تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى و ہر کہ با شیخ خود بشوخی مصاحبت کند بعدہ بدل باو اعتراض کند او عقد صحبت را نقض کردہ باشد و

کہ کیا فتوح غیب سے ظاہر ہوتا ہے - سماع کے متعلق اسبات کو نگاہ رکھیں کہ باختیار خود سماع میں کھڑے نہ ہو جائیں - کسی قسم کی جسم کو حرکت نہ دیں اور اگر کوئی شخص غلبہ وجد کی وجہ سے کھڑا ہو جائے تو سب کو اسکی موافقت میں کھڑا ہو جانا چاہئے اگر اسکی پگڑی گر جاوے تو اٹھا کر رکھ لینی چاہئے - یہ تمام باتیں اگرچہ بدعت ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جتنی بدعتیں ہیں وہ سب بدعت سیئہ ہی ہوں بلکہ بہت سی بدعت حسنہ بھی ہیں - بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کے مخالف ہو لیکن عمدہ اخلاق اور انسان کا دل خوش کرنا شریعت میں محمود و ممدوح ہے اسبات کا رواج ہر قوم میں ہے لوگوں کی مخالفت کرنا لوگوں کے اخلاق کے رو سے بدخلقی ہے اس لئے کہ حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا ہے خَالِقُوا النَّاسَ عَلٰی اَخْلَاقِهِمْ لوگوں سے انکے اخلاق و عادات کے موافق پیش آؤ جبکہ لوگ اس طرح موافقت کرنے سے خوش ہوتے ہیں اور اسکی مخالفت سے برخاستہ خاطر ہوتے ہیں تو اسکی مخالفت کرنا سنت نبویہ کے خلاف ہے حضور اقدس صلعم کے اہلبیت آپ کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لئے کہ حضور اقدس صلعم اسکو مکروہ و برا سمجھتے تھے - ہاں کسیکو خوش کرنے کو کھڑے ہو جاتے تھے اور یہ اولیٰ تر تھا - غرضکہ عرب کی عادت اور ہے عجم کی اور ہے - مقصود مسلمان کو خوش کرنا ہے

برد توبہ و انابت واجب آید و گفتہ اند عقوق
شیخ و استاد را توبہ نیست و ابوعبدالرحمن
سلمی گوید کہ استاذ ابوسہیل صعلوکے روز
جمعہ مجلسے میکرد کہ در ختم قرآن بود یک جمعہ
دیدم کہ آن مجالس را المجلس قول بدل فرمود
من در رو گفتم کہ مجلس قرآن را المجلس
قول بدل کردند۔ ہر کہ با استاذ خود گوید لِمَ
یعنی چرا ہرگز فلاح نیابد۔ وقتی جنید بر سرے
سقطی قدس اللہ سرہ در آمد او را کارے فرمود
در حال با تمام رسانید چوں بازگشت رقعہ
بردست داد دراں نبشتہ کہ سمعت
حادیا یحدو فی البادیہ و یقول ؎

ابکی دما و یدریك ما یبکینی
ابکی حذاران تفارقینی
وتقطع حبلی وتهجرینی

یعنی شنیدم در بادیہ از کسے کہ شتر می راند
و سرودے می گفت و سرود این بود کہ یکے
از نظم مصرعے در کلام عرب بسیار است گویا
ہر مصراعے منزلہ بیتے است و حاصلش آنکہ
خون می گریم و چہ چیز ترا دانا گرداند کہ چہ
مرا گریہ می آرد می گریم از ترس آنکہ از من
مفارقتے کنی و رشتۂ علائقہ مرا قطع کنی
و ترک من گیری این معنی فرمودہ ؎

حضور اقدس صلعم نے ارشاد فرمایا مَن سَرَّ مُؤمِناً
فَکَاَنَّمَا سَرَّ اللّٰهَ حسن خلق اسکو کہتے ہیں کہ کسیکو اپنے
مقصود و مراد کے موافقت کرنے والا نہ بنالے بلکہ اپنے
آپ کو خلق خدا کے مقصود و مراد کے موافق بنائے مگر
اسی حد تک کہ یہ موافقت شرع کی مخالف نہ ہو۔

نزول واردات کی دوسری شرط۔ نزول واردات
وحصول مواجید کے لئے مشائخ کے قلوب کی حفاظت
ضروری ہے جیسا کہ اللہ تعالے ارشاد فرماتا ہے۔ هَلْ
اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا
کیا میں تمہارے ساتھ چلوں اس بات پر کہ تم مجھکو تعلیم
کردہ بات جو تم کو سکھائی گئی ہے، مراد خضر علیہ السلام
کی صحبت پر اور ادب کی شرط یہ ہے کہ ساتھ رہنے کے
لئے اجازت ہو اسی لئے حضرت موسیٰ نے پہلے حضرت
خضر سے ساتھ رہنے کی اجازت چاہی اسکے بعد خضرؑ
نے اپنے شرط کی کہ کسی مسئلہ میں تم مجھپر اعتراض نہ کرنا وجہ
نہ پوچھنا کسی حکم کا میرے معارضہ نہ کرنا۔ اسی لئے جب
حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ کی مصلحت پر اعتراض کیا
تو حضرت خضرؑ نے باوجود اقرار موسیٰؑ پھر بھی معاف کردیا
تیسری بار جب حضرت موسیٰ نے نفس کی خاطر اعتراض
کیا تو پھر دونوں میں جدائی ہوگئی۔ سبب یہ تھا کہ پہلی
مرتبہ اور دوسری مرتبہ کا اعتراض اللہ کے لئے تھا
تیسری مرتبہ کا اعتراض خواہش نفس کے لئے تھا کہ
لَوْ شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا کہ اگر تم چاہتے

[illegible]

[illegible] نگاہ [illegible] مستان [illegible]

[illegible]

[illegible] پیدا [illegible]

[illegible]

[illegible]

سال اور [illegible]

تفضیل کرد او چون سہیل عبداللہ استاد ذوالنون
خواندی ... در مصر صفت کرده بودند که
او ... [illegible] ... چون ... [illegible]
[illegible] ... چون ... [illegible]
[illegible]
[illegible] ... گفت ... [illegible]
[illegible] ... سوخت ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ... نشست ... [illegible]
[illegible] ... گفت ... [illegible]
روز ... زیارت ... [illegible]
[illegible] ... رفت ... [illegible]
[illegible]
[illegible] ... دمان ... [illegible]
[illegible] ... شہزادہ ... [illegible]
[illegible]
[illegible] ... شد ... [illegible]
[illegible] ... درویش ... [illegible]
[illegible] ... گفت ... زیارت
[illegible]
[illegible] ... عثمان کی ... [illegible]
[illegible]

سری سقطی قدس سرہ کے پاس حاضر ہوئے سری
سقطی نے اپنے کسی کام کے لئے فرمایا کسی وقت جنید
نے ... [illegible] ... ہوئے تو ایک رقعہ
ہاتھ میں ... [illegible]
[illegible]
[illegible]

شعر ۔ [illegible]
[illegible]

ذکر ... [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] ... کاٹ دی ... [illegible]
یہ مضمون اسی نے کہا ہے ۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
دل ... [illegible] ... شاد ہے مگر تیرے خوف سے ... [illegible]
چاک چاک ہوئے ہیں ۔

ابو محمد ہمدانی فرماتے ہیں کہ ایک رات جعفر خلدی